www.urdusoftbooks.com

# محبت بھیگا جنگل

عابدہ سبین

بارشوں کے موسم میں!
تم کو یاد کرنے کی
عادتیں پرانی ہیں
اب کی بار سوچا ہے
عادتیں بدل ڈالیں
پھر خیال آیا کہ......!
عادتیں بدلنے سے بارشیں نہیں رکتیں......!

آج صبح سے ہی موسم انتہائی خوش گوار اور خواب ناک تھا آسمان پر سیاہ بادلوں کا راج تھا' بے چارہ سورج جلوہ گر ہونے اور گرم شعاعوں کا قہر برسانے کی کئی بار کوشش کر چکا تھا مگر آج تو بادلوں نے اس کی ایک نہ چلنے دی اور پورے جلال میں آ کر گرجے جیسے سورج کو دھمکا رہے ہوں کہ ہمیں نہ للکارو' گرجنے کے ساتھ جب بادل برسے بھی تو گرمی سے بے تاب اور پیاسی دھرتی پرسکون ہوگئی۔ درخت جھوم کر رقص کرنے لگے تو پتوں نے فضا میں گنگناہٹ سی پیدا کردی۔

تیز ہواؤں کے جھونکے درختوں کو چھو کر گزرتے تو درخت دیوانے ہوجاتے۔ دیوانی تو مانو بھی تھی اس موسم کی...... حالانکہ اب مزاج میں وہ شوخی وہ بچپنا مفقود ہوچکا تھا مگر اس سہانے موسم سے جو جنون کی حد تک عشق تھا وہ کم نہ ہوسکا' اب پہروں برستی بارش میں وہ بھیگتی نہیں تھی مگر برآمدے میں کھڑے ہو کر ہاتھوں کو باہر پھیلا کر بارش کے قطرے ہتھیلیوں پر جمع کرنے کی سعی کرتی جو تیزی سے پھسل جاتے تھے' کئی حسین یادیں اس موسم سے جڑی تھیں جنہیں یاد کرکے نین ساون بن جاتے...... آہ...... وہ دن تو جیسے خواب ہوگئے تھے۔ جب زندگی خوب صورت ہوا کرتی تھی' بے فکری' لاپروا' موج مستی سے بھرپور کسی لاپروا شخص کی رکھائی پر کڑھنا' بہانے بہانے سے اسے جتانا' مگر اس پر اثر کم ہی ہوتا تھا' وہ ہمیشہ ہی انجان بنا رہا اس کی دیوانگی اس کی چاہت سے۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

جب وہ یاد آتا' اس کی آنکھوں سے بن موسم کی برسات شروع ہوجاتی۔

''مانو تیرا فون بج رہا ہے۔'' بھابی کی تیز آواز نے اسے حال میں پنچا' اس نے اپنے ہاتھ دیکھے جن پر اب بھی بارش کی بوندیں تیزی سے گرتی اور فوراً پھسل جاتیں جیسے مانو کی زندگی سے وہ تمام پل پھسل گئے تھے۔

''آئی بھابی۔''

''ایسا ممکن ہے صہیب ضیاء کہ میری دیوانگی میری شدتیں تم سے مخفی رہی ہوں' تم جان کر انجان بنتے رہے ہو۔'' اس نے یادوں کی گٹھڑی پھر سے باندھی تھی۔

''مانو آ بھی جاؤ۔''

''جی بھابی آئی۔'' بھابی کے پھر سے بلانے پر اس نے اندر کی طرف قدم بڑھائے۔

☆

مناحل کوئی تیسری بار پکوڑوں سے بھری ٹرے لائی تھی مگر صحن میں یاجوج ماجوج کی فوج ایسے حملہ کرتی کہ لمحے بھر میں وہ خالی ہوجاتی۔

''بس بہت ہوگئی اتنی گرمی میں کھڑے ہو کر گھنٹے بھر سے میں پکوڑے تل رہی ہوں اور تم لوگوں نے ذرا بھی احساس نہیں کیا' ایک بھی پکوڑا نصیب نہیں ہوا اب تک۔'' وہ روہانسی ہو کر دھڑ سے بیٹھ گئی...... پل میں سب کو بریک لگ گئے کسی نے حقیقتاً سوچا ہی نہ تھا کہ وہ بے چاری سب کے لیے اکیلے گرمی میں لگی ہوئی ہے طلال نے ڈش سے آخری پکوڑا جو اٹھایا تھا مناحل کے چیخنے پر منہ میں نہ رکھ سکا وہ واپس رکھ دیا۔

''ڈوب کر مرجاؤ اس پکوڑے کا میں کیا کروں گی۔'' اس نے طلال کو لتاڑا۔


www.urdusoftbooks.com

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آئی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

www.urdusoftbooks.com

"ابھی تم نے کہا کہ ایک بھی پکوڑا نصیب نہیں ہوا تو اس لیے میں نے یہ دکھا دیا کہ......"

"یہ بھی کھالو ورنہ تمہارا یہ احسان میں عمر بھر نہیں چکا پاؤں گی۔"

"اب تمہاری مرضی۔" طلال نے ذرا بھی دیر نہ لگائی اور فوراً پکوڑا اٹھا کر منہ میں رکھ لیا' سب کی ہنسی فطری تھی' مناحل رونے لگی۔

"اف بھتیجی رحم کرو' صبح سے بادل جو شروع ہوئے تھے کہ اب ذرا تھمے ہیں اب تم اسٹارٹ لے رہی ہو۔ کم سن بچی ہو تم جو چند پکوڑوں کے لیے یہ رونا شروع کردیا۔" احمر خود تو پیٹ بھر کر کھا چکا تھا تو اسے بھی خیال نہ آیا الٹا اب اسے ہی ڈانٹنا شروع کردیا' مناحل کے آنسو ہی نہیں حلق بھی خشک ہوگیا' مگر دل تو دکھ رہا تھا ناں سب کی بے مروتی پر۔

"خود بناتے ناں اتنے گرمی میں' پھر میں پوچھتی۔" احمر کو بلند آواز سے جواب دینا تو ناممکن تھا اس لیے زیرلب بڑبڑائی۔

"باشعور اور پڑھی لکھی ہو' یہ بچپنا کب تک رہے گا تمہارا۔ اٹھو اب یہاں سے۔" وہ پھر سنجیدگی سے کہتا اٹھ کر اندر چلا گیا۔

کوئی اس کے دل کا درد سمجھ سکتا تھا جس نے موسم کے باعث صبح بھی بس تھوڑا سا ناشتہ کیا تھا اور دوپہر میں تو کچھ بھی نہ کھایا' بس بارش انجوائے کرتی رہی' یہ پکوڑوں والا آئیڈیا بھی اسی کا تھا اب اسے خاک بھی نہ ملی۔

"ایم سوری مناحل...... ہماری وجہ سے تمہیں بھیا کی بھی سخت سست سننی پڑیں' زیادتی تو ہماری ہے ناں۔" عاشی کو احمر کے جانے کے بعد اس سے ہمدردی ہوئی۔

"ہاں اور اب عاشی تمہارے لیے پکوڑے اور ہم سب کے لیے چائے پکائے گی۔"

"چائے زینی پکائے گی۔" عاشی نے کہا تو ازل کی کام چور زینی بدک گئی۔

"اتنی گرمی میں' کچن میں جانا۔"

"میں پچھلے دو گھنٹوں سے تم سب کے لیے گرمی میں ہی مر رہی تھی۔" مناحل نے اسے گھورا تو وہ بادل نخواستہ عاشی کے ساتھ جانے کو تیار ہوگئی۔

"اور اللہ کے لیے زینی چینی اتنی بھی مہنگی نہیں ہوئی کہ تم صرف چھو کر جار واپس رکھ دو' اسے چائے میں ڈال بھی دینا۔" طلال کی زبان پر کھجلی ہوئی۔

"اتنے نخرے کرنے ہیں تو خود پکالو۔" وہ پھر اینٹھ گئی عاشی اور مناحل نے طلال کو گھورا۔

"یار بھتیجے تمہیں عزت راس نہیں آتی' مستقبل قریب کی ہونے والی نصف بہتر سے تم بدترین بے عزتی کراتے ہو وہ بھی روزانہ کی بنیاد پر۔" صہیب نے بھی گھر کا تو طلال کو ہاتھ جوڑنے پڑے۔

"اچھا جیسی پلادو گی پی لوں گا...... زہر مار کرلوں گا مگر اللہ کے لیے اٹھ جاؤ ورنہ یہ جو چار نظریں مجھے گھور رہی ہیں میں شرم کا مارا ان میں ڈوب کر ہی نہ مر جاؤں۔" زینی کو جب تک اس کی بکواس سمجھ آئی عاشی اور مناحل اس کی درگت بنا چکی تھیں۔

......☆......

وہ تھکی ہاری ابھی آفس سے لوٹی تھی مگر لاؤنج میں اس کے بھتیجے آپس میں لڑنے میں مصروف تھے۔

"میں نے ڈورے مون دیکھنا ہے...... پھوپو پلیز آپ عفان بھیا سے کہیں ناں چینل چینج نہ کرے۔"

"پھوپو میں نے مووی دیکھنی ہے۔"

"عفان تم اتنے بڑے کب سے ہوگئے کہ مووی دیکھو۔"

"پھوپو کامیڈی مووی ہے' یہ دونوں سارا دن دیکھتے ہیں' مجھے تو بس یہی دو گھنٹے ملتے ہیں۔" آج کل بچوں کا اسٹڈی شیڈول اتنا ٹف تھا کہ حقیقتاً ٹائم نہیں ملتا تھا' مانو چپ ہوگئی عفان کو کچھ مزید کہتی تو وہ جھنجلا جاتا' اس نے ریان اور بیہ کو بیگ سے چاکلیٹ دے کے بہلایا۔

"تم دونوں یہ کھاؤ میں فریش ہوکر آتی ہوں پھر کرکٹ کھیلیں گے۔" بیہ اور ریان خوش ہوگئے۔ وہ فریش


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

ہوکرآئی توبھابی کافی لےلائیں۔

''تھک ہار کر آئی ہو اب ان کے ساتھ لگ جاؤ گی...... ریسٹ کرلو۔''

''رات بھر ریسٹ ہی تو کرنا ہے بھابی کچھ دیر ان کے ساتھ کھیلوں گی تو خوش ہوجائیں گے۔''

''کب تک تم ہماری خوشیوں کے لیے اپنی ذات کے سکھ کو مٹاؤ گی۔ اپنے لیے بھی سوچو مانو' ہمارا اللہ وارث ہے۔''

''پلیز بھابی میری ذات آپ لوگوں سے ہٹ کر کچھ بھی نہیں...... بے شک اللہ ہی ہم سب کا وارث ہے مگر پلیز آئندہ یہ مت کہیے گا۔ میری خوشیاں میرے ان بھتیجے بھتیجی سے ہی ہے۔'' اس کی آنکھیں نم ہوگئیں پلکیں تو بھابی کی بھی بھیگ گئی تھیں۔

''مانو میں جانتی ہوں تمہارے دل میں کیا ہے مگر میرے اندر کی پشیمانی مجھے ڈستی ہے تمہارے بھیا کے بعد تم میری ذمہ داری ہو' میں ان کو کیا جواب دوں گی' پلیز تم کب تک یوں بے معنی امید کے سہارے بیٹھی رہو گی۔'' بھابی نے اسے سمجھایا۔

''بھابی مجھے کسی سے کوئی امید نہیں ہے بھیا کے بعد میری زندگی کا مقصد ہی بدل گیا ہے۔''

''طلعت بھابی آئیں تھیں آج' ان کی نند کا بڑا بیٹا ماشاءاللہ ایئرفورس میں ہے۔''

''پلیز بھابی کلوز دس ٹاپک' اول تو شادی کرنی ہی نہیں ہے اور دوسرا کسی فوجی بندے سے تو ہرگز بھی نہیں' کیا ملتا ہے' چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر بھیا بھی چلے گئے۔''

''وطن کے لیے جان دینا بھی بہت بڑا اعزاز ہے مانو...... مجھے فخر ہے اپنے شوہر پر جو اس وطن کی خاطر شہید ہوئے۔'' بھابی کی آنکھیں نم تھیں مگر چہرے پر فخریہ مسکان تھی۔

''آپ بہت بہادر ہیں بھابی مگر میں اتنی ہمت نہیں رکھتی جس ملک کے لیے ہمارے جوان سرحدوں پر اپنی جانیں قربان کررہے ہیں' اس ملک کی جڑیں تو اندر بیٹھے اپنے ہی لوگ کھوکھلی کررہے ہیں' جب اپنے ہی لوگ آستین کے سانپ بن کر بیٹھ جائیں تو پھر سرحد پر یہ سپاہی کیا کرلیں گے۔'' اس کے اندر کڑواہٹ تھی۔

''اچھا چھوڑو دفع کرو تم' میں طلعت بھابی کو منع کردوں گی۔'' وہ سمجھ گئی تھیں کہ بھائی کے جانے کے بعد مانو بہت بدل گئی ہے' اس نے بچپن سے صرف بھیا اور بھابی دو ہی تو رشتے دیکھے تھے اور پھر بھیا بھی چلے گئے تو اسے حالات کی اس ستم ظریفی پر کتنے ہی گلے پیدا ہوگئے تھے۔

☆

سنا ہے اس محبت میں بہت نقصان ہوتا ہے
مہکتا جھومتا جیون غموں کے نام ہوتا ہے
سنا ہے چین کھو کر وہ صبح سے شام روتا ہے
محبت جو بھی کرتا ہے بہت بدنام ہوتا ہے
سنا ہے اس محبت میں کہیں بھی دل نہیں لگتا
بنا اس کے نگاہوں میں کوئی موسم نہیں جچتا
خفا جس سے محبت ہو وہ جیون بھر نہیں ہنستا
بہت انمول ہے یہ دل اجڑ کر پھر نہیں بستا
سنا ہے اس محبت میں بہت نقصان ہوتا ہے

شام کے ملگجے اندھیرے پھیل رہے تھے اور غروب آفتاب کا یہ منظر وہ بڑے انہماک سے کھڑا دیکھ رہا تھا۔ ڈوبتے سورج پر الوداعی نگاہ ڈال کر اس نے گہری سانس خارج کی اور پھر کھڑکی کے پردے برابر کرتا پلٹ گیا۔ اسے آج اماں شدت سے یاد آرہی تھیں۔ اداسی حد سے سوا تھی' پرانی یادیں پھن پھیلائے جیسے اس کے چاروں طرف کھڑی تھیں۔ بڑے بھیا نے آج پھر اس کی شادی کا تذکرہ کیا تو اس کے دل میں کتنی یادیں تازہ ہوگئیں۔ اماں ہمہ وقت اس کے پیچھے پڑی رہتی تھیں کتنا ارمان تھا کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کے سر پر بھی سہرا دیکھ لیں' مگر وہ تو آمادہ ہی نہ ہوتا تھا' اس نے نہ کبھی زندگی کو سنجیدہ لیا اور نہ اماں کی خواہش کو حتیٰ کہ وہ حسرت لیے منوں مٹی تلے سو گئیں۔

URDUSOFTBOOKS.COM



www.urdusoftbooks.com
URDUSOFTBOOKS.COM

www.urdusoftbooks.com

اماں کی یاد آئی اور چلبلی سی لڑکی جو بس ہر وقت ہنستی رہتی تھی جسے دنیا کا کوئی کام نہیں تھا سوائے صہیب کو تنگ کرنے کے جب وہ تھی تو قدر نہ کی اور اب ہر لمحہ اس کی باتیں یاد آتی ہیں۔

"چاچو......" حیدر کمرے کے دروازے پر دستک دیتا اندر آیا تو صہیب نے چہرے کے تاثرات بدلے۔

"یار ہم سب پھوپو کے گھر جانے کو تیار بیٹھے ہیں اور تم یہاں کمرے میں جانے کن یادوں میں الجھے ہو۔"

"اللہ میری بہن پر رحم فرمائے...... کیوں بھئی۔" وہ حیدر کے ساتھ باہر آ گیا۔

"چلیں ناں چاچو...... طلال کا بہت دل کر رہا ہے پھوپو کی طرف جانے کا۔" عاشی نے دیدے گھمائے۔

"ارے یار اکیلے طلال کے دل کے سکون کے لیے تم لوگ زینی کو ہی یہیں فون کر کے بلالو ناں میری بہن کا کباڑا ضرور کرنا ہے اس مہنگائی میں۔" اس نے دہائی دی تو منال بھی منہ بنانے لگی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر تم ایک بار پھر سوچ لو بھتیجی...... یو نو گھڑی نے پانچ بجائے چوہا گھر کو آئے میرا مطلب احمر صاحب کسی بھی پل نازل ہونے والے ہیں۔"

"ڈونٹ وری میں نے اپنی مما سے اجازت لے لی ہے۔" منال کی لاپروائی عروج پر تھی سب کی حیرانی دیدنی تھی۔

"او...... ریئلی......"

"یس آف کورس۔" حالانکہ یہ بہادری بظاہر ہی تھی وگرنہ دل ہی دل میں دعا تھی کہ احمر ابھی نہ آئے۔

"طلال یار آج کیا دن ہے؟" صہیب کو بے یقینی سے غش آنے لگے تو طلال سے تصدیق چاہی۔

"بہت خوب صورت دن ہے یار چاچو یو نو بیس برس قبل آج ہی کے دن دنیا میں ایک حسین پھول کھلا تھا......"

"اور اس پھول کا نام زینب امتیاز رکھا گیا تھا۔" حیدر نے طلال کا جملہ اچک کر مکمل کیا۔

"اوگاڈ آج میری بھانجی کی برتھ ڈے ہے تھینک یو یار طلال تم نے گھر پر ہی یاد دلا کر میری عزت بچالی...... ورنہ آج میری خیر نہیں تھی۔" صہیب نے سر پیٹ لیا...... جس طرح وہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں کا چھوٹا چاچو تھا اسی طرح بھانجے بھانجیوں کا بھی ہر دل عزیز ماموں تھا۔ اسے اب راستے سے زینی کے لیے گفٹ بھی لینا تھا۔

......☆......

"مجھے اندازہ ہے صہیب کہ جس دن سے تمہارے بھیا نے شادی کا ذکر کیا ہے تم اپ سیٹ ہو ایسا ہی ہے ناں۔" بڑی بھابی نے لاڈ سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا انہوں نے صہیب کو بچوں کی طرح پالا تھا۔

"بھابی پتہ نہیں کیوں شادی کا ذکر میرے دل کو بری طرح سے دکھی کر دیتا ہے۔ مجھے اماں یاد آنے لگتی ہیں اور......"

"مانو بھی......" اس کے دل کی بات انہوں نے مکمل کی تو وہ نظریں چرا گیا۔

"کچھ لوگوں کی قدر ان کے دور جانے کے بعد ہوتی ہے تمہیں وہ اب یاد آتی ہے جب وہ چلی گئی جانے اب کہاں ہوگی اس نے بھی پلٹ کر فون تک نہ کیا اور کرتی بھی کیوں...... تم نے کون سا کوئی امید دی تھی اسے۔" وہ خاموشی سے بس بھابی کی باتیں سنتا رہا۔

جب بھابی اٹھ کر چلی گئیں تو اس نے آنکھیں موند لیں یادوں کے کتنے منظر آج بھی آنکھوں میں قید تھے۔ آنکھیں بند کرتے ہی روشن ہو جاتے صہیب نے یک دم آنکھیں وا کر دیں۔

"تم سچ ہی کہتی تھیں مانو...... میں جان کر انجان بنتا رہا حالانکہ گھر کے ایک ایک فرد کو پتہ تھا تمہارے احساسات کا مگر...... بس میں ہی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھا رہا۔"

اس کے دل سے ہوک اٹھی اماں کو بھی کتنی چاہ تھی مانو کی گھر کے ہر فرد کو وہ پسند تھی ماسوائے اس کے......


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

حقیقت تو یہ تھی کہ بری وہ اسے بھی نہیں لگتی تھی' بس اسے اوراک نہ ہوسکا اور جب آگہی ملی تب وہ دور چلی گئی تھی۔

ایک وحشت ہے کہ ہوتی ہے اچانک طاری
ایک غم ہے کہ یکایک ہی ابل پڑتا ہے

بڑی بھابی نے کتنی دیر بعد دروازہ ہلکا سا کھول کر جھانکا' وہ اب تک سوچوں میں غلطاں تھا' وہ دل مسوس کر اپنے کمرے میں آ گئیں۔

میاں خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے' تھکن کے باوجود وہ لیٹی تو نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی...... پلکیں ہلکی سی موندیں بھی تو صہیب کا چہرہ سامنے آ گیا اور انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ صرف ان کا دعویٰ نہیں تھا کہ صہیب انہیں اپنے بچوں کی طرح پیارا تھا بلکہ حقیقتاً انہوں نے اپنے اس دیور کو بچوں کی طرح پالا تھا۔ نیند تو نہیں آئی تھی...... ہاں پرانی یادیں ضرور ان کی آنکھوں کے سامنے تھیں اولاد تو اللہ کی دین ہوتی ہے' جس پر وہ مہربان ہو اسے اولاد کی نعمت کسی بھی عمر میں نواز دیتا ہے...... اماں (ان کی ساس) اور اباجی کی چار اولادیں تھیں تین بیٹے اور ایک بیٹی...... انہوں نے اپنے بچوں کو بہت اچھی تربیت دی تھی۔ اماں ابا میں بہت پیار تھا' یہ سب جانتے تھے مگر لوگوں کی باتیں نرالی ہوتی ہیں' ان کے بچے ماشاء اللہ جوان تھے دو بیٹے برسر روزگار ہو گئے تھے' تیسرا بیٹا پڑھ رہا تھا...... بیٹی بھی ماشاء اللہ تعلیم سے فراغت پا چکی تھی جب صہیب اس دنیا میں آیا' حالانکہ اماں بی خود بہت شرمندہ سی گھوما کرتی تھیں کہ بڑھاپے میں اللہ پاک نے اولاد دی مگر دنیا والوں کی زبانیں کیسے بند کر دیتیں' زبانوں کے نشتر اور آنکھوں کے تیر اماں بی جیسے گھر میں مقید ہو گئیں' حالانکہ یہ تو رب کی مرضی تھی اس کا حکم تھا۔ ان کا کیا قصور مگر پھر بھی وہ چھپتی تھیں سب سے جیسے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہو' اباجی نے بہتیرا سمجھایا مگر ان سے لوگوں کی نظریں برداشت نہ ہوتیں' بڑے دونوں بیٹوں کا بیاہ سر پر تھا' جب صہیب ایک سال کا بھی نہ تھا' چھوٹے بھائی کی ساری ذمہ داری نگہت (بہن) نے سنبھال لی تھی۔

اماں نے بیٹوں کی شادی دھوم دھام سے کی ساتھ ہی نگہت کو بھی بیاہ دیا۔ مگر اب انہیں یہ فکر لاحق تھی کہ صہیب کا کیا ہوگا۔ تابندہ بہو بن کر آئیں تو انہوں نے اگلے دن ہی لوگوں کی نظروں اور زبان سے ادا ہونے والے الفاظ سے اندازہ کرلیا کہ اماں بے چاری کیوں چھپتی ہیں...... ساتھ بیاہ کر آنے والی دیورانی نے بھی انہی خیالات کا اظہار کر دیا جو سب کے تھے۔

''لو بھلا یہ عمر تھی بچے پیدا کرنے کی' اماں کو سوچنا چاہیے ناں بچے بڑے ہو جائیں تو ویسے ہی شرم آتی ہے۔''

''سعدیہ جو اللہ کی رضا' جو روح دنیا میں آنی ہے وہ آ کر رہے گی' ہم اس کے کاموں میں مداخلت نہیں کر سکتے' اماں کا کیا قصور۔'' دیورانی کو انہوں نے سمجھایا تو اثبات میں سر ہلا گئی اب جانے دل میں کیا ہو بہرحال دوبارہ اس نے کہا کچھ نہیں۔ تابندہ کے اپنے سسرالی ہی مذاق اڑاتے۔

''رقیہ نے تو منہ دکھائی میں تمہیں یہ بچہ ہی دے دیا' پہلے ہی دن گود بھر دی بہو کی۔'' اماں بے چاری زمین میں گڑ جاتیں آنکھیں لبالب بھر جاتیں...... تب وہی اماں کو سمجھاتی۔

''اماں آپ کیوں محسوس کرتی ہیں یہ باتیں' اللہ معاف کرے' یہ لوگ تو یوں بکواس کرتے ہیں جیسے اولاد پیدا کرنا ہمارے اپنے بس کی ہے' اس کی رضا نہ ہو تو وہ اسی اولاد کو ترسا دیتا ہے' آپ بالکل بھی نہ سوچا کریں۔'' اماں نے محبت پاش نظروں سے بڑی بہو کو دیکھا۔

''جگ جگ جیو میری بچی۔''

''اور صہیب کی فکر بھی چھوڑ دیں' نگہت چلی گئی تو کیا ہوا میں ہوں ناں یہ سمجھیں اب میرا بیٹا ہے۔'' تابندہ نے جو کہا پھر قدم بہ قدم پر ثابت بھی کیا اللہ پاک نے ایک سال میں ہی اسے بھی بیٹا دیا جس کا نام اباجی نے احمر رکھا...... احمر میں اور صہیب میں ڈیڑھ سال کا فرق تھا' سعدیہ کے

URDUSOFTBOOKS.COM


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

ہاں بھی بیٹا ہوا جس کا نام حیدر رکھا گیا' تابندہ نے احمر کی پیدائش کے بعد بھی صہیب پر توجہ کم نہ ہونے دی تھی' احمر چھ ماہ کا تھا جب دیور کی شادی انہوں نے پوری ذمہ داری سے کی' اماں بہوؤں کو دیکھ کر جیتی تھیں' جنہوں نے ان کے گھر کو جنت بنادیا تھا' خاص کر تابندہ نے تیسرے بیٹے کو بیاہنا ہی شاید اباجی کی خواہش تھی کہ دو ماہ بعد ہی وہ دنیا چھوڑ گئے۔ بس اس کے بعد اماں جیسے بالکل ہار گئیں...... مگر بڑی بہو اور بیٹے کے حوصلے سے وہ دوبارہ جیسے جی اٹھی تھیں۔

وقت کی رفتار تو جیسے ہوا کی مانند تھی احمر کے بعد تابندہ کی گود میں طلال' ہادی اور دانیہ آگئے' سعدیہ کے ہاں حیدر کے بعد عاشی اور مناہل آئیں' تیسری بہو سدرہ کے ہاں بہرام' الوینہ اور سفیان تین بچے تھے' نگہت کو اللہ پاک نے دو بیٹے حمزہ اور بلال دیئے جبکہ چھوٹی بیٹی زینب (زینی) اور تمام خاندان تابندہ کی تعریف کرتے نہ تھکتا تھا جس نے دیور کو بالکل بچوں کی طرح پالا تھا' حیدر اور احمر تو اس سے ڈیڑھ سال ہی چھوٹے تھے جبکہ طلال' حمزہ' بہرام تین سال چھوٹے تھے' مگر وہ سب کا اچھا دوست تھا' اماں بی کو جو اس سے چڑ ہوگئی تھی اب کافی حد تک کم ہوگئی تھی۔

سارے بچے اکٹھے ہی کھیل کود کے بڑے ہوئے تھے' اسکول سے کالجز میں آگئے...... صہیب کی طبیعت میں شوخی اور لاپروائی تھی جبکہ احمر بہت سنجیدہ مزاج تھا' حیدر بھی بہت موج مستی سے زندگی گزارنے والا بندہ تھا۔ طلال کا مزاج بالکل صہیب پر گیا تھا۔ ان کے پڑوس میں برسوں سے کیپٹن کاشف کی فیملی رہائش پذیر تھی۔ بہت اچھا آنا جانا تھا' کاشف اور ماہ نور دو بہن بھائی تھے' ان کے والد شہید ہوگئے تھے۔ امی تو اب خاصی بیمار رہنے لگی تھیں' کاشف نے اپنے بابا کی خواہش پر آرمی جوائن کی تھی' چھوٹی بہن ماہ نور جسے سب پیار سے مانو کہتے تھے اس کی بہت لاڈلی تھی' اس کا سارا دن علی بھائی کے گھر اور ان کے بچوں کے ساتھ گزرتا' بچپن تک بات ٹھیک تھی مگر اب جبکہ وہ فسٹ ائر کی اسٹوڈنٹ تھی بڑی ہوگئی تھی تب بھی چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے وہ وہیں گزارتی' کاشف کی شادی دو سال قبل ہوئی تھی' شادی کے سال بعد امی بھی انہیں چھوڑ گئیں' خود وہ اکثر گھر سے دور ہوتا تھا' ایسے میں اسے سمیرا (بیوی) اور مانو کی بہت فکر رہتی تھی۔

''کاشف ہم ہیں ناں تم قطعی ان کی فکر نہ کیا کرو...... یہ دونوں بھی ہماری بچیوں کی طرح ہیں۔'' علی بھائی اور تابندہ بھابی کی تسلیوں پر اسے بھروسہ تھا کیونکہ ہمیشہ ہی اچھے پڑوسی سے بڑھ کر ساتھ دیا تھا بالکل اپنوں کی طرح۔

صہیب مانو سے چار سال بڑا تھا مگر مانو کو تو سدا سے وہ اتنا اچھا لگتا کہ حد نہیں اسے صہیب کے ساتھ کھیلنا بہت پسند تھا حالانکہ وہ اکثر ہی اسے مار کر بھاگ جاتا' تب عاشی اور مناہل اسے چپ کراتیں مگر اگلے پانچ منٹ میں ہی وہ بھول جاتی اور پھر سے صہیب کے ساتھ کھیل رہی ہوتی تھی...... وہ بچپن سے ہی پتنگیں اڑانے کا ہر درجہ شوقین تھا...... سر شام ہی وہ چھت پر پہنچ جاتا بلکہ گرمیوں میں تو جب سب سو رہے ہوتے تھے وہ مانو کو بلا لاتا اور ڈور اس بے چاری کو پکڑا دیتا خود مزے سے پتنگ اڑاتا' وہ گرمی سے بے حال ہو جاتی مگر مجال ہے جو منع کرتی' اور اب بھی وہ اکثر اپنے کام مانو سے کراتا اور پھر بے نیاز بن جاتا حالانکہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بات ہر فرد کو پتہ چل گئی تھی کہ وہ صہیب کو کتنا چاہتی ہے...... اماں کو صہیب کی پتنگ اڑانے اور کرکٹ کھیلنے والی عادتیں زہر لگا کرتی تھیں۔

''جانے کس کم بخت نے ایجاد کی یہ موئی پتنگ میری اولاد تو نکمی کردی...... جاڑا گرمی برسات کوئی موسم ہو یہ چھت پر ٹنگا بس دھاگے ہلاتا رہے گا۔'' اماں کڑھتی بڑبڑاتی رہتیں اور تابندہ سمجھاتی رہتی۔

''بچہ ہے اماں...... ذمہ داری پڑے گی تو سمجھ جائے گا۔''

''تابندہ ابھی بھی یہ بچہ ہے ہم نے علی کو اس عمر میں بیاہ دیا تھا اگلے ماہ بائیس کا ہو جائے گا آگ لگے زمانے کو...... میں تو کہتی ہوں بیاہ دو اسے بھی کسی کام دھندے



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

لگے گا تو یہ ان دھاگوں میں الجھنا آپ ہی بھول جائے گا۔"

"اچھا اماں۔" وہ اماں سے بحث نہ کرتی تھیں انہیں تو خود یہی تھا کہ صہیب کی نوکری لگے اور وہ کاشف اور سمیرا سے ماہ نور کو مانگ لیں بچپن سے ان کے سامنے تھی دیکھی بھالی...... بہت پیاری بچی تھی۔

مگر اماں بھابی کی سوچوں اور پلاننگ سے بے نیاز وہ اپنی زندگی میں مست تھا اسے مانو کی فضول باتوں سے الجھن ہوتی تھی۔ اس کی باتیں بھی تو ایسی ہی ہوتیں تھیں۔ اب بھلا بتائے کوئی موسلا دھار بارش میں بھیگنا کوئی عقل مندی ہے اور محترمہ ماہ نور اشرف فرماتی تھیں۔

"اف کتنا رومینٹک موسم ہے...... چلو ناں صہیب بارش میں کرکٹ کھیلتے ہیں۔"

"لو بھلا بارش میں کرکٹ کھیل سکتے تو خوامخواہ امپائر میچ رکواتے۔"

"مجھے عشق ہے صہیب اس موسم سے۔"

"غضب خدا کا آدھے گھنٹے کے عشق سے پھر ہفتہ بھر ناک سے جو جھڑی لگتی وہ کیا......؟ بکواس موسم سوں سوں کرتے پھرو...... ٹشو کا پورا ڈبہ جیب میں بھرلو اور پھر ناک رگڑ رگڑ کر الگ زخمی سرخ ٹماٹر جیسی۔" وہ کتراتا تھا بارش میں بھیگنے سے۔

"پتہ نہیں کیوں تم ایسے ہو...... ذرا بھی رومانٹک نہیں ہو...... چلو ناں پلیز آئس کریم کھانے چلتے ہیں۔"

"ہائیں......" صہیب نے آنکھیں پھیلائیں دسمبر کے مڈ میں جب سردی عروج پر ہوتی تو اسے آئسکریم کی سوجھتی۔

"تم پاگل ہو لڑکی...... مجھے اتنی جلدی نہیں مرنا۔" اسے غش آنے لگتے۔

"ارے یار کافی پلا دینا مگر بے چاری کو لے تو جاؤ۔" حیدر اور طلال اس کے پیچھے پڑ جاتے۔

"معاف کرو مجھے مجھے مرنے کا شوق نہیں چڑیا خود لے جاؤ۔"

"بصد شوق مگر کوئی ہمیں کہے بھی تو...... ہم تو عمر بھر آئس کریم کھانے کو تیار ہو جائیں۔" طلال تو بچپن سے ہی ایکٹر تھا غضب کی اداکاری کرتا۔

"ہٹو پرے...... مرد۔" مانو طلال کے دو تین لگا دیتی اور صہیب سے روٹھ کر چلی جاتی۔ مگر اگلے ہی دن پھر حاضر ہوتی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا ناراض ہونے کا کوئی فائدہ نہیں اسے منانے والا کبھی نہ مناتا...... اسے پروا کب تھی۔

"ارے واہ...... نیو ہیئر اسٹائل غضب کی لگ رہی ہو۔" مناہل نے اسے دیکھتے ہی تعریف کی تھی۔

"واؤ یو آر لکنگ سو بیوٹی فل۔" طلال نے ہمیشہ کی طرح ہانکی وہ تھی بھی پیاری گندم سی سنہری دمکتی رنگت اور گھیرے سنہری بال جچتے تھے اس پر اور آج ہی اس نے کٹنگ کرائی تھی یہ ہیئر اسٹائل اس پر بہت سوٹ کر رہا تھا سب نے ہی سراہا مگر جس کے لیے وہ آئی تھی اسے کاغذ کے اڑتے ٹکڑوں سے ہی شغف تھا بس وہ بری طرح کلس کر رہ گئی۔

"کاش میں پتنگ ہوتی کم از کم توجہ تو دیتے تم۔" وہ منہ پھیلا کر کہتی صہیب نے بس پل بھر کو دیدے گھما کر سنہری چہرے کو دیکھا۔

"اچھی لگ رہی ہو۔" وہ جانتی تھی یہ صرف ایویں ہی ہے کڑھ کر دو تین دھموکے لگائے تو اس کی پتنگ کٹ گئی۔

"یہ کیا کیا......؟" وہ بری طرح تپ جاتا۔

"بہت اچھا ہوا۔" سیاہ کٹورے پانیوں سے لبالب بھر جاتے اور صہیب اسے گھور کر رہ جاتا۔

"لو بھلا نقصان بھی میرا اور اب رونے خود لگ گئی۔"

"بہت برے ہو تم۔" وہ اپنی آنکھیں رگڑتی تو وہ بتیسی نکال دیتا۔

"اطلاع کا شکریہ۔" وہ اس کے سنہری بالوں کو کھینچ کر فرار ہو جاتا مانو چیختی رہ جاتی۔

پھر اس کی شوخیوں میں ٹھہراؤ آ گیا اس کی نوکری لگ


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

گئی اس کی من پسند جاب وہ خوش تھا اور اس سے زیادہ خوش اماں اور بھابی۔

"بہت بہت مبارک ہو صہیب احمد۔" شام میں اس نے خود کیک بنایا تھا اس کے لیے اور پہلی دفعہ صہیب نے بنا کسی چھیڑ چھاڑ کے خوش دلی سے کیک کھایا اور مانو کو شکریہ کہا۔ اماں کو تو بس اس کی شادی کی فکر دن رات ستانے لگی تھی۔

"اماں میرا بڑا دل ہے اگر مانو ہمارے صہیب کی دلہن بنے۔"

"ہاں تو انکار کسے ہے۔" اماں کی تو باچھیں کھل گئیں۔

"بس اماں پھر مانو کے ایگزام ہو جائیں اس بار کاشف سے اس کا ہاتھ مانگ لیتے ہیں۔" بڑوں کی باتوں سے انجان وہ سب صہیب سے ٹریٹ لینے کے چکر میں تھے۔

"یار تمہاری تنخواہ پر پہلا حق ہمارا ہے۔" احمر اور حیدر نے حق جتایا۔

"نہیں...... چاچو کی پے پر پہلا حق تو صرف محترمہ ماہ نور اشرف کا ہو سکتا ہے۔" طلال اکثر ہی انہیں چھیڑتا رہتا تھا۔

"تیری بکواس کبھی بند نہیں ہو سکتی۔" صہیب نے گھرکا۔

"ارے اچھا چلو مانو سے پوچھ تو لو ناں کہ کیا کھانا چاہیے یہ سچ ہے کہ تمہارے لیے سب سے زیادہ دعائیں اس نے کی ہوں گی۔" حیدر نے کہا۔

"ہاں تو محترمہ ماہ نور اشرف کیا کھانا پسند فرمائیں گی آپ۔" ان سب کے کہنے پر صہیب نے باادب انداز میں سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"میرے لیے یہی بہت ہے کہ تم نے پوچھا...... تمہاری مرضی جو تم خوشی سے کھلا دو گے ہم کھا لیں گے۔"

"زہر کھلا دوں۔" صہیب نے دیدے نکالے۔

"بصد شوق اگر تم اپنے ہاتھ سے کھلاؤ تو۔" صہیب نے سر پیٹ لیا۔

"تم نہیں سدھرو گی۔"

"تم کبھی سمجھو گے نہیں صہیب احمد۔" دوبدو جواب دیا...... وہ ان سب کو باہر لے گیا اور واپسی پر سب نے ارادتاً ان دونوں کو اکیلا چھوڑ دیا تھا۔

"تمہارے تو فائنل ایگزام ہیں ناں۔"

"ختم ہو گئے۔" مانو نے پُرشکوہ نگاہ سے اسے دیکھا۔

"تمہیں واقعی میں بہت بری لگتی ہوں۔"

"اب میں نے کیا کہہ دیا۔"

"تمہیں میری قطعی پروا نہیں ہے صہیب......"

"تم نا سمجھ بچی ہو جو پرواہ کروں...... تم خود اپنی پروا کر سکتی ہو۔"

"کیا واقعی تم اتنے انجان ہو۔" اس نے آس سے صہیب کی آنکھوں میں دیکھا۔

"کیا مطلب؟" قطعی انجان انداز مانو کے ارمانوں پر اوس ڈال گیا' اس دن کے بعد اس نے صہیب سے پوچھنا ہی چھوڑ دیا...... ویسے بھی اب پہلے والی بات نہیں رہی تھی...... وہ شام میں آتا تھا' پھر بس کچھ دیر ہی سب کے ساتھ بیٹھتا تھا اور باہر نکل جاتا۔

"اب کی بار کاشف آئے گا تو ہم مانو کا ہاتھ مانگ لیں گے صہیب تمہیں اعتراض تو نہیں۔"

"بھابی......!" وہ حیران ہوا۔

"وہ کم عقل لڑکی ہے جذباتی سی آپ لوگ بھی اس کے ساتھ سیریس ہو گئے......"

"مطلب تمہیں مانو پسند نہیں......"

"بھابی میں نے کبھی اس طرح سوچا ہی نہیں۔" بھابی اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر چپ ہو گئیں۔

کاشف آیا تو پتہ چلا اس بار وہ فیملی کو ساتھ لے کر جا رہا ہے اماں تو بولائی پھرتیں کہ مانو کی بات کیسے کریں بھابی نے چپ سادھ لی کہ جب صہیب کی ہی مرضی نہیں ہے تو کیا فائدہ۔

"ہم کل جا رہے ہیں صہیب۔" وہ بہت اداس تھی اس

URDUSOFTBOOKS.COM



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

امید پر آئی تھی کہ شاید کوئی جگنو مل جائے آس بھرا...... صہیب نے موبائل سے لمحے بھر نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا...... مگر آج وہ ہمیشہ کی طرح اگلے پل نگاہ موڑ نہ سکا...... اس کے چہرے پر اداسی کا ڈیرہ تھا...... حسن و مایوسی کا امتزاج بلا کا تھا۔

''بھیا کہتے ہیں ہم اب یہاں نہیں آئیں گے وہیں رہیں گے بھیا کا ٹرانسفر ہوگیا ہے مستقل۔''

''اچھا ہے انہیں اکیلے رہنا پڑتا تھا۔'' مانو نے اس کے جواب پر کتنی دیر تک اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

''ہم نے بچپن ساتھ گزارا ہے' تمہیں ذرا بھی دکھ نہیں ہے صہیب میرے جانے کا۔ شاید میں ہی احمق ہوں جو ہمیشہ تم سے امیدیں باندھ لیتی ہوں' ورنہ تم نے تو کبھی مجھے اچھا سمجھا ہی نہیں ناں۔'' اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

''میں غلط تھی...... میری دیوانگی غلط تھی صہیب...... پتہ نہیں تم واقعی انجان ہو یا بنتے ہو...... مگر اچھا ہی ہے میں کم از کم آج سے خوش فہمیوں میں سفر نہیں کروں گی۔'' وہ روتے ہوئے چلی گئی اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اگلے دن وہ آئی نہیں اور وہ اس کا انتظار کرتا رہ گیا تھا۔

☆

پرانی یادوں میں الجھتے جانے کب اسے نیند آئی تھی مگر جب فجر کی پہلی اذان ہوئی تو وہ پھر اٹھ گئی صہیب بھی وضو کر کے شاید نماز کے لیے جا رہا تھا...... اماں بی کتنا کڑھتی تھیں ہمہ وقت انہیں صہیب کی لاپروائی کھلتی تھی مگر مجال ہے جو اس کے کان پر جوں بھی رینگی ہو...... اور اب جب وہ دیکھنے کو رہی ہی نہ تھیں تب صہیب احمان کی پسند کے خاکے میں ڈھل گیا تھا۔

نماز روزے کی پیچھے کتنا بولتی تھیں وہ مگر انہیں تو صہیب کی طرف سے کبھی سکھ جیسے ملا ہی نہیں اور اب صہیب کو یہی بات بے کل رکھتی تھی اماں اس سے ناراض ہی چلی گئیں۔ نماز کے بعد وہ اکثر واک کے لیے نکل جاتا تھا اور احمر اور صہیب پھر اکٹھے ہی گھر آتے ناشتہ کرتے تیار ہو کر آفس نکل جاتے مگر آج چونکہ سنڈے تھا احمر کا جلد اٹھنا ممکن نہ تھا سو وہ اکیلا جب واک کر کے واپس آیا تب بھی گھر میں ہو کا عالم تھا' ساری مخلوق سنڈے منا رہی تھی' کتنے عرصے بعد آج اس کا دل چھت پر جانے کو چاہا تھا ورنہ اماں کے بعد اس نے اوپر جانا ہی ترک کر دیا تھا۔

خوب صورت اور حسین سویرا تھا' آسمان پر ہلکی ہلکی سرخی غمازی کر رہی تھی کہ آفتاب کی آمد ہے اور میٹھی میٹھی سی مہک اور ہلکی ہلکی ہوا بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی' وہ چاروں طرف دیکھنے لگا کبھی یہ چھت ان کی آوازوں سے گونجا کرتی تھی۔

''خوب صورت پل کتنے مختصر ہوتے ہیں' ایسے گزر جاتے ہیں جیسے ہوا کے جھونکے تیزی سے انسان کو چھو کر آگے گزر جاتے ہیں' بس فضا میں اپنی مہک چھوڑ جاتے ہیں اس کی زندگی کے وہ پل بھی اپنی مہک اتنی گہرائی سے چھوڑ گئے تھے کہ من بستی میں نقش ہی ہو گئے۔'' مانو سے جڑی ہر بات اسے آج چھت پر آ کر کتنی شدت سے یاد آئی تھی' اس کا لہراتا آنچل' چہرے کو چھوتی آوارہ بالوں کی لٹیں اور ہنسی کی جھنکار' جسے کبھی وہ کھی کھی' کہہ کر تخت چڑتا تھا۔

''کچھ لوگ پھولوں کی مانند ہوتے ہیں ناں صہیب' جو خود دور بھی چلے جائیں مگر اپنی خوشبو کا حصار ہمارے چاروں طرف چھوڑ جاتے ہیں۔'' احمر کی آواز پر وہ بری طرح چونکا۔

''تم اٹھ گئے۔'' پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کا خاصہ ہی بن گئی تھی۔

''مانو یاد آتی ہے ناں صہیب......'' وہ اسے چاچو نہیں کہتا تھا ساتھ کھیلے تھے نام لیتا تھا شروع سے۔

''پتہ نہیں۔'' وہ پھر رخ موڑ کر کاشف بھائی کی چھت کو خالی نگاہوں سے تکنے لگا۔

''کم از کم خود سے سچ بولنا سیکھ لے یار...... گھر کا ہر فرد جانتا ہے تم کیسے بے کل گھومتے ہو...... مگر یہ تو طے ہے ناں اپنا یہ نقصان تم نے خود کیا ہے' ممانے تو تم سے پوچھا تھا' کیونکہ اماں اور مما کی خواہش تھی کہ مانو تمہاری دلہن



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

بنے۔" وہ لب بھینچے احمر کی باتیں سن رہا تھا۔

"ضروری نہیں ہے صہیب محبت مہندی کے رنگ کی طرح تیزی سے نمایاں ہوجائے...... محبت کے رنگ دھیمے دھیمے اپنا اثر چھوڑتے ہیں مگر وہ رنگ پھر ان مٹ ہوتا ہے' کبھی پھیکا نہیں پڑتا' تمہیں ادراک دیر سے ہوا مگر تمہارے اندر محبت کا رنگ اپنا اثر چھوڑ گیا تھا گہرا ہونے سے پہلے مانو ہار مان کر چلی گئی۔"

"اب ان تمام باتوں کا کیا مطلب؟ بے معنی ہیں یہ سچائیاں بھی۔" آخر کار وہ اقرار کرگیا۔

"بے معنی نہیں ہیں صہیب محبت وہ جذبہ ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے خالق سے کرکے اسے پالیتا ہے' تم کیسے ہار مان کر بیٹھ سکتے ہو۔" انتہائی سنجیدہ اور روڈ رہنے والے احمر کی باتیں اسے تحیر میں مبتلا کرگئیں...... ہار تو وہ بھی نہیں مان رہا تھا' وہ اپنی تمام تر دعاؤں میں اسے یاد رکھتا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ وہ ایک دن اسے تلاش کرلے گا' سو اس نے ہمیشہ کی طرح اپنی یادیں کوزے میں بند کیں اور لمحہ بھر میں اس حصار سے باہر آگیا۔

"امیزنگ یار...... تم جیسے پریکٹیکل بندے کے منہ سے صبح سویرے محبت پر لیکچر وہ بھی بنا ناشتے کے' ہضم نہیں ہورہا۔ بائی دی وے میں مان لوں کہ مناہل صرف بھابی کی خواہش نہیں ہے۔" صہیب نے شرارت سے آنکھ مارتے ہوئے کہا' احمر زیر لب مسکرادیا۔

"جس طرح عورت کی خاموشی میں اقرار چھپا ہوتا ہے تو مرد کی مسکراہٹ میں سچ اور اقرار پوشیدہ ہوتا ہے بھانجے۔ مگر ایک بات بتاؤ' اگر وہ واقعی یہ سچ ہے تو تم ہر وقت میری بھتیجی کو ہٹلر کی طرح ڈرا دھمکا کر کیوں رکھتے ہو۔"

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے میں صرف اس کی بے تکی اور ناسمجھ باتوں پر ڈانٹتا ہوں کیونکہ میں اسے پرفیکٹ دیکھنا چاہتا ہوں' تبھی اس کی خامیاں اس کی غلطیاں سدھارنے کے لیے اسے ٹوکتا ہوں۔"

"اتنی سمجھدار ہے وہ...... گھر کی تمام لڑکیوں سے زیادہ' ہر کام میں پرفیکٹ ہے اتنی سوفٹ نیچر ہے...... پیارا سا دل ہے۔"

"مجھے اس کی تمام خوبیوں کا علم ہے تم میری نالج میں اضافہ نہ کرو...... میں جیسا ہوں ویسا رہنے دو...... ضروری نہیں محبت کا ٹھیکہ تم نے اور طلال نے ہی اٹھا رکھا ہے۔" وہ سیڑھیاں اترتا...... اسے جتانا نہ بھولا تھا۔

☆

"مناہل پلیز مجھے آملیٹ بنادو مجھے دیر ہورہی ہے۔" طلال اس کے سر پر کھڑا تھا۔

"اوکے پانچ منٹ ویٹ کرلو......" مناہل احمر کے لیے پراٹھا بیل رہی تھی...... طلال لیٹ ہورہا تھا۔

"ہونے والے مجازی خدا کی اتنی فکر ہے' دیور کا احساس نہیں ہے تمہیں۔ یار وہ تو لیٹ جاتا ہے پلیز پہلے میرے لیے پکادو۔"

"خود پکالو۔" ٹکا سا جواب ملا تو منہ بنا کر جانے لگا...... احمر ابھی آیا تھا مگر طلال کی بات سن لی تھی اس نے۔

"مناہل تم اسے پہلے آملیٹ فرائی کردو' بھوکا جارہا ہے۔"

"ہوں...... اب اوپر سے آڈر ہوا ہے ناں اب دیکھو کیسے ہاتھ چلے۔" احمر کی بات پر مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور طلال کے لیے آملیٹ فرائی کرنے لگی' تبھی بڑی مما بھی آگئیں' ان کے پیچھے ہی حیدر تھا۔

"مناہل میری چائے۔" وہ اکیلی تھی دو ہاتھ مگر صبح صبح کی افتاد اسے زچ کردیتی تھی۔ مجال ہے جو عاشی یا دانیہ ذرا بھی ہاتھ ہلاتی ہوں' ابھی الوینہ اور سفیان نازل ہوجائیں گے انہیں یونیورسٹی جانا ہوتا تھا' سفیان نے اسکول جانا ہوتا۔

"آپی میرے لیے جوس بنادیں ناں۔"

"فریج میں رکھا ہے پی لو۔" برداشت کی آخری حد تھی اس کا چہرہ صاف غمازی کررہا تھا طلال کے سامنے اس نے آملیٹ کی پلیٹ جس طرح رکھی تھی احمر بمشکل اپنی

URDUSOFTBOOKS.COM



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

مسکراہٹ چھپا پایا' کبھی کبھی وہ اس کے ساتھ واقعی زیادتی کر دیتا تھا' ناشتے کی یہ سخت ڈیوٹی بھی اس نے لگائی تھی اس کی کہ بڑی مما اور چھوٹی مما کو صبح میں کتنی پریڈ کرنی پڑتی ہے تم ان کے ساتھ ہیلپ کرو گی' مما کی طبیعت کل سے خراب تھی۔ چاچی کو کئی دن سے الرجی تھی سو بڑی مما کے ساتھ وہ اکیلی خوار ہو رہی تھی۔ صبح میں ہر کسی کو صرف اپنی پڑی ہوتی ہے۔ ایسی بھگدڑ مچتی ہے کہ اللہ معافی۔ ابھی تو آدھی عوام اپنی تیاری میں لگی ہوئی تھی ورنہ اب تک ٹیبل بجنا شروع ہو جاتا۔ طلال اور الوینہ کو ناشتہ دے کر اس نے سفیان اور حیدر کی فرمائشی لسٹ پوری کی تھی۔ تب تک بہرام اور ہادی بھی آ موجود ہوئے۔

''آج میری میٹنگ ہے یار منال ذرا جلدی کر دو۔'' بہرام نے آتے ہی جلدی مچائی وہ کلس کر رہ گئی اگر یہاں احمر نہ ہوتا تو وہ سب کی طبیعت صاف کر دیتی جان بوجھ کر فائدے اٹھاتے ہیں سارے کہ اس کے سامنے وہ بول نہیں سکتی تھی۔

''میں کیا کروں' دس منٹ لگ جائیں گے۔'' اس نے توے سے پراٹھا اتار کر احمر کے آگے رکھا' مگر بہرام نے فوراً اپنی طرف کھسکا لیا۔

''یہ کیا جہالت ہے۔ میں لا رہی ہوں ناں۔''

''یار تم تو لیٹ جاتے ہو پلیز۔'' بہرام نے التجا کی احمر نے مان لی' ہادی ازل کا بے صبرا تھا وہ بہرام کے ساتھ ہی لگ گیا۔ منال کو جلدی جلدی ہاتھ چلانے پڑے۔

''چائے میں شوگر کم ہے یار۔'' حیدر نے صدا لگائی۔

''وہی تو میں زہر مار کر رہا ہوں' اب کیا کریں ہونے والی بھابی ہے۔'' طلال کو موقع درکار تھا اور یہیں تک منال کی برداشت کی حد تھی اس نے چمٹا دور پھینکا اور طلال کے سر پر پہنچ گئے۔

''میں کب سے پاگلوں کی طرح تم سب بدتمیزوں کی لسٹ پوری کر رہی ہوں اور تم......'' بڑی مما جانتی تھیں کہ ارادتاً اسے تنگ کیا جا رہا ہے تبھی وہ منال کی فیور میں تھیں۔

''مرو سب' بھاڑ میں جاؤ اب کسی کو کچھ نہیں ملنے والا۔'' اس نے دھپ کر کے کرسی سنبھالی تو سب کو فکر لاحق ہوئی اگر واقعی وہ ضد پر آ گئی تو سب لیٹ ہو جائیں گے۔

''ارے یار لعنت بھیجو ان پر' ہمیں کیوں سزا دے رہی ہو...... پلیز پیاری بہنا۔'' ہادی نے مکھن لگایا مگر اثر ندارد تھا۔ مما ہی نے سب کو ناشتہ دیا۔

''قریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل میں نے تم سے پراٹھے کا کہا تھا شاید۔'' حالانکہ احمر کو اس سے ہمدردی تھی مگر اس نے قطعاً لہجے سے ظاہر نہیں کی' وہ آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی اٹھی۔ تبھی بڑے پاپا آ گئے۔

''منال بچے میرا ناشتہ کمرے میں لے آؤ۔''

''جی بابا۔'' اس نے سر ہلایا مگر ڈر یہ تھا کہ احمر نہ شروع ہو جائے کہ واقعی وہ سب سے پہلے آیا تھا' مگر اس نے جب احمر کی طرف دیکھا تو وہ سہولت سے بولا۔

''پہلے بابا کو ناشتہ دے آؤ۔'' بابا تو بس سلائس لیتے تھے اور دودھ اس نے ان کے لیے ٹرے میں ناشتہ رکھا تو عاشی آ گئی۔

''عاشی تم نے ٹائم دیکھا ہے...... کم از کم صبح میں جلدی اٹھ کر مما اور منال کے ساتھ ہیلپ کرا دیا کرو' حد کر دیتی ہو اب یہ ناشتہ بابا کو دے آؤ۔'' احمر نے آتے ہی اس کی کلاس لی۔ منال نے جلدی سے اس کا ناشتہ بنا کر سامنے رکھا۔

''تم نے ناشتہ نہیں کرنا۔''

''ہاں میں۔'' اس کے تو دیدے ہی پھیل گئے' احمر علی کو اس کی فکر......؟؟

''مزاج سخت ضرور ہے محترمہ مگر دل کا برا نہیں ہوں اندازہ ہے مجھے کہ تمہیں صبح میں کتنا خوار ہونا پڑتا ہے۔''

''شکر ہے اللہ کا۔'' اس نے دل میں سوچا' کیونکہ اس کے سامنے جواب دینے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

''میں بڑی مما کے ساتھ کر لوں گی' مجھے مما کے لیے دلیہ پکانا ہے ابھی۔'' چائے کا مگ اس کے سامنے رکھ کر وہ


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com URDUSOFTBOOKS.COM

تیزی سے مڑی۔

”مما جب تک بابا نہیں جائیں گے اب نہیں آئیں گی چھوٹی مما ابھی سو رہی ہیں' عاشی اور دانیہ اپنے لیے خود سب کرسکتی ہیں' سو تم شرافت سے بیٹھ کر ناشتہ کرلو۔“ لاچار چیئر گھسیٹ کر بیٹھنا پڑا...... احمر نے اس کے جھکے ہوئے سر پر نگاہ ڈالی اور گہری مسکراہٹ کے ساتھ ناشتہ کرنے لگا۔

”ارے یار...... ٹھہرو میں ذرا دیکھ لوں کہ آج سورج مشرق سے نکلا ہے یا مغرب سے۔“ صہیب کچن میں داخل ہوا تو ان دونوں کو دیکھ کر بنا بولے نہیں رہ سکا۔

”اسے نکلے بہت دیر ہوگئی ہے' تم اندازہ نہیں کرسکو گے۔ بہتر ہے ٹک کر بیٹھ جاؤ اور ہمیں دیکھ کر جلنے کے بجائے ناشتہ کرو۔“ احمر سے ایسے جواب کی توقع باآسانی کی جاسکتی تھی۔

”چاچو میں آپ کے لیے کافی لاتی ہوں۔“ وہ ناشتہ کے نام پر فقط کافی لیتا تھا۔

”مسٹر صہیب احمد...... زندگی کو کافی کی تلخی سے ختم کرنے سے بہتر ہے اس میں مٹھاس گھولو...... اور......“

”بس کردے میرے باپ صبح صبح تقریر......“ جواباً صہیب نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تو وہ مزے سے اسے چڑاتا چائے پینے لگا۔

☆

آج کاشف بھیا کی دوسری برسی تھی۔ دو سال بیت گئے تھے انہیں جدا ہوئے مگر مانو کی نگاہوں میں ابھی بھی وہ منظر تازہ تھا جب اس کے شہید بھائی کی باڈی آئی تھی اور کیسے اس نے بھابی اور بچوں کو سنبھالا تھا۔ اس دن مانو نے بھیا کی باڈی کے سامنے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی بھابی اور بچوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گی ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گی۔ قرآن خوانی کے بعد جب تمام مہمان رخصت ہوگئے تو وہ بھابی کے پاس آئی بھابی نے اس کی نم آنکھیں دیکھ لیں تھیں تبھی خود سے لگالیا۔

”دو سال گزر گئے بھابی' ہمیں لگتا تھا ہم ایک پل بھی بھیا کے بنا نہیں جی پائیں گے مگر کتنی بے وفا ہے ناں یہ دنیا...... یہ ناتے' ہم ان تمام لوگوں کے بنا جی لیتے ہیں جن کو دیکھے بنا ہمیں پل بھر بھی سکون نہیں آتا تھا۔“

”یہی نظام کائنات ہے مانو۔“ بھابی نے اس کی آنکھیں صاف کیں پھر کافی دیر اسے سمجھاتی رہیں۔

”عباس صاحب کیا کہہ رہے تھے بھابی؟“ جب کچھ سنبھلی تو اس نے پوچھا...... بھابی نے گہری سانس خارج کی۔

”کچھ بھی نہیں۔“ اسے لگا بھابی جھوٹ بول رہی ہیں' عباس صاحب نے ضرور کوئی بات کی ہے بھابی کے چہرے سے پریشانی نمایاں ہورہی تھی۔

”چھپا رہی ہیں ناں......؟“ اس نے بھابی کا چہرہ دیکھا۔

”بتا کر بھی کیا فائدہ۔“

”پلیز بتائیں ناں کرایہ بڑھانے کا کہہ رہے ہوں گے۔“

”نہیں...... انہوں نے گھر سیل کرنا ہے کہہ رہے تھے اپنا بندوبست کرلیں دو ماہ دیئے ہیں۔“

”دو ماہ' بھابی دو ماہ میں گھر کہاں سے ملے گا' اتنی مشکل سے تو یہ ملا تھا' کم از کم چار پانچ ماہ دینے چاہیں انہیں۔“ اسے فکر لاحق ہوئی بھیا کے بعد قریباً چھ ماہ تو وہ گورنمنٹ کی طرف سے ملے گھر میں رہے تھے پھر رینٹ پر گھر لے لیا اور اب؟

”کاش میرے پاس اتنے پیسے ہوتے تو ہم ہی خرید لیتے یہ گھر...... اپنا گھر تو ہوتا۔“

”اپنا گھر تو ہے مانو...... وہ گھر جو تمہارے امی ابو کی نشانی ہے تمہارے بھیا کو کتنی محبت تھی اس گھر سے...... وہ ویران پڑا ہے چار سال سے۔“ بھابی نے ایک بار کوشش کی تھی کہ شاید اب مانو مان جائے وہاں واپس لوٹنے کو لیکن وہ اب بھی چپ تھی۔

”میں دیکھتی ہوں کسی پراپرٹی ڈیلر سے کہتی ہوں' ان شاء اللہ ہمیں جلد مل جائے گا گھر۔“ اس کے جواب نے


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

واضح کردیا تھا کہ وہ وہاں جانے کو اب بھی راضی نہیں۔

''جب تم کہتی ہو کہ تمہیں اس سے کوئی امید نہیں تم نے سب کچھ بھلا دیا ہے پھر کیوں جانا نہیں چاہتیں وہاں؟''

''چار سال لگے بھابی خود کو سمجھانے میں' کیونکہ وہ شخص میرے سامنے نہیں تھا..... مگر میں جانتی ہوں اگر وہ میرے سامنے آ گیا تو میں پھر سے..... پلیز بھابی..... مجھ میں شاید ہمت نہیں رہی میں نہیں فیس کر پاؤں گی اگر وہ کسی اور کا ہو گیا تو.....'' وہ جانتیں تھیں اس کی دیوانگی..... صہیب احمد کی محبت آج بھی اس کے رگ و پے میں تھی مگر وہ کمزور نہ پڑ جائے اس لیے جانا نہیں چاہتی تھی۔

''اپنا گھر ہوتے ہوئے بھی ہم کرائے کے مکان کے لیے دھکے کھا رہے ہیں۔''

''ہم وہ گھر سیل کر کے یہیں اپنا گھر لے لیتے ہیں۔'' مانو کی بات پر ان کے دل کو کچھ ہوا۔

''نہیں مانو میں وہ گھر کبھی نہیں بیچ سکتی..... میری تو ہر یاد اس گھر سے جڑی ہے میرے شوہر کو اپنے گھر سے محبت تھی' میں ان کی محبت ان کی نشانی کسی صورت نہیں بیچ سکتی۔'' وہ دونوں ہی اپنے موقف پر اڑی ہوئی تھیں۔

☆

''اگلے اتوار کو احمر اور منال کی شادی طے کرنی ہے۔''

''مما سب کچھ تو طے ہے اب کیا کرنا ہے۔'' طلال نے بیچ میں بولا۔

''تیری زبان میں لازماً کھجلی ہوتی ہے۔ پہلے ان کی سن تو لیا کرو۔'' صہیب نے لتاڑا۔

''بڑی بھابی صرف احمر کی' حیدر کی نہیں؟''

''نہیں حیدر نے سی ایس ایس مکمل کرنا ہے۔''

''احمر..... کاش مجھے آفر ملتی۔'' طلال پھر بڑبڑایا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو۔'' چھوٹی مما نے شاید سن لیا تھا۔

''تھنگ مما..... میں چاچو کے لیے اداس ہوں۔''

''مجھے کیا ہوا ہے؟'' صہیب نے آنکھیں پھیلائیں۔

''یار صہیب تجھے اندازہ نہیں ہوا' لوگ اپنے دل کے درد کو زبان دے رہے ہیں نام تمہارا لگا رہے ہیں۔'' حیدر نے لمحے بھر میں عزت افزائی کر دی۔

''ارے ہاں یار چاچو سے یاد آیا..... کل میں نے کاشف بھائی کا گیٹ کھلا ہوا دیکھا تھا۔'' ہادی نے کل صبح کا منظر یاد کرتے ہوئے کہا۔

''میرا اس سے کیا تعلق؟''

''تعلق تو بہت گہرا تھا جن

تم نے ہی نہ نبھایا جن

بے تکی شاعری میں کمال حاصل تھا طلال علی کو تبھی تو حوصلہ افزائی کے طور پر زور کا جھانپڑ کان کے نیچے لگایا تھا۔

''ہر وقت بے تکی ہانکتا رہتا ہے..... یار کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کر۔'' صہیب نے سنجیدگی سے کہا' طلال کی بکواس تبھی پیشانی پر سلوٹیں نمایاں ہو گئیں۔

''ایم سوری یار چاچو آپ کو برا لگا؟'' جواباً صہیب نے کچھ نہ کہا' حیدر جانتا تھا کہ وہ پہلے ہی کافی اپ سیٹ ہے ذہنی طور پر..... کیونکہ رات ہی تو بڑے بابا نے اس کی اچھی خاصی انسلٹ کر دی تھی' وہ چاہتے تھے احمر کے ساتھ ہی صہیب کا فرض بھی ادا ہو جائے' مگر وہ مسلسل انکاری تھا..... احمر اور حیدر کو بہت محسوس ہوا تھا جب بابا نے صہیب کو ڈانٹا تھا' ظاہر ہے وہ تقریباً ہم عمر تھے پھر ان میں اچھی دوستی تھی' یہ سچ تھا کہ صہیب نے نادانی کی تھی۔ مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ نافرمان تھا۔

''چل صہیب باہر چلتے ہیں؟''

''نہیں میں آپی کی طرف جا رہا ہوں..... مے بی رات کو نہ آؤں۔'' اس کی بات پر ہال روم میں موجود ہر فرد نے حیران ہو کر دیکھا..... اول تو وہ بہت کم نگہت کی طرف جاتا تھا' رات کو رکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا..... تابندہ نے دکھ سے اس کا اترا چہرہ دیکھا پھر حیدر کو کیونکہ


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

URDUSOFTBOOKS.COM

انہیں امید تھی حیدر اور احمر ہی اسے سمجھا سکتے تھے۔

''ہاں تو میں بھی چلتا ہوں ناں کافی دن سے پھوپو سے ملا بھی نہیں۔'' وہ بھی صہیب کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ صہیب نے باہر آ کر گاڑی نکالی۔

''کیا ہوا؟'' صہیب نے گاڑی ایک قریبی پارک میں روکی تھی۔

''پھوپو کی طرف نہیں جانا؟''

''نہیں......'' گاڑی لاک کر کے وہ چلا تو حیدر نے بھی قدم بڑھا دیے۔

''اپ سیٹ ہے ناں۔''

''یار میں نے ہمیشہ کوشش کی کہ میں بھیا اور بھابی کی ہر بات مانوں اور میں نے مانی بھی ہے جیسے بھیا کہتے ہیں میں کرتا ہوں' صرف میری ایک یہ خواہش جسے انہوں نے میری ضد کہا ہے مجھے اعتراف ہے حیدر کہ میں نے اپنی غلطی کے باعث کھویا ہے اسے۔ کم از کم مجھے کچھ وقت تو دیں اگر وہ میرا نصیب ہے تو میں اسے ڈھونڈ لوں گا' وگرنہ خود آ کر کہہ دوں گا کہ اب بھیا جہاں چاہیں میری شادی کر دیں بٹ...... کچھ وقت تو دیں ناں مجھے۔'' حیدر کو جو اندازہ تھا صد فی صد درست تھا' صہیب کی بھڑاس نکلی تھی۔

''میری غیر ذمہ داری اور لاپروائی کہہ لو یا کم عمری...... اماں کی آخری خواہش پوری نہ ہو سکی' مگر حیدر بخدا میں نے کبھی ارادتاً اماں کی نافرمانی نہیں کی...... شاید انہیں مجھ سے بہت ساری امیدیں تھیں اور میری بدنصیبی کہ میں ان کی امیدوں پر پورا نہ اتر سکا۔ اب کیا مجھے قدم قدم پر یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ میری ماں میرے باعث اس دنیا سے گئی۔''

''ایسا کچھ نہیں ہے یار...... اماں بی چاہتی تھیں تمہاری خوشیاں دیکھیں...... مگر یہ تو اللہ رب العزت کی رضا تھی' اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں...... تم کیوں اس طرح سوچ رہے ہو۔'' حیدر نے اس کے کندھے پر مضبوطی سے ہاتھ رکھتے ہوئے سمجھایا۔

''میں ایسا کچھ نہیں سوچ رہا حیدر...... رات تمہارے سامنے بھیا نے یہ الفاظ کہے ہیں' حیدر یار اب مجھ سے روز روز یہ بحث برداشت نہیں ہوتی میں مزید یہاں رہا تو... شاید بھیا سے بدتمیزی کر بیٹھوں اور ایسا میں نہیں چاہتا' وہ میرے محسن ہیں' میرے لیے ابو کی جگہ پر ہیں۔'' صہیب نے رات کی باتوں کو ضرورت سے زیادہ دل پر لیا تھا۔

''مجھے کم از کم تم سے یہ امید نہیں تھی صہیب تمہیں پتہ ہے بڑے بابا نے ہائپر ہونا ہوتا ہے محض دس منٹ بعد وہ اپنی کہی ہر بات بھول جاتے ہیں۔''

''ہاں مگر ضروری نہیں کہ ان کی کہی باتیں دوسرے بھی بھول جائیں' ٹین ایج میں ہر انسان غلطیاں کرتا ہے میں نے بھی کیں اور ایسا میں نے کیا ہی کیا ہے؟ صرف یہی کہ بڑی بھابی کے لاڈ پیار نے مجھے ضرورت سے زیادہ لاپروا بنا دیا تھا' میرے اندر کا بچپنا دیر سے گیا' میں احمر کی طرح سنجیدہ مزاج نہیں تمہاری طرح ذمے دار نہیں' ہر انسان کا مزاج اس کی نیچر مختلف ہوتی ہے حیدر...... اور اب میں نے کتنی کوشش تو کی ہے خود کو بدلنے کی۔''

''اوکے پلیز کول ڈاؤن......'' حیدر نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔ ''صہیب تم یہ کیوں سوچتے ہو کہ تم احمر یا میری طرح نہیں ہو تم جیسے بھی ہو ناں بہت اچھے ہو تمہاری اپنی شخصیت ہے...... اپنا مزاج ہے فارگاڈ سیک بابا کی باتوں کو ذہن پر اتنا سوار مت کیا کرو حالانکہ تمہیں علم ہے کہ جب انہیں مجھ پر یا احمر' طلال' ہادی کسی پر بھی غصہ آتا ہے وہ ایسے ہی ری ایکٹ کرتے ہیں۔''

''آئی نو کہ وہ سب پر ہائپر ہوتے ہیں' مجھے ان کے ڈانٹنے کا برا نہیں لگتا حیدر...... مگر وہ ہر بار مجھے یہ باور کراتے ہیں کہ اماں میری عادتوں کی وجہ سے بیمار تھیں اور میری نافرمانی کی وجہ سے اس دنیا سے گئیں...... وہ کون سی اولاد ہوگی جو یہ چاہے گی کہ اس کے سر پر ماں کا سایہ نہ رہے...... بدنصیبی ہے میری کہ میں نے ان کی خواہش ان کی زندگی میں پوری نہ کی...... مگر میرا وعدہ ہے اماں سے میں اب ماہ نور کو ڈھونڈوں گا۔'' وہ جیسے ضد پر اڑ گیا۔



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

''او کے فائن' میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن پلیز اب غصہ تھوک دو' گھر چلتے ہیں۔ تمہیں پتہ ہے ناں صہیب بڑی مما کی کیا حالت ہوگی...... رات سے اگر تمہیں سکون نہیں ہے تو وہ بھی بے کل ہیں۔ تمہاری ذرا سی تکلیف پر وہ کتنا پریشان ہوجاتی ہیں اور تم جانتے ہو کہ اب وہ شوگر کی پیشنٹ ہیں ذرا سی دیر میں ان کی طبیعت بگڑ جاتی ہے۔ چلوناں گھر چلتے ہیں۔''

''قسم سے حیدر' کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے' میں گھر کیا یہ شہر ہی چھوڑ دوں۔ بھیا کی باتیں سن کر...... مگر ہر بار بڑی بھابی کی محبت میرے ارادے بدل دیتی ہے۔'' اس کا غصہ یک دم ہی بھابی کے نام پر سمندر کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ حیدر نے اس کا پھولا ہوا منہ دیکھا پھر شرارت سوجھی۔

''ایسے بھتیجے تمہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملنے والے۔''

''اور ایسا چچا بھی نایاب ہے دنیا میں...... یاد رکھنا۔'' حیدر کو توقع کے مطابق جواب ملا تھا' وہ واپسی کے لیے مڑے ہی تھے کہ احمر کا فون آ گیا۔

''لو ایک اور نایاب بھتیجا تمہارا' یقیناً مما نے اسے بتا دیا ہوگا اور اب وہ جلے پیر کی بلی بنا ہوا ہوگا۔''

''بننے دے...... ہم ڈنر کرکے پھر جائیں گے بس۔''

''یعنی ثابت کرنا بھی ضروری تھا کہ وہ خفا ہے......''

حیدر نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

☆

''مانو میں نے تمہیں منع کیا تھا ناں کہ ہم نے گھر سیل نہیں کرنا...... اور تو نے پھر بھی وہاں اکرام بھائی کو فون کردیا۔'' وہ ابھی آفس سے آ کر ہی بیٹھی تھی کہ بھابی نے غصے سے پوچھا۔

''کس نے کہا آپ سے کہ میں گھر سیل کررہی ہوں وہ بھی بنا آپ سے پوچھے۔ بھابی میرے لیے اب سب کچھ آپ ہیں میرے والدین' بھائی ہر رشتہ آپ پر ہی ختم ہوتا ہے' میں بنا آپ کی مرضی کے اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا سکتی ہوں؟''

''اکرام بھائی کو فون کرنے کا مقصد؟''

''آپ خود ہی تو کہہ رہی تھیں کہ گھر ویران پڑا ہے' اکرام بھائی سے کہا تھا کہ صفائی وغیرہ کرا دیں اور پھر رینٹ کے لیے دے دیں...... چلیں کچھ ان کم پلس ہی ہوجائے گی۔''

''تم بھی ناں مانو بس دو اور دو چار کرنے میں لگ گئی ہو۔''

''صرف میں کیا بھابی ہماری ساری قوم اسی کام پر لگی ہوئی ہے۔'' اس نے مذاقاً کہا۔ ''اچھا کھانے میں کیا پکایا ہے' بچ اتنی بھوک لگی ہے آج لنچ کا بھی ٹائم نہیں ملا۔'' اس نے پاؤں اوپر کیے اور صوفے پر ہی دراز ہوگئی۔

''لنچ کیوں نہیں کیا؟''

''کام جلد ختم کرکے گھر کے لیے پراپرٹی ڈیلر سے ملنا تھا۔ دو تین گھر دیکھ کر آئی ہوں' جو پسند آتا ہے وہ اپنی رینج میں نہیں اور جو رینج میں ہے وہ اچھا نہیں لگا۔''

''ہم نے کون سا عمر بھر رہنا ہے میں نے اپنے شہر کے لیے ٹرانسفر کی درخواست دے دی ہے ان شاء اللہ جلد ہی امید ہے ایکسیپٹ ہوجائے گی۔'' مانو بھابی کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔

''اور میری جاب؟''

''تمہاری کون سی گورنمنٹ جاب ہے اور میں نے کون سا تم سے عمر بھر جاب کرانی ہے۔ جیسے ہی کوئی اچھا رشتہ ملتا ہے فرض ادا کردوں گی۔''

''تنگ جو آ گئی ہیں ناں مجھ سے...... بری لگنے لگی ہوں آپ کو۔'' وہ دھپ دھپ کرتی اٹھ کر کمرے میں چلی گئی' سمیرا کافی دیر منتظر رہیں کہ وہ باہر آئے گی مگر وہ نہیں نکلی' تب انہیں کھانا ٹرے میں رکھ کر کمرے میں لانا پڑا جہاں محترمہ رونے کا شغل فرما رہی تھیں۔

''مانو اٹھو کھانا کھالو۔''

''نہیں کھانا مجھے کچھ بھی۔''

''ارے کھانے سے کیا ناراضگی...... مجھ سے خفا ہو


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

ناں...... رزق سے نہیں خفا ہوتے۔"

"میں کیوں خفا ہوں کسی سے...... مجھے تو خود پر اور اپنی قسمت پر غصہ ہے بس۔"

"احمق ہو تم مانو۔" انہوں نے کھانے کی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر دھری اور اسے پیار سے اٹھایا۔

"تمام عمر ایسے نہیں گزرتی مانو...... اور لڑکیوں کے رشتے بھی ایک عمر تک ہی آتے ہیں' میں کس بنیاد پر ہر رشتے سے منکر ہوتی رہوں' مانو تم میری ذمہ داری ہو' یہ سب جانتے ہیں' تم کیا چاہتی ہو خاندان کے لوگ' رشتہ دار تمہاری بھابی پر باتیں بنائیں کہ نند کی کمائی کی خاطر اس کی شادی نہیں کرتی' میرے لیے تم عفان اور ریان کی طرح ہو...... مگر میں دنیا سے بھی ڈرتی ہوں اور آخرت کی اس پکڑ سے بھی...... جب مجھے جواب دہ ہونا ہوگا کہ میں نے اپنے فرض میں کوتاہی کی...... تم سمجھدار ہو مانو...... باشعور ہو' میری مجبوری کا ہر پہلو سمجھ سکتی ہو اور پھر فرض کرو کہ میں تمہاری بات مان بھی لوں مگر کس امید پر...... تمہیں یقین ہے کہ صہیب تمہارا منتظر ہوگا...... جس شخص کو سامنے ہوتے ہوئے کبھی تمہاری ذات' تمہاری چاہت کا احساس نہ ہوا' اب چار سالوں میں وہ تمہارا نام بھی بھول بیٹھا ہوگا۔" اس نے تڑپ کر بھابی کو دیکھا' خوش فہمیاں جیسے یک دم تلخ حقیقت بن کر سامنے آ گئیں۔ سچ ہی تو کہہ رہی تھیں بھابی جس نے آتے وقت امید کی کوئی کرن اس کے ہاتھ نہ تھمائی تھی' یہ تک نہ کہا تھا کہ یاد آؤ گی' وہ کیسے اس شخص سے کسی خوش فہمی کسی خوش گمانی کی آس رکھ سکتی تھی۔

"میں کیا کروں بھابی' شاید مجھے خود پر ذرا بھی اختیار نہیں' وہ شخص میرے دل سے نہیں نکلتا۔"

"وہ انسان ہے کوئی خیال نہیں جو دل سے نکل جائے' اور انسان بھی وہ کہ جسے تم نے تمام تر دیوانگی سے چاہا ہو مانو...... آئی نو تم اسے بھول نہیں سکتیں اور جس طرح تم زندگی گزار رہی ہو ایسے تو تم اسے بھلا بھی نہیں سکتیں۔ ہوسکتا ہے زندگی میں کسی اور کو شامل کرنے سے تم اسے بھلانے میں کامیاب ہو جاؤ' نکلو مانو ان یادوں سے آزاد کرلو خود کو...... کب تک خار بھری ان راہوں پر تنہا سفر کرو گی...... ہم سفر ساتھ ہو تو کانٹوں بھرے رستے بھی آسانی سے طے ہو جاتے ہیں' زیست کے...... مگر تنہا انسان تو پھولوں کی پگڈنڈی بھی نہیں پار کرسکتا۔" بھابی تا دیر اسے سمجھاتی رہیں۔

"ہزار رستہ بدل دیکھ لیا ہے مگر مجھے تو ہر موڑ پر صہیب احمد ہی کا چہرہ نظر آتا ہے...... وہ پل' وہ یادیں جو میں نے اس گھر میں گزاریں' اپنی محبتیں میرے اطراف تھیں مگر میری طلب صرف ایک نگاہ اس بے مروت شخص کی' جو کبھی نہ ملی۔ نہیں بھول پائی میں وہ ماہ و سال بھابی' جہاں میرا بچپن گزرا' میرے حسین لمحات زندگی کے گزرے' مجھے تو وہ تمام لوگ ہی بہت یاد آتے ہیں' بڑی بھابی کی چاہت' اماں کا التفات' وہ سارے دوست۔" وہ پھر سے سسک اٹھی' بھابی نے اسے خود میں سمو لیا۔ واقعی بھولنا بہت تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔ وہ خود بھی تو اسی تکلیف دہ عمل سے روز گزرتی اور پھر ہار جاتی تھیں۔

☆

"میں تسلیم کرتا ہوں مما کہ وہ صہیب کی محبت میں ہی کہہ رہے ہوں گے مگر ان کے سخت الفاظ تو میرے دل پر نقش ہو گئے تھے' صہیب کا ڈس ہارٹ ہونا تو فطری عمل ہے اور کم از کم آپ تو انہیں سمجھا سکتی ہیں' وہ اماں کے بعد ہر بات کو بہت شدت سے محسوس کرتا ہے' بہت حساس ہو گیا ہے' بابا' بار ہا اسے ان غلطیوں کی نشان دہی کرکے اسے احساس جرم میں مبتلا کر رہے ہیں...... وہ اماں کی نیچرل موت کا ذمہ دار بھی خود کو سمجھنے لگا ہے۔" بظاہر صہیب کا موڈ ٹھیک ہو گیا تھا مگر اب وہ پہلے سے زیادہ سب سے دور رہنے لگا تھا اور احمر نے یہ بات شدت سے نوٹس کی تھی' تب ہی آج وہ مما سے بات کرنے آیا تھا...... جنہیں خود صہیب کا انداز اندر ہی اندر کاٹ کھا رہا تھا۔

"میں کوشش کروں گی ان سے بات کرنے کی۔" وہ دھیمے لہجے میں بولیں۔



www.urdusoftbooks.com
URDUSOFTBOOKS.COM

www.urdusoftbooks.com

”مما...... پھوپو آئی ہیں۔“ دانیہ نے دروازے سے جھانک کر اطلاع دی احمر کو بات سمیٹنی پڑی وہ بھی مما کے ساتھ ہی باہر آگیا' پھوپو اپنی فیملی سمیت آئی تھیں اور ظاہر ہے بچے یہ دیکھ کر ہی خوش ہوگئے تھے۔

”السلام علیکم پھوپو......“ احمر نے انہیں سلام کیا پھوپو نے اسے خود سے لگالیا پیشانی چومی۔

”وعلیکم السلام...... جیتا رہے میرا بچہ۔“ جس طرح ان سب کو اکلوتی پھوپو سے پیار تھا...... پھوپو بھی ان پر جان دیتی تھیں' حمزہ اور بلال سے گلے مل کر اس نے زینی کا سر تھپکا۔

”بڑے دن بعد شکل دکھائی چڑیل نے۔“

”آپ کون سا پوچھنے آگئے' پندرہ دن ٹائیفائیڈ میں پڑی رہی ہوں مجال ہے جو کسی نے خبر بھی لی ہو۔“

”امپاسبل...... خبر تو کسی نے دن رات لی ہوگی زینی اب تم جھوٹ بول رہی ہو۔“ احمر کے کچھ کہنے سے قبل ہی حیدر بول پڑا۔ وہ بے چاری جھینپ گئی۔

”میں آپ سب کی بات کررہی ہوں...... آپ لوگوں کی بھی کچھ لگتی ہوں میں۔“

”ہمیں اطلاع نہیں ملی جناب کہ آپ بیمار تھیں۔ انہوں نے نہیں بتایا۔“

’اب یہ تو فرض بنتا تھا ناں کسی کا کہ ہمیں مطلع کردیتا ہم بھی عیادت کر آتے خود تو موصوف دن رات قدموں میں بیٹھے رہے ہوں گے۔“ حیدر بھی کبھی کبھی حد کردیتا تھا۔

”تمہیں میرا بھائی ایسا لگتا ہے۔“ احمر نے گھر کا۔

”بہت بڑی فلم ہے تمہارا بھائی۔“ حیدر نے فٹ سے کہا۔

”تم حیدر بھائی کی باتیں رہنے دو' میرے ساتھ آؤ کچن میں۔“ مناہل جانتی تھی کہ بے چاری زینی بری طرح زچ ہورہی تھی۔ طلال زینی کو چاہتا تھا یہ بات تمام نئی نسل کو پتہ تھی بلکہ...... کچھ بارسوخ سورسز نے یہ بات آگے بھی پہنچادی تھی...... اور مما کا پکا ارادہ تھا کہ احمر کی شادی کے بعد طلال کے لیے پھوپو سے بات کریں گی۔

”بہت ویک ہوگئی ہو زینی...... قسم سے ہمیں واقعی تمہاری طبیعت کا نہیں پتہ تھا۔“ دانیہ اور عاشی بھی ان کے ساتھ ہی اٹھ آئی تھیں۔

”حالانکہ طلال کے علاوہ چھوٹے ماموں کو بھی پتہ تھا۔“ زینی نے بتایا۔

”صہیب چاچو آج کل کسی سے بات نہیں کرتے زیادہ' بہت چپ چپ رہنے لگے ہیں۔“

”ہاں ماموں گھر آئے تھے ناں تب ماما کے پاس ہی بیٹھے تھے پتہ نہیں کیوں وہ روہانسے ہورہے تھے۔“

”بس یونہی رہتے ہیں' مما کہہ رہی تھیں کہ انہیں اماں یاد آرہی ہیں مگر میں نے احمر بھیا کی باتیں سنی تھیں وہ حیدر بھیا کو بتارہے تھے کہ بابا نے بہت ڈانٹا تھا چاچو کو۔“

”بڑے ماموں کو غصہ بھی تو بہت آتا ہے۔“

”ہاں اور صہیب چاچو بہت حساس ہوگئے ہیں۔“

”مانو کے بعد کتنا بدل گئے ہیں ناں ماموں' حالانکہ جب وہ تھی تو ماموں ہر وقت اسے برا بھلا کہتے تھے۔“

”کون سی خفیہ میٹنگ ہورہی ہے؟“ اپنے پیچھے صہیب کی آواز پر انہیں چپ لگ گئی۔

”السلام علیکم ماموں۔“ وہ حسب عادت فوراً ہی صہیب کی طرف آئی...... صہیب نے بھی اسے بانہوں میں سمولیا۔ زینی اس کی لاڈلی بھانجی تھی بلکہ اکلوتی بھانجی تھی تب ہی بہت پیاری تھی اسے۔

”بخار اترا۔“ اس نے زینی کی کلائی اور پیشانی چیک کی۔

”میں اب بالکل ٹھیک ہوں' آپ نے بھی پھر فون تک نہیں کیا۔“

”ایم سوری بچے یاد نہیں رہا۔“

”چلیں معاف کیا۔“

”مناہل بچے اسٹرونگ سی......“

”کافی ضرور مل جائے گی ابھی بناتی ہوں۔“ اسے پتہ تھا کہ چاچو کو کافی کی طلب ہی کچن میں لائی ہوگی۔ وہ


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

مسکراتا ہوا ہال روم میں آ گیا جہاں سب باتوں میں بزی تھے۔

احمر جتنا سخت مزاج تھا اتنا ہی ضدی بھی اور یہ بات اس کے بچپن سے سب کو پتہ تھی' اس نے اگر ایک بات کہہ دی تو پھر کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے فیصلے سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹتا تھا' سب کہتے تھے کہ اس کی یہ عادت دادا پر گئی ہے' صہیب اکثر اس کی ضد دیکھ کر بھابی سے پوچھتا تھا۔

''بڑی بھابی کیا واقعی ابا جی ضدی تھے؟''

''میرے آنے سے قبل ہوتے ہوں گے بچے' مگر میں نے تو ان کی نیچر کو بہت سوفٹ پایا' اللہ جانے احمر کا مزاج کس پر گیا ہے۔''

انہیں خود احمر کی ضد سے سخت چڑ تھی..... مگر احمر نے کبھی بھی اپنی اس عادت کو بدلنے کی سعی نہیں کی تھی..... مناہل سے نکاح بھی اس کی ضد تھی حالانکہ اس کے مزاج کی سختی کو مدنظر رکھتے ہوئے خود مما بھی یہی چاہتی تھیں کہ مناہل جیسی نرم اور نازک مزاج بچی کا نباہ کیسے ہوگا مگر وہ جب اڑا تو انہیں ماننا ہی پڑی حالانکہ یہ بات صرف مما اور بابا کو پتہ تھی کہ مناہل اس کی زندگی میں صرف اس کی مرضی سے شامل ہوئی ورنہ اس نے اپنے رویے کے کسی پہلو سے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ مناہل اس کی پسند ہے۔ اب جبکہ گھر کے بڑے اس کی رخصتی کے لیے مکمل راضی تھے تب پھر وہ اڑ گیا تھا۔

''میری شادی تب ہوگی جب صہیب اور حیدر کی ہوگی۔''

''لو بھلا کیا ضد ہوئی..... دو لڑکیاں اتنی ایمرجنسی میں کہاں سے ملیں گی۔''

''مجھے جلدی ہے بھی نہیں جب مل جائیں گی..... کرلیں گے..... مگر ماما پلیز بابا سے کہیں صہیب کو پریشرائز نہ کریں۔'' عجیب منطق تھی لڑکے کی' ایک طرف ضد کہ شادی اکٹھی کرنی ہے دوسری طرف صہیب پر دباؤ بھی نہ ڈالیں..... مما نے تو اس کی بات سن لی تھی' مگر بابا کو علم ہوا تو ان کا تو فشار خون کا دباؤ بڑھ گیا۔

''تابندہ بیگم گھر میں ہماری کوئی حیثیت رہ گئی ہے یا نہیں' اب بچے ہمیں فیصلے سنائیں گے اور ہم مانیں گے۔'' وہ کیا کہتیں..... احمر تو شروع سے ہی ایسا تھا۔

''مجھے بتاؤ میں منیب اور عاقب سے کیسے بات کروں؟''

''میں کیا کہوں آپ جانتے تو ہیں احمر.....''

''احمر..... احمر..... بڑی اولاد ہے تو بزرگ نہیں بن گیا ہمارا..... پہلے ضد تھی کہ منگنی نہیں نکاح کریں تم جانتی ہو ناں منیب کو اعتراض تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا ابھی صرف بات طے کر دیں مگر تمہارے صاحب زادے نے اڑی لگا لی اور اب جبکہ ہم رخصتی کا فرض بھی ادا کرنا چاہتے ہیں تو صاحب زادے نے نئی ضد لگا لی..... صہیب کم تھا میرے بی پی کو ہائی کرنے کے لیے.....''

''صہیب نے کبھی آپ کی بات نہیں ٹالی..... وہ ضدی نہیں ہے۔'' ہمیشہ کی طرح وہ صہیب کے معاملے میں چپ نہ رہ سکیں۔

''تابندہ تمہاری یہی فیور صہیب کو..... خیر ابھی یہ چھوڑو تم اپنے سپوت کو بلاؤ۔''

''دیکھیں جی آپ پہلے غصہ کنٹرول کرلیں..... طبیعت خراب ہو جائے گی آپ کی۔''

''بیگم صاحبہ آپ کو میری طبیعت کی فکر ہے' میری زبان کی نہیں۔'' بھائی چھوٹے تھے' ان کی ہر بات مان لیتے تھے مگر وہ ہرگز نہیں چاہتے تھے وہ یہ سوچیں کہ بڑا بھائی ان سے ناجائز بات منواتا ہے۔ لیکن اب اس مسئلے کا حل تو نکالنا تھا ناں' انہوں نے منیب اور سعدیہ کو بلایا تھا..... جھجکتے ہوئے بات کی تھی۔

''مجھے علم ہے بھائی صاحب' دراصل ہم خود یہی چاہ رہے تھے کہ پہلے حیدر کی بات کہیں طے ہو جائے..... مگر ہم آپ کو منع نہیں کر سکے..... اور اب جبکہ احمر نے خود ہی یہ بات کردی ہے تو مجھے لگتا ہے مناسب یہی ہے کہ ہم ابھی رک جائیں۔''


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

"اچھا بھی نہیں لگے گا کہ چچا ابھی غیر شادی شدہ ہو اور ہم اپنے بچوں کی شادیاں کردیں۔"

"اب وہ خود نہیں مانتا تو ہم کیا کریں منیب' ہم تو چاہتے ہیں کہ پہلے اس کا فرض ادا ہو۔"

"بھابی ہی صہیب کو سمجھا سکتی ہیں باقی کسی سے وہ اتنا اٹیچ ہے نہیں۔" سعدیہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"ہاں اور حیدر کے لیے جب ہم لڑکی تلاش کریں گے تو صہیب کے لیے بھی دیکھ لیں گے' ہم عمر تو ہیں دونوں اور ماشاء اللہ ہمارا صہیب لاکھوں میں ایک ہے۔ اچھی جاب ہے اور کیا چاہیے۔"

"سعدیہ کمی کوئی نہیں ہے مگر موصوف حامی تو بھریں...... ہم تو ہزار بار کوشش کرچکے ہیں۔" بڑے بھیا اس سے واقعی بہت نالاں تھے۔ تابندہ ان کا رویہ دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھتی تھیں۔

"بھائی صاحب ٹینشن نہ لیں کوئی حل نکالتے ہیں اس کا بھی۔" منیب نے بھائی کو مطمئن کیا۔

☆

شام میں کبھی کبھار جب وہ سب اکٹھے ہوتے تو بیڈ مینٹن کھیل لیتے تھے اکثر ہی ایسے آئیڈیاز منا ہل دیتی تھی...... آج بھی وہ سب اکٹھے تھے' بلال اور زینی بھی آئے ہوئے تھے تو ان سب نے کھیلنے کا پروگرام بنالیا تھا۔

"جو جیتے گا اسے کیا ملے گا؟" طلال نے پہلے ہی طے کرنا چاہا۔

"جو ہارے گا وہ سب کو آئس کریم کھلائے گا۔"

"یار چاچو یہ مہنگا سودا ہے' یو نو منا ہل کتنا اچھا کھیلتی ہے۔" طلال کو فکر ہوئی۔

"تم کھیلنے سے پہلے ہی ہار مان لو۔" صہیب نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو وہ چپ ہوگیا' کھیل شروع ہوا اور توقع کے عین مطابق منا ہل بہت اچھا کھیل رہی تھی۔ وہ بہت خوش تھی کیونکہ اس نے میچ جیت لیا تھا مگر اس کی ساری خوشی کافور ہوگئی جب عین ٹائم پر احمر آ گیا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" آج کل اس کا موڈ آف ہی رہتا تھا' منا ہل نے جلدی سے سب چھوڑ کر دوپٹہ ٹھیک کیا۔

"ہائے احمر بھیا' آپ بھی ہمارے ساتھ کھیلیں ناں۔" زینی نے اسے بھی آفر کی جسے اس نے سہولت سے منع کردیا۔

"تم کب تک یہ بچوں والی حرکتیں کرو گی منا ہل؟" کسی کو بھی توقع نہیں تھی کہ اسے اس بات پر بھی اعتراض ہوسکتا ہے۔

"کیا ہوگیا یار' بچے ہیں اکٹھے ہوئے تو انجوائے کرلیا اس میں کیا برائی ہے؟" صہیب نے فوراً ہی سائیڈ لی تو احمر نے سخت نگاہ منا ہل پر ڈالی۔

"مگر مجھے یہ پسند نہیں ہے' بچپن تک یہ سب ٹھیک تھا لیکن اب...... نہیں۔"

"پسند تو میں بھی نہیں ہوں آپ کو۔" پتہ نہیں کیسے اس کے لبوں سے یہ لفظ ادا ہوئے تھے' اسے خود بھی پتہ نہ چلا تھا مگر جب احمر کی پتھروں جیسی آواز سماعت سے ٹکرائی تو اندازہ ہوا۔

"شٹ اپ یہ بکواس میرے سامنے کرنے کی قطعی ضرورت نہیں...... آئندہ ذرا زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کرنا ورنہ......" منا ہل کے تو جیسے قدموں تلے سے زمین ہی نکل گئی تھی۔ اس نے جان بوجھ کر نہیں کہا تھا بس سوچوں کو زبان مل گئی تھی اور اس کی بڑبڑاہٹ بلند ہوگئی...... چاچو اسے اندر تو لے گئے تھے مگر منا ہل کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے' سب لوگ جتنا خوش تھے اب اتنے ہی سوگوار اور منا ہل کو چپ کرانے کی تگ و دو میں لگے ہوئے تھے۔

"آئی ڈونٹ نو کہ وہ آخر چاہتا کیا ہے' روز نیا آڈر...... اتنا تو مجھے مما بابا نے بھی نہیں ڈانٹا...... اور میں ہر کام تو کردیتی ہوں' جیسا کہتا ہے مان لیتی ہوں' جانے اور کیا کروں؟ اپنا مزاج' اپنا شوق سب کچھ قربان کردیا مگر میں بھی تو انسان ہوں یار' میرا بھی دل کرتا ہے اپنی مرضی سے جینے کو...... اس ایک سال میں میری زندگی کی اپنی خواہشیں تو جیسے مرہی گئیں۔" آج منا ہل کے ضبط کی بھی


www.urdusoftbooks.com

URDUSOFTBOOKS.COM
www.urdusoftbooks.com

انتہا ہوگئی تھی۔ اس کے نکاح کو سال ہوگیا تھا اور اس ایک سال میں اس نے احمر کے لیے خود کو کتنا بدل لیا تھا' لیکن وہ پھر بھی۔

''میں نہیں ڈھل سکتی ان کی پسند میں' انہیں چاہیے تھا اپنی پسند کی لڑکی ڈھونڈ لیتے۔''

''پاگل ہوگئی ہو اگر احمر بھائی کو تم پسند نہ ہوتیں تو وہ کبھی نکاح کے لیے راضی نہ ہوتے۔''

''مجھے پتہ ہے یہ بڑے بابا کی خواہش تھی ورنہ انہیں مجھ میں سارے جہاں کی خامیاں ہی نظر آتی ہیں۔''

''ابھی بھی وقت ہے میں مما سے کہہ دوں گی کہ موصوف کو کہہ دیں پھر سوچ لیں۔''

''مناہل تم پاگل تو نہیں ہوگئیں' کیا بکواس کر رہی ہو...... اندازہ ہے تمہیں' ٹھیک ہے احمر غصے کا تیز ہے لیکن ایسا کچھ نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو۔''

''تمہارا بھائی جو ہے اس کی سائیڈ تو لو گے تم۔'' اس نے طلال کو گھورا۔

''تم بھی پہلے میری بہن ہی ہو' بھابی بعد میں ہو' تمہارا اور احمر کا نکاح ہو چکا ہے' غالباً تم یہ بات بھول رہی ہو۔''

''طلال جس طرح وہ میری انسلٹ کرتا ہے ناں اگر تمہیں سہنی پڑے ناں تو تم بھی یہی کہو گے' اگر اتنی نفرت تھی مجھ سے تو تب ہی منع کر دیتے جب بڑوں نے یہ رشتہ طے کیا تھا' مجھ پر کیوں غصہ نکالتے ہیں۔'' آج وہ بری طرح ہرٹ ہوئی تھی' اسے کتنا فخر تھا کہ خاندان کا سب سے ڈیشنگ بندہ اس کا ہزبینڈ ہے' مگر خود پر اتنا غرور بھی اچھا نہیں ہوتا جتنا احمر کو تھا...... اس کی بھی عزت نفس تھی مگر وہ کب خیال کرتا تھا اس کا۔

⟡......☆......⟡

حیدر کو شہر سے باہر جانا تھا مما نے رات ہی مناہل سے کہہ دیا تھا کہ صبح جلدی اٹھ جائے' وہ احمر کے رویے کی وجہ سے رات بھر سو بھی نہیں پائی تھی اور فجر کی نماز کے بعد کچن میں تھی' حیدر بھی نماز کے بعد سیدھا کچن میں ہی آیا تھا۔

''تھینک یو سوچ میری پیاری بہن تم اٹھ گئیں۔ میں بس ابھی تیار ہو کر آتا ہوں۔'' مناہل نے کوئی جواب نہیں دیا جاتے اور مسلسل رونے سے اب اس کے سر میں شدید درد تھا مگر بھائی کی وجہ سے وہ اٹھ گئی تھی۔

''یار احمر تم پلیز مجھے ذرا سا اشاپ تک چھوڑ آؤ گے۔'' احمر اور صہیب فجر کے بعد واک کے لیے جاتے تھے ابھی لوٹے تھے۔

''چھوڑ دوں گا نو پرابلم۔''

''میں بس ناشتہ کرلوں۔''

''اوکے......'' وہ بھی حیدر کے ساتھ کچن میں آیا تھا...... رات کا غصہ اب مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا' مناہل نے حیدر کو ناشتہ دیا۔

''مجھے چائے دے دو۔''

''جی......'' کہہ کر وہ مڑی مگر احمر نے اس کی سوجھی ہوئی آنکھیں دیکھ لی تھیں' پتہ نہیں اسے غصہ کیوں آیا تھا...... بس اب افسوس ہو رہا تھا۔ مناہل نے اسے اور حیدر کو چائے دی اور چاچو کے لیے کافی بنا کر لے گئی۔

''چاچو آپ کی کافی۔''

''تھینکس بھتیجی' مگر آج تم جلدی اٹھ گئیں۔''

''حیدر نے شہر سے باہر جانا ہے ناں اس کے لیے ناشتہ بنانا تھا۔'' صہیب نے اس کا اترا چہرہ تو رات ہی دیکھ لیا تھا مگر اب تو اس کی آنکھیں رونے کی گواہی دے رہی تھیں۔

''بیٹھو مناہل۔'' چاچو کے کہنے پر وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ ''تمہیں احمر کی باتیں بری لگیں ناں۔''

''مجھے تو اس کی صرف باتیں بری لگتی ہیں' اسے تو میں ہی بری لگتی ہوں۔ پتہ نہیں چاچو ماما بابا نے کیوں یہ رشتہ کیا...... مجھے زبردستی کسی پر مسلط نہیں ہونا' جب اسے میری شکل اتنی بری لگتی ہے تو کیسے زندگی بھر برداشت کرے گا۔''

''احمق ہو تم...... تمہیں کس نے کہا کہ تمہیں زبردستی مسلط کیا ہے ہم نے اس پر......''


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

"کہنے کی کیا ضرورت ہے، مجھے نظر آتا ہے چاچو۔" وہ پھر سے رونے لگی۔

"مناہل بچے ایسا کچھ نہیں ہے، ہوسکتا ہے وہ تمہیں اتنا چاہتا ہو کہ تمہیں پرفیکٹ دیکھنا اس کی خواہش ہو۔"

"اتنی پاگل نہیں ہوں کہ آپ کی اس بات پر یقین کرلوں، مجھے اب پکا یقین ہوگیا ہے کہ صرف بڑے پاپا اور ماما نے اسے زبردستی منایا ہوگا...... لیکن اس میں میرا قصور نہیں تھا، مجھ پر کس بات کا غصہ نکالتا ہے وہ۔"

"تم سے بڑا ہے ناں...... اور پھر تمہارا جو رشتہ ہے اس سے...... اس کے بعد تم پر اس کا احترام لازم ہے ناں...... دوبارہ تم احمر کے لیے ایسے لہجے اور تخاطب کو استعمال نہیں کرو گی۔"

"ہر چیز صرف عورت پر لازم ہے، عورت پر فرض ہے...... اور وہ جیسے چاہیں جب چاہیں میری انسلٹ کردیں، کتنے لوگوں کے درمیان، کل صرف تھپڑ مارنے کی کسر ہی رہ گئی تھی چاچو، ورنہ تو، کیا سوچتے ہوں گے سب میرے بارے میں۔" اس نے آنسو دوپٹے کے پلو سے رگڑے۔

صہیب مانتا تھا کہ زیادتی احمر کی ہے ورنہ مناہل نے ہمیشہ ہی بہت اچھے سے اس رشتے کو قبول کیا تھا۔

"میں اسے سمجھاؤں گا اوکے۔"

"اور میں جانتی ہوں کہ انہیں سمجھانا قطعاً بے سود ہوگا۔" وہ احمر سے بدگمان تھی، تب ہی تلخ ہو رہی تھی چاچو کے پاس سے اٹھ کر وہ اپنے کمرے میں جارہی تھی جب احمر نے اس کی کلائی پکڑ کر روکا اور اپنے سامنے کیا، لمحہ بھر کو وہ چکرائی تھی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟" وہ شاید اپنی عادت سے مجبور تھا، ابھی بھی وہ لہجہ نرم نہ کرسکا۔

"کچھ نہیں۔" مناہل نے رخ دوسری طرف کرلیا تھا۔

"تمہارا چہرہ تو کچھ اور بیان کررہا ہے۔"

"میرے سر میں درد ہے۔" پیچھے وہ چاہے جتنا مرضی بول لیتی تھی مگر اس کے سامنے مناہل کی زبان کو تالے پڑ جاتے تھے۔

"آئی ایم سوری...... میں نے کل بہت زیادتی کی۔" احمر نے بہت نرم لہجے میں کہا...... مگر کوئی اس پل مناہل منیب احمر کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا، سماعتوں پر یقین تو تھا ہی نہیں...... مگر اسے لگا وہ ابھی بے ہوش ہوکر گر جائے گی، وہ ہونقوں کی طرح بے یقینی سے احمر کو دیکھ رہی تھی۔ جس نے نرمی سے اس کا بازو چھوڑا اور اس کی حیرت بے یقینی کو دور کیے بنا چلا گیا تھا۔

"اللہ میاں جی یہ کتنا عجیب و غریب انسان دے دیا آپ نے مجھے، میری تو ساری زندگی اس کے مزاج کے موسموں کو سمجھتے ہی گزر جائے گی۔"

......☆......

مانو کو یقین تھا آج اسے کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا اور وہ اپنی مرضی سے سو کر اٹھے گی مگر جب صبح صبح ہی کھٹ پٹ شروع ہوئی تو اسے اٹھنا پڑا، کمرے سے باہر آکر دیکھا بھابی نے ہفتہ صفائی پروگرام شروع کررکھا تھا۔

"بھابی آج سنڈے ہے۔"

"پتہ ہے مجھے۔"

"پھر بھی صبح ہی صبح آپ شروع ہوگئیں، ریسٹ کریں دن بھر گھر پر ہی تو ہونا ہے آج۔"

"پتا ہے مگر آج کچھ گیسٹ آرہے ہیں لنچ پر اس لیے مجھے صفائی بھی جلدی کرنی ہے اور پھر لنچ بھی اسپیشل بنانا ہے۔"

"او گاڈ...... کوئی خاص ہیں کیا؟"

"ہوں۔" انہوں نے مصروف انداز میں جواب دیا، مانو نے دوبارہ لیٹنے کا ارادہ ملتوی کیا اور بھابی کو صفائی میں مصروف دیکھ کر خود منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ بنانے لگی...... عام دنوں میں بچوں کو زبردستی اٹھانا پڑتا تھا مگر سنڈے کو وہ صبح صبح خود جاگ جاتے خوب اودھم مچاتے، تینوں صحن میں کرکٹ کھیل رہے تھے۔

مانو نے ناشتہ تیار کرکے انہیں بلایا بھابی بھی تمام کام


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com URDUSOFTBOOKS.COM

سمیٹ کر آ گئیں سب نے اکٹھے ناشتہ کیا' بھابی لنچ کے لیے لسٹ بنانے لگیں جبکہ وہ کچن کو صاف کر کے برتن وغیرہ دھو کر بچوں کے ساتھ کارٹون دیکھنے بیٹھ گئی تھی۔

"اللہ جانے ایسے کون سے خاص مہمان ہیں کہ بھابی اتنی بزی ہیں۔" اس نے ایک نظر بھابی پر ڈالی..... جو لسٹ بنا کر شاید مارکیٹ جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

"عفان چلو بیٹا میرے ساتھ کچھ سامان لانا ہے۔"

"اوکے ماما۔"

"میں بھی چلوں بھابی۔"

"نہیں..... تم پلیز جب تک میں آؤں شامی کباب کے لیے مصالحہ تیار کر دو۔"

"ماما کیا کیا پکائیں گی آج؟" سنڈے کو بھابی ہر بار ہی بچوں کے لیے اسپیشل کچھ پکاتی تھیں اور آج تو مہمان بھی تھے۔

"آ کر بتاتی ہوں۔" انہوں نے ریان کو پیار سے کہا اور چادر لیتی عفان کے ساتھ باہر نکل گئیں۔ مانو نے گھڑی پر نگاہ ڈالی' ساڑھے دس بج چکے تھے' وہ بھابی کے کہنے کے مطابق کچن میں آئی اور جب تک بھابی آئیں اس نے سب کچھ ریڈی کر دیا تھا۔

"تم ذرا اپنا حلیہ ہی درست کر لو..... کتنا رف ہو رہا ہے۔ یہ سب میں کر لوں گی۔"

"آج بھی بندہ اپنی مرضی سے جی نہیں سکتا۔" اس نے منہ بنایا اور کمرے میں آ گئی چینج کرنے کا قطعی موڈ نہ تھا بیڈ پر لیٹی تو سستی سے پھر سو گئی ایک بجے بھابی نے ہی آ کر اٹھایا۔

"مانو حد ہو گئی میں نے تمہیں حلیہ درست کرنے کا کہا تھا تم خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہو..... فٹافٹ فریش ہو کر باہر آؤ۔" وہ سختی سے تاکید کرتیں باہر چلی گئیں مانو کو ناچار اٹھ کر ان کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی' باہر آئی تو شاید گیسٹ آ چکے تھے اس نے مودب انداز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔" بہت پُرجوش انداز میں اس کے سلام کا جواب دیا گیا' یہ تو فرحت آپی تھیں بھابی کی کولیگ' انہوں نے محبت سے مانو کو ساتھ لگایا' لیکن آج وہ اکیلی نہیں تھیں ان کے ساتھ ان کی سسٹر اور برادر بھی تھے۔ بھابی نے سب کا تعارف کرایا۔

"بیٹھو ماہ نور' کیسی ہو تم؟" وہ فرحت آپی کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گئی اور ان کے سوالوں کے جواب دینے لگی۔

"یہ میری چھوٹی سسٹر ہیں مدحت' ابھی حال ہی میں ایم ایس سی کیا ہے اس نے اور یہ میرا پیارا بھائی سمیر احمد..... انجینئر ہے۔" اس نے لب پھیلا کر انہیں ہائے کہا..... آپی کی بہن نے تو سوالات کی جیسے بوچھاڑ شروع کر دی تھی۔ اس کا پورا بائیوڈیٹا ہی لے لیا۔ فرحت آپی اور بھابی اپنی باتوں میں مصروف ہو گئیں۔

"شام میں کیا کرتی ہو جاب سے آ کر۔"

"کچھ ٹائم بچوں کے ساتھ گزارتی ہوں اور پھر بس ریسٹ۔"

"کوئی مصروفیت نہیں ہے..... دوستوں کے ساتھ چیٹنگ' کال وغیرہ۔"

"ان فیکٹ میری کوئی دوست ہی نہیں ہے۔"

"کیا؟" ان دونوں بہن بھائی کو جھٹکا لگا تھا۔

"امپاسبل یار آج کل لڑکیاں سینکڑوں فرینڈز بنا لیتی ہیں اور تم کہہ رہی ہو کہ تمہاری کوئی دوست ہی نہیں۔"

"میرے خیال سے انسان خود اپنا بہترین دوست ہے' میری فیملی ہی میرے لیے سب کچھ ہے' مجھے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔"

"فائن..... مگر بہت سی باتیں ہوتی ہیں جو انسان فیملی ممبرز کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتا..... اپنے دوستوں سے کہہ سکتا ہے۔"

"میرے لیے میری بھابی ہی سب سے اچھی دوست ہیں..... اول تو میری لائف میں ایسا کچھ ہے نہیں کہ جو فیملی سے شیئر نہ ہو..... دوسرا مجھے ہر قدم پر جب بھی مشکل آئی میری بھابی ہی میرے لیے اچھی دوست


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

ثابت ہوئیں اور الحمدللہ میں بہت مطمئن ہوں اپنی اس لائف سے۔" اس نے سمیر کی بات کا جواب بہت مطمئن انداز میں دیا تھا۔ وہ چپ سادھ گیا۔

"آجاؤ بچو لنچ کرلو۔" بھابی نے آواز لگائی تو مانو انہیں ساتھ لیے ڈائننگ ٹیبل پر آگئی مگر اس کے چہرے کے تاثرات مبہم تھے۔

☆

وہ اور احمر چھت پر بیٹھے شام کے حسین مناظر انجوائے کررہے تھے آج احمر کا موڈ بہت اچھا تھا۔

"حیدر کل تک واپس آجائے گا۔" وہ صہیب کو انفارم کررہا تھا۔

"سنا ہے چھوٹی ممانے اس کے لیے کوئی لڑکی پسند کی ہے۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے احمر..... وہ بھابی کی پسند کی لڑکی کو اوکے کردے گا؟" صہیب نے آسمان پر اڑتے کبوتروں کے جھنڈ پر نظر جماتے ہوئے پوچھا۔

"سے بی..... اگر وہ فیس بک والی لڑکی کا بھوت اس کے سر سے اتر گیا ہو تو....." احمر نے مسکرا کر اسے دیکھا صہیب بھی ہنس دیا۔

"مجھے تو لگتا ہی نہیں کہ وہ لڑکی ہوگی بھی آج کل کتنی فیک آئی ڈیز بنا کر لڑکے ایسے ہی دوسروں کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔"

"اور حیدر جیسے احمق بن بھی رہے ہیں۔" احمر نے تاسف سے سر ہلایا۔

حیدر کو دو ماہ پہلے ایک لڑکی کی فرینڈ ریکوسٹ آئی تھی، جو اس نے ایکسپٹ بھی کی تھی اور چند ہی دنوں میں اس لڑکی سے بہت اچھی دوستی بھی ہوگئی تھی، دن رات کی چیٹنگ اور اب تو فون پر بھی رابطہ تھا، اس لڑکی کا تعلق کراچی سے تھا۔

"صہیب....." جانے احمر کے ذہن میں کیا کلک ہوا کہ وہ بری طرح چونکا۔

"حیدر کراچی گیا ہے ناں۔"

"ہاں مگر....." یک دم صہیب کو بھی سمجھ آگئی۔

"او گاڈ مطلب کہ....." ان دونوں نے سر تھام لیا۔

"حیدر اتنا پاگل ہے۔"

"چاچا آپ کی کافی۔" عاشی نے کہا تو دونوں ہی چپ ہوگئے۔

"بھیا آپ کے لیے جوس....." احمر کو جوس کا گلاس تھما کر وہ نیچے چلی گئی مگر جانے احمر کو کیوں محسوس ہوا وہ یک دم چپ سا ہوگیا..... اور شاید صہیب اس کی سوچ کو پا گیا تھا۔

"احمر..... منال کے دل میں بہت سی بدگمانیاں تمہارے رویے کو لے کر ہیں، تمہیں اتنی چپ اختیار نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی غلط فہمیوں کو ختم کرنا چاہیے وہ بہت حساس لڑکی ہے..... اس دن سے بہت ڈسٹرب ہے۔"

"وقت آنے پر کردوں گا اس کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور۔" اس نے جوس کا سپ لے کر سنجیدگی سے کہا۔

"جس وقت کے تم منتظر ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تب تک تمہارے اور منال کے بیچ کے فاصلے طویل ہوجائیں، کچھ باتوں کو طول نہیں دینا چاہیے احمر انہیں اسی وقت پر طے کرلینا ضروری ہوتا ہے۔" صہیب کے لہجے میں خدشات تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہے یار..... وہ احمق ہے بس۔"

"اگر تم اسے یہ یقین دلاؤ گے کہ یہ رشتہ صرف بڑوں کی مرضی سے نہیں بلکہ تمہاری اپنی پسند سے طے ہوا ہے تو کیا قیامت آجائے گی۔ اس کے دل کے وسوسے نکل جائیں گے، تمہارا تعلق مزید مضبوط ہی ہوگا۔"

"یار صہیب ہر جذبہ اپنے وقت پر اچھا لگتا ہے، تمہیں پتہ ہے مجھے یہ سب پسند نہیں..... ڈونٹ وری میں سب ٹھیک کرلوں گا۔" وہ کہاں اپنی بات سے ایک انچ بھی ہٹنے والا تھا۔

"تمام تر حالات تمہارے سامنے ہیں، اس دن بھی


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com URDUSOFTBOOKS.COM

میں نے اور طلال نے اسے سمجھایا ورنہ وہ بضد تھی کہ ماما اور بابا سے بات کرنی ہے..... تمہارے رویے کی سختی کو لے کر پہلے ہی سب گھر والے خدشات کا شکار تھے کہ مناہل اور تیرے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے اور اب اگر مناہل نے کوئی بات کی تو....."

"مجھے ہر بات کا اندازہ تھا ڈیئر صہیب احمد تبھی میں نے ضد کر کے نکاح کے لیے کہا تھا..... تاکہ یہ تعلق مضبوط ہو جائے۔"

"اور تم اپنی من مانی کر سکو..... یار وہ میری بھتیجی ہے مجھے دکھ ہوتا ہے اس کا اترا چہرہ دیکھ کر۔"

"مت بھولو..... میرا بھی وہی رشتہ ہے تم سے..... صرف وہی تمہاری بھتیجی نہیں ہے۔"

"پھر کم از کم خود کو تھوڑا بہت چینج تو کرو..... صرف مناہل کا ہی فرض نہیں ہے کہ وہ خود کو بدلے ایک سال میں کتنا بدل لیا ہے اس نے..... ماما بابا نے اتنی سختیاں پابندیاں نہیں لگائیں جتنی تم نے اس معصوم پر لگا دی ہیں۔ بے چاری ہنسنا تک بھول گئی تمہارے ڈر سے یہ کیسی محبت ہے جو خوف بن کر اس کے دل میں پختہ ہوتی جارہی ہے۔" صہیب نے بھڑاس نکالی۔

"ٹینشن مت لو یار..... تم دونوں کی تمام غلط فہمیاں گلے شکوے دور کردوں گا جسٹ ویٹ۔"

"پتہ نہیں کس پر چلے گئے ہو تم ہمارے گھر میں تو کوئی بھی ایسا نہیں اتنا پتھر دل۔"

"اتنا برا نہیں ہوں جتنا تم سمجھ رہے ہو معذرت کر لی تھی میں نے تمہاری لاڈلی سے۔"

"دیکھا تھا میں نے کیسے لٹھ مار انداز میں تم نے معذرت کی تھی۔"

"ہم تو ایسے ہی ہیں بھیا۔" اس نے شرارت سے مسکرا کر کہا۔

"اچھے خاصے برے ہو تم۔"

"نوازش ہے جناب..... اور کچھ۔"

"احمر تم میری بات کو قطعی سنجیدہ نہیں لے رہے یار..... تمہیں واقعی ایک بار مناہل سے بات کرنی چاہیے۔"

"اب کیا کروں قدموں میں سر رکھ کر معافی مانگوں محترمہ سے..... بس مجھے نہیں پسند ہے لڑکیوں کا یہ بچپنا اس کی ان میچوریٹی مجھے غصہ دلا دیتی ہے۔ میں جتنا اسے ذمہ دار اور سنجیدہ دیکھنا چاہتا ہوں وہ اتنی ہی الٹی حرکتیں کرتی ہے۔"

"پھر اپنے جیسی ہی لڑکی کا انتخاب کرنا تھا اس معصوم کی شخصیت کو کیوں مسمار کر رہے ہو۔" صہیب تپ گیا۔

"یار تم بھی....." احمر نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"میں ہی غلط تھا جو یہ سمجھتا رہا کہ کم از کم تمہیں مجھ پر بھروسہ ہوگا..... کیونکہ ماما بابا کے بعد تم واحد شخص ہو جو یہ جانتا ہے کہ مناہل خالصتاً میری مرضی اور پسند سے میری زندگی میں داخل ہوئی ہے میرے مزاج کا تمہیں پتہ ہے میں اس پر پابندیاں لگانے کی خواہش نہیں رکھتا بس میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ میری ہے..... اور..... مجھے اچھا نہیں لگتا جب وہ کوئی ایسا کام کرے جو مجھے ناپسند ہو۔"

"یہی بات تم اسے پیار سے بھی سمجھا سکتے ہو۔"

"میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا..... جذبات واحساسات کو اگر شرعی حیثیت اور وقت پر اجاگر کیا جائے تب ہی وہ کامیاب ہوتے ہیں اس سے پہلے میں نہ اس کی کوئی غلط فہمی دور کروں گا نہ بدگمانی جو سوچتی ہے سوچتی رہے۔" عجیب منطق تھی اس کی..... منکوحہ تھی اس کی کوئی غیر نہیں تھی دو میٹھے بول بولنے میں کیا حرج تھا..... کم از کم دوسرے کے دل پر ضرب تو نہیں لگتی۔

◆.....☆.....◆

سمیرا نے جب اسے فرحت کے آنے کا ریزن بتایا تو اس کا ری ایکشن توقع کے عین مطابق تھا۔

"مطلب میں واقعی بوجھ بن گئی ہوں آپ پر۔ آپ کو دنیا کی فکر ہے ان کی باتوں کا ڈر ہے مگر میرے احساسات کا خیال نہیں..... اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں صرف صہیب احمد کے باعث شادی نہیں کرنا چاہتی تو ایسا بالکل بھی


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

نہیں..... جب تک بھیا زندہ تھے میرے لیے شاید یہ وجہ اہم تھی..... مگر اب نہیں اب مجھے صرف آپ کی اور بچوں کی فکر ہے اور میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والی۔"

"تمہیں پتہ ہے سمیر وقار کا مستقبل کتنا شاندار ہے۔" بھابی نے بولنا چاہا۔

"تو بھابی! میں اپنے مستقبل کے لیے اتنی خود غرض ہو جاؤں کہ اپنے بھیا کے بچوں کو تنہا چھوڑ دوں..... مجھے عفان کے مستقبل کی زیادہ فکر ہے اپنے مستقبل سے زیادہ..... آپ کو پتہ ہے بھابی وہ بڑا ہو رہا ہے..... ہر بات کو کتنی شدت سے محسوس کرتا ہے‘ میں نے انہیں اچھا فیوچر دینا ہے بس چاہے مجھے اپنے فیوچر کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔" بھابی کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"اللہ کے لیے مانو کیوں میرے دل کا بوجھ بڑھا رہی ہو‘ مجھے ڈر لگتا ہے اگر روز قیامت تمہارے بھیا نے مجھ سے سوال کیا کہ میں نے اپنی بہن کی ذمہ داری تمہیں سونپی تھی اور تم نے اپنے فائدے کے لیے میری بہن کو استعمال کیا‘ مجھے اپنے شہید شوہر کی نگاہوں میں سرخرو ہونا ہے مانو اللہ کے لیے یہ ضد چھوڑ دو۔" انہیں روتا دیکھ کر وہ ان سے پہلے رونے لگی۔

"کیا ہو جاتا اگر بھیا اتنی جلدی نہ جاتے۔"

"ایسے مت کہا کرو بچے‘ ہم اس رب کی رضا میں راضی ہیں..... جو ہمیں ستر ماؤں سے بڑھ کر چاہتا ہے۔" انہوں نے مانو کو خود سے لگا لیا۔

"مدحت کا فون آیا تھا تمہارے لیے۔" کتنی دیر بعد جب وہ بولنے کے قابل ہوئی تو بھابی نے بتایا۔

"بھابی مجھے اس سے دوستی نہیں کرنی۔"

"کیوں اچھی لڑکی تو ہے۔"

"ہوں..... مگر میں اتنی سوشل نہیں بن سکتی‘ اس کا سارا دن سوشل نیٹ ورک پر گزرتا ہے ہزاروں لوگوں سے فرینڈ شپ ہے..... اور آپ کو علم ہے کہ مجھے یہ سب پسند نہیں۔"

"مگر تم ہیلو ہائے تو رکھ سکتی ہو اس سے۔"

"اس کی باتیں میرے دماغ کی چولیں ہلا دیتی ہیں‘ کل اس نے مجھے آفس سے پک کیا اور اپنے ساتھ کینٹین لے گئی‘ بلیوی بھابی اتنا بولتی ہے کہ بس..... محترمہ مجھے اپنے افیئرز کے قصے سنا رہی تھیں۔"

"کیا.....! ایسی لڑکی ہے وہ؟"

"جی..... موصوفہ کا آج کل کسی لڑکے کے ساتھ افیئر ہے اور بے چارہ اس کی باتوں کے جال میں پھنس گیا اور سنجیدہ ہو گیا‘ کل اسے ملنے آیا ہوا تھا اور آپ کو پتہ ہے وہ اس شہر سے بھی نہیں ہے۔"

"تم بس سلام دعا ہی رکھو۔" وہ تو بری طرح ہراساں ہو گئیں‘ فرحت ان کی کولیگ تھی اچھی فیملی سے تھی مگر شاید انٹرنیٹ کی لت نے تو تمام بچوں کو ہی بگاڑ دیا تھا۔

"جی بھابی۔"

"تمہیں تو نہیں ملوایا اس لڑکے سے؟"

"کہہ رہی تھی مگر میں بہانہ کر کے نکل آئی تھی۔"

"اچھا کیا۔" بھابی نے اس کے چہرے کو پیار سے چھوا۔

☆

وہ تو لڑکی فائنل کر کے بیٹھی تھیں صد شکر کہ انہوں نے بات پکی نہیں کی تھی‘ حیدر نے بنا لڑکی کو دیکھے ہی صاف منع کر دیا تھا۔ سعدیہ تو چکرا کر رہ گئیں مگر بڑی اولاد تھی زور زبردستی بھی نہیں کر سکتی تھیں..... تابندہ بھابی سے بات کی تو انہوں نے مشورہ دیا کہ حیدر سے پوچھ لو شاید اس کی کوئی پسند ہو۔

"مگر بھابی! ہم بنا دیکھے بنا جانے اس کی پسند کی لڑکی تو نہیں اپنا سکتے۔"

"ارے تم پوچھو تو..... دیکھو سعدیہ یہ زندگی بچوں نے گزارنی ہے‘ اگر واقعی حیدر کی کوئی پسند ہے تو وہ یقیناً اسے جانتا بھی ہوگا اچھے سے‘ خاندان کیسا ہے‘ رہن سہن ہم دیکھ لیں گے‘ بات اتنی سی ہے سعدیہ یہ زمانہ بہت خراب چل رہا ہے‘ آج کل اولاد کی نہ مانیں تو وہ کل کو ہمارے


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com URDUSOFTBOOKS.COM

منہ پھاڑ کے زبان چلائیں گے' نافرمانی کریں گے' پھر یہ تو شریعت میں ہے کہ بچوں کی مرضی اور پسند کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔" بڑی بھابی کی بات سے وہ متفق تو تھی مگر ڈر یہ تھا کہ اگر حیدر نے واقعی کوئی لڑکی پسند کر رکھی ہو تو جانے وہ کیسی ہو؟

ادھر احمر اور صہیب اس کم عقل انسان کو سمجھانے کی تگ ودو میں تھے۔

"اللہ کی قسم مجھے ذرا بھی شبہ ہو جاتا ناں کہ تم کیوں کراچی جا رہے ہو تو میں کبھی تمہیں جانے نہ دیتا۔"

"مجھے اس سے ملنا تھا اور آئی ایم سوپچھی وہ توقع سے زیادہ اچھی ہے...... اچھی فیملی سے ہے۔"

"اس کے اچھے ہونے کا اندازہ تو ہم لگا سکتے ہیں اچھی لڑکیاں وہ بھی اچھے گھرانے کی یوں فون پر لڑکوں سے دوستیاں نہیں کرتیں۔" احمر کو تو ایسی لڑکیاں زہر لگتی تھیں۔

"احمر تمہاری سوچ بابا آدم کے زمانے کی ہے اب زمانہ بدل گیا ہے' ضروری نہیں ہے کہ اگر کوئی لڑکی آپ کو فون یا نیٹ پر ملی ہو وہ کریکٹر کی اچھی نہیں ہوگی' کتنے لوگوں کی شادیاں صرف ایف بی پر دوستی سے ہوئیں' نیا زمانہ ہے یار' دنیا ترقی کر گئی اور ہم اب تک لوگوں کے کردار کو ناپنے کے پیمانے پر ہی اٹکے ہوئے ہیں۔ میرا بھی یہی فیصلہ ہے کہ میں نے شادی کرنی ہے تو صرف مدحت سے۔" احمر نے مایوسی سے صہیب کو دیکھا' جو احمر سے سو فیصد متفق تھا مگر اب مزید بول کر بھتیجے کے سامنے لفظ بے مول کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"او کے فائن تو کرو فون اپنی شہزادی کو اور اسے کہو کہ تم اپنے پیرنٹس کو بھیج رہے ہو رشتے کے لیے۔"

"تمہارے کہنے سے کیا ہوگا بابا اور ماما......"

"تم ٹینشن نہ لو یہ ہمارا ہیڈک ہے تم صرف اسے انفارم کرو صرف ماما بابا ہی نہیں ہم دونوں بھی جائیں گے آئی پرامس۔"

"دیکھ لو یار صہیب......"

"بلیوی می خود بھیا بھابی کو مناؤں گا۔" حیدر کی خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔

"زمانہ کتنا ہی ترقی کر لے مگر انسانی تہذیب' رسم ورواج' شرم وحیا' ہمارے اقدار کسی دور میں نہیں بدل سکتے' ہماری تنزلی کی سب سے بڑی وجہ ہماری اندھی تقلید ہے جو ہم مغربی معاشرے کی کر رہے ہیں' ایسے ہی ہماری نئی نسل برباد نہیں ہو رہی ہے صہیب' یہ سازش ہے' یہ سوشل نیٹ ورکس اور ان کا غلط استعمال' سائنس کی ترقی انسان کی آسانی اور بھلائی کے لیے ہے مگر آج کا انسان ان سہولیات کا غلط استعمال کر کے صرف اپنے لیے ہی نہیں بلکہ اپنی آنے والی نسل کے لیے بھی پریشانیاں پیدا کر رہا ہے...... اور مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے کہ حیدر منیب جیسا باشعور انسان کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔"

"آ جائے گی تم فکر نہ کرو۔" صہیب نے اسے تسلی دی۔

◆......☆......◆

پورے گھر میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ حیدر منیب احمد جس لڑکی کو پسند کرتا ہے وہ کراچی میں رہتی ہے۔ گھر کے تین بڑے بچے اور تینوں نے ہی بزرگوں کو مایوس کیا' پہلے صہیب' پھر احمر اور اب حیدر...... منیب احمد اور احمر علی اگر اڑنا چاہتے تو بچوں کی امائیں روتی بسورتی منتیں کرنے لگتیں کہ جوان بچے ہیں کہیں غصے اور ضد میں آ کر غلط قدم نہ اٹھالیں۔

"مطلب یہ تو سیدھی سی بلیک میلنگ ہوئی ناں۔"

"پھر کیا کریں آخر؟"

"میں تو صہیب کو ہی برا کہتا رہا یہاں ہماری اپنی اولاد ہمیں شرمندہ کرنے پر کمربستہ ہے۔ اللہ جانے کون ہے خاندان کیسا ہے' بس برخوردار کو پسند ہے تو منہ اٹھا کر کراچی نکل جاؤ۔"

"ارے اس ناہنجار کو تو کوئی سمجھاؤ۔" ہمیشہ کی طرح احمر علی نے بی پی ہائی کر لیا۔

"صہیب اور احمر نے بہت سمجھایا ہے۔"


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

"خاک سمجھایا ہوگا اس چغد کو..... وہ تو خود پہلے سے سب جانتے ہوں گے ارے ہمیں احمق بنا رہے ہیں مل کر..... جانے کیا وبا پھیلی ہے یہ زمانے میں ایف بی اور انٹرنیٹ کی اب شادیاں بھی نیٹ پر ہوں گی کیا؟"

"ہمارے زمانے میں گھر بار دیکھا جاتا تھا خاندان اور پس منظر کی بنیاد پر رشتے طے ہوتے تھے یہاں ہماری اولاد نیٹ پر تصویر دیکھی چند باتیں کیں اور فیصلہ کرلیا کہ شادی کرنی ہے۔"

"منیب احمد تم سوچ لو بھائی مگر فیصلہ اٹل ہے میں قطعی اس طرح کے رشتوں کے حق میں نہیں ہوں اور نہ اجازت دوں گا لیکن تم چاہو تو اپنے بیٹے کے لیے....."

"ہم آپ سے الگ نہیں ہیں بھائی صاحب، جو بھی فیصلہ ہوگا سب کی مرضی اور خوشی سے ہوگا اور حیدر کو ماننا پڑے گا۔" منیب احمد کبھی بڑے بھائی سے ہٹ کر سوچ ہی نہیں سکتے تھے۔

سو طے پایا کہ ابھی صرف خاموشی اختیار کی جائے مگر حیدر مدحت کو مستقل شادی کے لیے منا رہا تھا جو ابھی شادی کے حق میں نہیں تھی۔

"میں کون سا آج ہی نکاح کرنے کا کہہ رہا ہوں۔" وہ بضد ہوا۔

"لسن حیدر..... ہم اچھے دوست ہیں مجھے تم سے پیار ہے مگر ضروری تو نہیں کہ ہم اچھے میاں بیوی بھی ثابت ہوں..... میں نے تو ابھی شادی کو اپنے فیوچر کے گولز میں شامل ہی نہیں کیا..... میں تم سے شادی کیسے کرلوں.....؟"

"اگر یہ مذاق ہے تو بہت بھونڈا ہے مدحت۔"

"یہ حقیقت ہے مسٹر حیدر وی آر جسٹ اے فرینڈز..... اس سے زیادہ کوئی ریلیشن نہیں ہوسکتا ہمارا۔"

"واٹ.....! مدحت آر یو میڈ..... تمہیں ہوا کیا ہے آج؟"

"یو آر میڈ مسٹر حیدر..... تم نے میری فرینڈشپ کو غلط معنی دیے میری تو تم جیسے کتنے لڑکوں سے دوستی ہے تو کیا میں ہر کسی کا پرپوزل ایکسیپٹ کرلوں۔" مدحت کا چہرہ کھل کر سامنے آنے لگا مگر وہ بے یقین تھا۔

"مدحت ہم صرف دوست نہیں ہیں اور یہ بات تم جانتی ہو۔"

"اوکے فائن..... آج کے بعد ہم دوست بھی نہیں ہیں۔" یہ آخری بات تھی جو اس نے کی اور پھر کال کاٹ دی۔

حیدر منیب بے یقینی کی اتھاہ گہرائی میں ڈوب رہا تھا ایسے کیسے ہوسکتا ہے جس لڑکی نے زندگی بھر ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہو محبت کے سفر میں قدم بہ قدم چلی ہو وہ کیسے انکاری ہوسکتی تھی؟ اس نے مدحت سے دوبارہ کانٹیکٹ کرنے کی سعی کی تو اس نے نمبر سوئچ آف کردیا ایف بی..... پر اسے بلاک کردیا۔ حیدر کی حالت ان دنوں پاگلوں کی سی تھی..... اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ مدحت نے اس کے ساتھ فریب کیا ہے۔

"یار تم کوئی ٹین ایج نا سمجھ بچے ہو جو یوں ری ایکٹ کررہے ہو..... دفعہ کرو بھول جاؤ۔"

"بھولنا اتنا آسان عمل نہیں ہے احمر..... یہ درد یہ تکلیف میرے لیے سہنا کٹھن ہے کہ میں اسے پہچاننے میں اتنی بڑی غلطی کرگیا ایک بالشت بھر کی لڑکی مجھے کیسے احمق بنا گئی۔"

"جسٹ ریلیکس..... تم یہ سوچنا ہی چھوڑ دو برا خواب سمجھ کر نظر انداز کرنے کی کوشش کرو۔"

"اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے احمر اسے بھولنا قطعی کٹھن نہیں ہے مگر میں نے محبت کی تھی اس سے اپنے تمام تر احساسات اور جذبات پوری سچائی کے ساتھ اسے سونپے تھے میرے لیے یہ سب فراموش کرنا آسان نہیں..... میرے درد کا اندازہ نہیں لگا سکتے تم..... کبھی نہیں۔" حیدر اس وقت حقیقتاً بہت بکھرا ہوا تھا احمر نے اسے اپنے سامنے کیا اس کا چہرہ ضبط کا گواہ تھا سرخی مائل آنکھوں میں شکست شدت سے نظر آرہی تھی۔ احمر نے کندھوں سے تھام کر اسے گلے سے لگایا۔


www.urdusoftbooks.com

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog Kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آئی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

www.urdusoftbooks.com URDUSOFTBOOKS.COM

"ایسا نہیں ہے حیدر مجھے تمہاری تکلیف کا احساس نہ ہو..... مگر میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس کی وجہ سے خود کو یہ اذیت نہ دو..... وہ اس قابل نہیں تھی کہ اسے حیدر منیب احمد جیسا اعلیٰ انسان نصیب ہوتا۔ غلطی تمہاری نہیں ہے بدنصیبی تو اس کی ہے ناں جو تمہاری محبت کو نہ سمجھ سکی..... یقیناً وقت ایسے لوگوں کو بڑی ٹھوکر لگاتا ہے۔"

اسے گلے لگائے احمر اسے کافی دیر سمجھاتا رہا تھا۔

مگر اس کا درد کم نہ ہو سکا' وقت کا مرہم زخم دھیرے دھیرے بھرے گا تو بھرے گا ابھی تو حیدر منیب احمد کے تن کی چبھن اتنی تھی کہ اسے خود اپنی سانسیں اٹکتی محسوس ہوتی تھیں۔

☆

"دو ماہ مکمل ہو چکے ہیں بھابی جی! مجھے پندرہ تاریخ کو گھر خالی چاہیے' میں بیانہ لے چکا ہوں گھر کا' ان سے وعدہ ہے کہ پندرہ کو انہیں گھر کی چابی دے دوں گا۔"

"ایسے کیسے عباس بھائی آپ ہمیں نکال دیں گے' ہمیں گھر ملے گا تو ہم خالی کریں گے ناں۔" وہ آج گھر پر ہی تھی بھابی سے پہلے خود ہی شروع ہو گئی۔

"یہ میرا درد سر نہیں۔" وہ بنا بحث کیے اپنا فیصلہ سنا کر چلتے بنے۔

بھلا اتنا آسان تھا اتنے بڑے شہر میں کرائے کے لیے گھر ڈھونڈنا' وہ بھی ان تین تنہا عورتوں کے لیے' محلہ' لوگ ہر چیز ہی مدنظر رکھنی پڑتی تھی۔ بھابی تو اس خواری سے اچھا خاصا تنگ آ گئی تھیں۔

"میں نے طے کر لیا ہے مانو میں واپس ملتان جا رہی ہوں۔" آج عباس نے بھی جب فیصلہ صادر کر دیا تو وہ بہت مایوس ہو گئی تھیں۔

"گورنمنٹ جاب ہے آپ کی' ایسے کیسے چھوڑ سکتی ہیں آپ؟"

"پھر بچوں کی اسکولنگ میری جاب..... مت بھولیے بھابی ہم دونوں مل کر ہی گھر چلا رہے ہیں وہاں جا کر صرف گھر اپنا ہوگا' مگر جاب کیس ہو جائیں گے۔"

"دو تین ماہ ہی مشکل سے گزریں گے ناں..... اللہ مالک ہے مشکل کے بعد آسانی بھی عطا کرے گا' عفان کے ایٹھ کلاس کے ایگزام ہو چکے ہیں' سرٹیفکیٹ مل جائے گا ریان اور بیہ کے لیے اتنا زیادہ پرابلم نہیں ہوگی ہمیں..... اپنا شہر ہے ہم نے زندگی کا بڑا حصہ وہاں گزارا ہے' ان شاء اللہ سب سیٹل ہو جائے گا۔" بھابی پُرامید تھیں مگر مانو اپ سیٹ' اچھی خاصی سیٹ زندگی تھی پھر سے اسٹارٹ لینا پڑے گا۔

"اچھا ہتھیلی پر سرسوں تو نہ جمائیں ان پندرہ دن میں جانا مشکل ہے' فی الوقت تو کوئی حل نکالیں پھر دیکھیں گے۔" ہمیشہ کی طرح وہ ٹال مٹول کرنے لگی مگر اس بار سمیرا کا فیصلہ اٹل تھا۔ اب وہ اپنے آبائی گھر جانا چاہتی تھیں' مگر خواہش تھی کہ جاب بھی نہ جائے ایسے میں انہیں مانو کی بات غنیمت لگی تھی..... انہوں نے اپنی کولیگ فرحت سے بات کی۔

"لو اتنی سی بات' میری امی کے اوپر والے پورشن میں شفٹ ہو جاؤ' انہیں بھی اچھے پڑوسی مل جائیں گے' تمہیں جب کوئی بہتر گھر مل جائے گا تم لوگ پھر چھوڑ دینا۔"

"مگر انہیں مشکل تو نہ ہوگی۔"

"نہیں امی' مدحت اور سمیر تین تو افراد ہیں ان کے لیے نیچے والا پورشن کافی ہے عرصے سے اوپر والا حصہ خالی ہے جب سے بڑے بھائی لندن گئے ہیں۔"

"تم ان سے بات کر لینا' میں بھی مانو سے پوچھ لوں گی۔" سمیرا کا اپنا ذہن ماننے کو تیار نہ تھا' مگر مجبوری تھی' مانو نے تو کوئی اعتراض نہ کیا۔ فرحت نے اگلے دن ہی اسے فون کر دیا۔

"امی تو خوش ہیں کہ ان کے آس پاس رونق لگ جائے گی تم لوگ سنڈے کو شفٹ کر لو تمہاری اور مانو دونوں کی چھٹی ہوگی۔" سمیرا نے فون بند کر کے مانو کو دیکھا۔

"میرا دل مطمئن نہیں ہے مانو مگر مجبوری ہے صرف آٹھ دن باقی ہیں' فرحت کہہ رہی تھی کہ سنڈے کو شفٹ


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

کرلو۔"

"جیسے آپ کی مرضی پلیز ٹینشن نہ لیں۔"

"مجھے مدحت کی ہابیز قطعی پسند نہیں ہیں۔"

"ڈونٹ وری میں اتنا شعور رکھتی ہوں کہ اچھا برا سمجھ سکوں۔" اسے پتہ تھا بھابی کو اس کی فکر ہے۔

"تم پہ بھروسہ ہے مجھے۔" اس کی طرف سے وہ مکمل طور پر مطمئن تھیں۔

"اوکے پھر پیکنگ شروع کردیں سنڈے کو شفٹ کرلیں گے۔"

"بھابی ایک بار دیکھ تو آئیں۔" سمیرا نے سر تھاما' واقعی اس نے تو یہ سوچا ہی نہ تھا۔

"کل جاؤں گی فرحت کے ساتھ۔" بھابیوں نے اسے تسلی دی۔

☆

نہ گلہ کیا نہ خفا ہوئے
یوں ہی راستے میں جدا ہوئے
ذرا دیر کا کوئی خواب تھا
جو گزر گیا سو گزر گیا
وہ اداس دھوپ سمیٹ کر
کہیں وادیوں میں اتر گیا
اسے اب نہ دے میرے دل صدا
جو گزر گیا سو گزر گیا
یہ سفر بھی کتنا طویل ہے
یہاں وقت کتنا قلیل ہے
کہاں لوٹ کر کوئی آئے گا
جو گزر گیا سو گزر گیا......!!

کتنے دن کے بعد آج بھی دل نے یادوں کی گٹھڑی کھولی تھی کتنی یادیں سنہرے پل ہزاروں باتیں اس کے کمرے میں جیسے چار سو بکھر گئے تھے۔

"ماہ نور اشرف مانا کہ میں خطا کار ہوں...... مجھے محبت کا ادراک دیر سے ہوا مگر مجھے اتنی طویل سزا مت دو...... چار سال سے زیادہ گزر گئے۔ یہ عرصہ کم تو نہیں ہے...... پلیز لوٹ آؤ۔"

"اب تم میری قدر نہیں کرتے ناں...... اگر چلی گئی ناں پھر یاد کرتے رہنا میں نے بھی لوٹ کر نہیں آنا۔" اس کی بے توجہی پر وہ اکثر کلس کر کہتی تھی لیکن یہ خبر نہ تھی کہ وہ حقیقتاً ایسا کر جائے گی' کاشف بھائی نے بھی مڑ کر خبر نہ لی۔

"اور اگر وہ کسی اور کی ہوگئی ہو تو......" کبھی کبھی یہ خدشہ اس کی روح لرزا دیتا تھا۔ "میری خطاؤں کی اتنی بڑی سزا نہ دینا میرے رب...... اسے میرا کردے...... میرا نصیب کردے۔" ونڈو سے ڈوبتے آفتاب پر نگاہ جمائے وہ دل ہی دل میں خالق کائنات سے مخاطب تھا۔

"سو رہے ہو......" حیدر کی آواز نے چونکایا...... حیدر آج کل صرف اس سے اور احمر سے بات کرتا تھا' ابھی بھی کچھ وقت وہ صہیب کے ساتھ گزارنے آیا تھا۔

"نہیں......"

"باہر چلتے ہیں کہیں۔" حیدر نے بے چینی سے کہا صہیب نے تیکھی نگاہ اس پر ڈالی۔

"تمہیں اسموکنگ کرنی ہوگی۔ میں تمہیں بہت بہادر سمجھتا تھا حیدر...... مگر تم نے خود کو سمیٹنے کے لیے اس چیز کا سہارا لے کر خود کو کمزور ثابت کردیا۔"

"تقریر مت کرو یار...... چلو۔" اس نے زبردستی صہیب کا بازو پکڑ کر اٹھایا۔

"میں آج احمر کو بتادوں گا۔"

"مطلب میں تم پر بھی اعتبار نہ کروں؟" دروازے سے باہر نکلتے ہوئے شکوہ کناں نظروں سے اس نے صہیب کو دیکھا' وہ سر جھٹک گیا' حیدر نے بائیک نکالی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا...... حیدر نے اپنی پسندیدہ جگہ پر بائیک روکی تھی۔

"میرا دل کڑھتا ہے تمہیں یہ زہر پیتا دیکھ کر...... اللہ کے لیے حیدر کسی غیر کی خاطر تم اتنے سارے رشتوں کو سزا دے رہے ہو۔ پلیز چھوڑ دو یہ۔"

"چھوڑ دوں گا جب میرے دل کے زخم بھر جائیں

URDUSOFTBOOKS.CO



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com
URDUSOFTBOOKS.COM

گے۔"

"جنہیں روز کریدا جائے وہ زخم کبھی نہیں بھرتے حیدر..... تم خود ہی تو اسے بھولنا نہیں چاہتے۔"

"مانو کو بھول پائے ہو تم؟" اس نے صہیب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"مانو کو تو اس لڑکی سے قطعی کمپئر نہیں کرواؤ گے۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"تمہیں سمجھایا تھا ہم نے..... مگر تمہیں ہم دشمن لگا کرتے تھے۔" حیدر نے سر جھٹکتے ہوئے سگریٹ کا دھواں خارج کیا تو صہیب کو رخ موڑنا پڑا۔

"تمہیں پتہ ہے صہیب میں تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں؟"

"کیوں.....؟"

"تمہیں علم تو ہے ناں گھر میں کیا کھچڑی پک رہی ہے؟" حیدر نے صہیب کا چہرہ دیکھ کر سوال کیا۔

"کیا؟" وہ انجان بنا۔

"یہ ڈرامے مت کرو..... صہیب ابھی میں قطعی اس فیصلے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں اور تمہیں پتہ ہے ناں کہ کزن میرج کے میں خلاف ہوں، اگر میری زندگی میں مدحت نہ آئی ہوتی تب بھی میں قطعی اس فیصلے کو نہ مانتا اور اب تو بالکل بھی نہیں، تم جانتے ہو میں احمر کے سامنے یہ بات نہیں کرسکتا..... صہیب پلیز ماما، بابا کو سمجھاؤ ناں کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اور دانیہ سے تو ہرگز بھی نہیں..... ابھی تک میرے دل و دماغ سے مدحت کی باتیں اس کی بے وفائی ہی نہیں گئی..... فی الوقت میری زندگی میں کسی بھی لڑکی کی گنجائش نہیں، میں نہیں چاہتا کہ میری زندگی میں آکر کوئی لڑکی اپنی قسمت کو کوسے۔"

"میں اس معاملے میں تمہاری کوئی ہیلپ نہیں کرسکتا، پہلے ہی بھیا نے ہمیں اتنا ڈانٹا تھا حالانکہ ہم نے تمہیں کتنا سمجھایا تھا کہ اس لڑکی کی باتوں میں نہ آؤ۔" صہیب نے ہاتھ کھڑے کردیے۔

"پھر میری ذمہ داری نہیں ہوگی، کل کو مجھے کوئی بلیم نہیں کرے گا میرا رویہ ٹھیک نہیں ہے، میں کسی بھی صورت دانیہ کو قبول نہیں کرپاؤں گا اور اس زبردستی کے رشتے کے ذمہ دار تم سب ہوگے۔" صہیب نے کان نہیں دھرے اس کے نزدیک یہ خوامخواہ کی دھمکیاں تھیں۔

"ایک بار تو اس نے غلط فیصلہ کیا تھا مگر اب دوسرے غلط فیصلے میں وہ ہرگز اس کا ساتھ نہیں دے گا۔"

سعدیہ بھابی نے اپنی خوشی سے دانیہ کو مانگا تھا، بڑے بھیا سے اور بھیا تو ہمیشہ ہی اپنے خاندان کو ایک دیکھ کر خوش تھے ان کے لیے اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ ان کی بیٹی ہمیشہ ان کی نگاہوں کے سامنے رہے۔ لیکن حیدر کی منطق علیحدہ تھی وہ شروع سے کزن میرج کے خلاف تھا، احمر اور مناہل کی بار بھی وہ بولا تھا مگر ماما نے ایسی سنائی تھیں کہ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا تھا۔ مگر اپنی باری میں وہ بولنے کا حق رکھتا تھا..... یہ اور بات تھی کہ مدحت کی وجہ سے اس نے یہ حق کھودیا تھا اب تو گھر والے اس کی ایک بھی سننے کو تیار نہ تھے، صہیب کی صورت میں جو امید کی آخری کرن تھی وہ بھی بجھ گئی تھی۔

"دیکھو حیدر تم اپنے ماں باپ کی بڑی اولاد ہو اور اکلوتے لڑکے ہو..... ان کی امیدیں تم سے وابستہ ہیں، پلیز اس عمر میں انہیں مزید کسی دکھ سے دوچار مت کرنا..... منیب بھائی بھی ہارٹ پیشنٹ ہیں تمہیں پتہ ہے اور تمہاری ماما بھی بیمار رہتی ہیں..... دونوں بہنوں کی ہزاروں امیدیں تمہاری ذات سے منسوب ہیں، حیدر اللہ کے لیے ہوش کے ناخن لو اور یہ خرافات چھوڑ دو، ماں باپ اولاد کے دشمن نہیں ہوتے انہوں نے یقیناً تیری بہتری سوچی ہے جو ابھی تمہیں سمجھ نہیں آرہی۔"

"میرے دل میں کسی لڑکی کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے اگر تم چاہتے ہو ماما بابا کی خواہش کے لیے میں مان جاؤں تو ٹھیک ہے..... مگر پلیز مجھ سے بہت سی توقعات نہ رکھنا۔" وہ احمر کی طرح ضدی نہیں تھا۔

مگر یہ بھی سچ تھا مدحت نے اس کے دل پر ضرب لگائی تھی اس کے بعد اس کے دل میں لڑکیوں کے لیے


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

نفرت پیدا ہوگئی تھی۔ ابھی تو وہ خود کو ہی سمیٹنے میں مصروف تھا کہ گھر کے بڑوں نے نئی افیصلہ لے لیا۔

"تم سب کچھ اس کی ذات پر چھوڑ دو جو بگڑی کو سنوارنے والا ہے، مجھے یقین ہے وہ کبھی بھی انسان کو تنہا نہیں چھوڑتا، وہ خود تمہارے لیے راہ بنا دے گا...... تم قدم تو بڑھاؤ۔" صہیب نے اسے بہت اچھے سے سمجھایا تھا، نجانے وہ سمجھ پایا تھا کہ نہیں۔ بہر حال وہ چپ چاپ اس کے ساتھ گھر آ گیا تھا۔

⟡......☆......⟡

گھر میں آج خوب رونق لگی ہوئی تھی عاقب چاچو کے چھوٹے بیٹے سفیان کی سالگرہ تھی، کافی دنوں کے بعد تمام لوگ اچھے موڈ میں نظر آرہے تھے...... سدرہ چاچی نے بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ گھر میں کوئی تقریب ہو اور ان کی اکلوتی پھوپوا نوائیٹڈ نہ ہوں ایسا کیسے ممکن تھا، تبھی تو طلال کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔

"پھوپو آپ کو پتہ ہے میری برتھ ڈے کے لیے کیک مناہل آپی نے خود بنایا ہے اور عاشی آپی نے بریانی پکائی ہے۔" وہ لاڈلا تھا مناہل اور عاشی کا۔

"مطلب کہ آج ہمیں بھوکا ہی گھر جانا پڑے گا۔" بلال کی شرارت کی رگ پھڑکی۔

"ڈونٹ وری بلال بھائی ایسا کچھ نہیں ہونے والا، دراصل آپ کو ماہین کے ہاتھ کے کھانوں کی عادت ہوگئی ہے تبھی آپ کو ہر جگہ وہی ٹیسٹ محسوس ہوتا ہے۔" عاشی نے میٹھے انداز میں اس کی اچھی بے عزتی کردی تھی کہ بلال بے چارہ منہ بنا کر رہ گیا۔

"بھئی کیک کب کٹے گا؟"

"چاچو اور احمر بھیا کے آنے پر۔" دانیہ نے جواب دیا۔

"تابندہ بھابی قسم سے دل کرتا ہے آپ کے ہاتھ چوم لوں، آپ نے میری اماں کے گھر کو جیسے سنبھالا پھر تمام بچوں خاص کر بچیوں کی تربیت اتنی اعلیٰ کی کہ دل خوش ہوجاتا ہے۔" گھر میں چار لڑکیاں تھیں الونیہ ابھی چھوٹی تھی مگر باقی تینوں نے نا صرف یہ کہ اچھی تعلیم حاصل کی بلکہ گھر کے ہر کام میں بھی ماہر تھیں۔ تابندہ مسکرادیں۔

"نگہت میں نے جو کچھ اماں بی سے سیکھا آگے وہی پھیلایا، اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے انہوں نے بھی کبھی میرے ساتھ بہوؤں والا سلوک نہیں کیا ہمیشہ بیٹیوں کی طرح برتاؤ کیا۔"

"آپ نے بھی تو اس گھر کو جوڑ کر رکھا ہے ہمیشہ۔"

"اللہ پاک ہمارے گھرانے کو یوں ہی رکھے۔" انہوں نے دل سے دعا کی۔

تقریباً آٹھ بجے جب سب اکٹھے ہوئے تب سفیان نے کیک کاٹا۔ بہت اچھے ماحول میں کھانا کھایا گیا اور اسپیشل عاقب چاچو کی فرمائش پر سب کے لیے کافی بن رہی تھی۔

"دراصل سفیان کی سالگرہ تو بہانہ ہے مل بیٹھنے کا، ہم نے سب کے سامنے بہت اہم بات کرنی ہے۔" بڑے بابا نے گفتگو کا آغاز کیا، حیدر پہلو بدلنے لگا۔

"منیب احمد بتاؤ بھئی سب کو۔" حالانکہ گھر کے ہر فرد کو علم تھا مگر بس باقاعدہ اعلان کرنا تھا حیدر کی بے چینی حد سے سوا تھی۔ جب سکون نہ آیا تو وہ اٹھا اور سیدھا کچن میں آ گیا۔

"تم میری بات سنو ابھی......" جانے اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا کہ اس نے سختی سے دانیہ کا بازو پکڑا۔

"مناہل تم سنبھال لینا ذرا۔" بہن کو حکم دیتا وہ دانیہ کو چھت پر لے آیا، وہ ہراساں سی اس کے ساتھ تھی، حیدر نے چھت پر پہنچ کر اس کی کلائی اپنی سخت گرفت سے آزاد کی۔

"یہ کیا بچپنا ہے حیدر اور تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

"ڈونٹ وری کھاؤں گا نہیں تمہیں...... صرف بات کرنی ہے۔" ملگجے اندھیرے میں بھی حیدر کی پیشانی کے بل نمایاں تھے۔

"آئی نو...... تمہاری تربیت بہت اچھے ہاتھوں میں


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com URDUSOFTBOOKS.COM

ہوئی ہے۔" دانیہ کے جواب نے جیسے اس کے غصے کو مزید بھڑکا دیا تھا۔

"مطلب؟ میں خود نا قابل اعتبار ہوں۔"

"میرا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا تم خوامخواہ بات کو بڑھا رہے ہو...... یہ بتاؤ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ فیصلہ اب تمہارے ہاتھ میں ہوگا...... یونو ویری ویل کہ میری لائف میں مدحت کے بعد کسی بھی لڑکی کی گنجائش نہیں۔"

"آئی نو۔" اس کے دھواں دھار عشق اور پھر ناکامی سے تو گھر کا بچہ بچہ واقف تھا۔ دانیہ نے بہت مضبوط لہجے میں کہہ تو دیا تھا مگر یہ حقیقت تھی کہ اس کے دل میں بہت کچھ تھا۔

"پھر بھی تمہیں اس رشتے پر اعتراض نہیں ہے یہ جانتے ہوئے بھی گھر والے جس کے ساتھ تمہارا مستقبل جوڑ رہے ہیں وہ تمہارا کبھی نہیں ہو سکتا...... وہ کبھی تمہیں کوئی خوشی نہیں دے سکتا...... دیکھو دانیہ ہم کزنز ہیں' مگر جو رشتہ گھر والے ہمارا جوڑ رہے ہیں میں دل و دماغ دونوں سے اسے قبول نہیں کرتا...... مگر میں انکار بھی نہیں کر سکتا...... لیکن تم تو منع کر سکتی ہو...... سب کچھ جاننے کے بعد اپنی زندگی مت خراب کرو۔"

"تم مرد ہو کر منع نہیں کر سکتے تو میں لڑکی ہو کر کیسے انکار کر دوں' میرے کندھے پر رکھ کر بندوق مت چلاؤ...... اعتراض تمہیں ہے تو سب کے سامنے منع بھی خود کرو...... میرے سامنے میرے بابا کی عزت ان کا مان ہی سب کچھ ہے جو میں کسی صورت نہیں توڑوں گی۔"

عجیب مخلوق بنائی ہے اللہ پاک نے یہ عورت بھی' ریزہ ریزہ ہو کر لہجہ چٹان جیسا تھا۔ حالانکہ کس لڑکی کی خواہش ہوگی کہ اس کی زندگی میں جو مرد آئے وہ پہلے ہی اپنے تمام تر جذبات و احساسات اپنے التفات اپنی محبت کی شدتیں کسی اور پر نچھاور کر چکا ہو' جو دم ہی کسی اور کا بھرتا ہو مگر ہائے رے مجبوری......! مجبوری صرف یہ نہیں تھی کہ اس کے ماما بابا نے یہ رشتہ طے کیا تھا...... بعض دفعہ دل کی بھی تو مجبوریاں ہوتی ہیں' ہمیں کوئی شخص اپنی تمام تر بے رخی کج ادائی کے ساتھ بھی عزیز تر ہوتا ہے۔ اس شخص کو تو صدقہ اس نے دعاؤں میں مانگا تھا۔ شاید اس کی دعاؤں کا ہی تو ثمر تھا کہ جب وہ مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں اترنے لگی تو دعائیں مستجاب ہو گئیں...... اسے وہ شخص رب کی رضا سے مل رہا تھا ہاں لیکن ادھورا...... کسی اور کی محبت میں چور' کسی کی بے وفائی کا داغ دل پر لیے لیکن دانیہ کو ہر حال میں قبول تھا۔

"پھر یاد رکھنا دانیہ احمر علی' مجھ سے کوئی توقعات وابستہ نہ کرنا' میری ذات سے سوائے مایوسی اور درد کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے کہو تو لکھ کر دے دوں۔" پینٹ کی پاکٹ سے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے اس نے سلگتے لفظوں سے معصوم دانیہ کے تمام جذبات کو دھواں دھواں کر ڈالا تھا' سفاکی کی انتہا تھی۔ اس نے بے بسی سے اس شخص کا تنا ہوا چہرہ دیکھا...... وہ چہرہ جو اسے تمام جہان میں محبوب تھا...... بہت سا سیال مادہ پلکوں کی باڑھ توڑ کر بہنے کو تیار تھا' مگر نہیں...... کم از کم آج نہیں' اگر آج ہی اس شخص کے سامنے کمزور پڑ گئی تو ساری عمر کیسے گزار پاؤں گی...... اتنا تو یقین وہ بخش چکا تھا اسے کہ آنے والی زندگی میں ہزاروں صبر کے امتحانات تھے جو دانیہ نے پاس کرنے تھے۔

"توقعات اگر انسانوں سے وابستہ کر لی جائیں تو حیدر منیب صرف دکھ ہی مل سکتے ہیں جو تم اپنی جھولی میں بھر چکے ہو' میری توقعات کا محور وہ ذات باری تعالیٰ ہے جو کسی کو مایوس نہیں کرتا...... مجھے نہیں پتہ میرے نصیب میں کیا ہے مگر وہ جانتا ہے اور میں اس کی رضا میں راضی ہوں۔" کتنا پُر اطمینان لہجہ تھا' کتنا مکمل جواب تھا...... حیدر اندر تک سلگ گیا۔

"ہزاروں برائیاں مجھ میں ہیں دانیہ احمد' کیسے برداشت کرو گی۔"

"برائیاں ہر انسان میں ہیں' بے عیب صرف اللہ کی ذات ہے۔"


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

''بہت پچھتاؤ گی دانیہ تم...... ابھی بھی وقت ہے۔'' وہ غرایا...... مگر دانیہ نے خود کو مضبوطی سے کمپوز کرلیا تھا...... تبھی اس کی بات پر صرف مسکرائی۔

''مجھے نہیں پتہ تھا اس قدر بے وقوف لڑکی ہو' تمام حقیقت جان کر بھی مطمئن ہو۔'' حیدر کو اپنی شکست صاف نظر آرہی تھی۔ وہ پیٹھ موڑے سگریٹ کا زہر اندر اتار رہا تھا۔ دانیہ نے گہری سانس خارج کی اس کی پیٹھ پر نگاہ ڈالی اور سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھا دیے۔

''دانیہ اپنی زندگی برباد مت کرو...... ابھی بھی سوچ لو۔'' اپنے پیچھے حیدر کا آخری جملہ اسے سنائی دیا مگر وہ اسی طرح سیڑھیاں اترتی رہی نیچے مٹھائی تقسیم ہورہی تھی ہر فرد کتنا خوش تھا اور جن کی خوشی تھی ان کے دل ماتم کدہ بنے ہوئے تھے...... وہ بے جان قدموں سے کچن تک آئی تھی۔

''کہاں رہ گئی تھیں...... سب پوچھ رہے تھے تمہارا...... اور حیدر کہاں ہے؟'' مناہل شاید اس کی ہی منتظر تھی۔

''چھت پر۔'' اس نے مناہل کو جواب دیا مگر جانے کیوں اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹک گیا تھا۔

''تم ٹھیک ہو دانیہ...... کیا کہہ رہا تھا حیدر۔'' بس یہ صبر کی انتہا تھی انسان سب کے سامنے کتنا بھی مضبوط بن جائے مگر اپنے دوستوں کے سامنے بکھر جاتا ہے' مناہل حیدر کی بہن تھی مگر وہ اس کی بہت اچھی دوست بھی تھی تبھی تو وہ مناہل سے لپٹ کر بری طرح رودی تھی۔

''ہوا کیا ہے؟'' اسے اندازہ تھا کیونکہ حیدر کی ذہنی حالت بہت ابتر تھی ان دنوں...... جب سے وہ منحوس لڑکی اس کی زندگی میں آئی تھی...... لیکن آخر اس نے ایسا کیا کہا تھا دانیہ کو کہ وہ یوں بکھر رہی تھی۔

''دانیہ بتاؤ تو سہی' کیا ہوا ہے؟'' اس نے دانیہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر پوچھا' دانیہ کے دل کا بوجھ آنسوؤں میں کسی حد تک بہہ چکا تھا' سو اس نے خود کو سنبھالا۔

''بس یار...... مجھے لگا میں ماما بابا سے آج دور ہوگئی ہوں۔''

''اف توبہ...... میری جان نکال دی۔'' مناہل نے گھورا تو وہ مسکرادی۔

☆☆☆......☆☆☆

بانو پر تو انہیں اعتماد تھا پھر وہ عمر کے اس حصے سے نکل چکی تھی جس میں انسان دوسروں کے ماحول کو ایڈوپٹ کرتا ہے مگر اس گھر میں محض ایک ہفتے کے بعد انہیں اندازہ ہوگیا تھا کہ انہوں نے غلطی کردی...... کیونکہ وہ بھول گئی تھیں کہ ان کا اپنا بیٹا عمر کے جس حصے میں تھا وہ ایسی چیزیں بہت جلدی پک کرتے ہیں...... عفان میں دنوں میں آنے والی تبدیلی نے انہیں بہت ہراساں کر ڈالا تھا جب دس دن گزرنے کے بعد ہی عفان نے ان سے فرمائش کی۔

''مجھے لیپ ٹاپ لینا ہے۔'' تو وہ اور بانو تو کئی لمحے صدمے سے بول ہی نہ پائے۔

''کیا کرنا ہے تمہیں لیپ ٹاپ کا؟''

''پھوپو...... مدحت آپی نے مجھے کہا ہے کہ تم اپنا ایف بی اکاؤنٹ بناؤ' ہم چیٹنگ کیا کریں گے' ہائے پھوپو ان کے اتنے سارے دوست ہیں صرف پاکستان سے نہیں کوئی جاپان سے ہے تو کوئی لندن اور امریکہ۔ جانے کہاں کہاں سے۔''

''عفان تم ابھی چھوٹے ہو بچے۔''

''چودہ سال کا ہوجاؤں گا میں نیکسٹ منتھ اور آپ کو پتہ ہے مدحت آپی کی بھتیجی صرف بارہ سال کی ہے اور وہ امریکہ سے دن رات ان سے چیٹنگ کرتی ہے......'' وہ بحث کرر ہا تھا...... بانو کو مدحت پر بہت غصہ آیا جس نے بچے کے ذہن کو خراب کردیا تھا۔

''او کے میں تمہیں لے دوں گی مگر کچھ عرصہ بعد' تم اتنے سمجھدار تو ہو ناں عفان کہ گھر کے تمام حالات سمجھ سکو۔'' وہ چاہتی تو اگلے ماہ کا وعدہ کرلیتی مگر نہیں اس نے عفان کو ٹالا تھا...... اور وہ سمجھ بھی گیا تھا...... مگر بھابی رات


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com URDUSOFTBOOKS.COM

میں اس کے پاس آئیں تو رو پڑیں۔

"جانے کیوں مانو میرا دل بہت ڈر گیا ہے' کل کو اگر عفان نے موبائل کی فرمائش کی تو...... ہم اسے ٹال بھی نہیں سکیں گے۔"

"ڈونٹ وری بھابی...... میں مدحت سے بات کروں گی۔" اس نے انہیں تسلی دی' اگلے دن ہی وہ مدحت کے پاس موجود تھی جو ہمیشہ کی طرح لیپ ٹاپ آن کیے بیٹھی تھی۔

"یونو مانو دو تین ماہ پہلے جس لڑکے کو میں تم سے ملوانے کا کہہ رہی تھی ناں اف قسم سے وہ تو سیریس ہوگیا تھا' گلے کی ہڈی بن گیا تھا بڑی مشکل سے پیچھا چھڑایا۔" لڑکوں کا سنا تھا اب تک کہ وہ لڑکیوں کو دھوکہ دیتے فلرٹ کرتے ہیں مگر وہ تو شاید بہت پرانے زمانے میں جی رہی تھی' نئے زمانے میں تو لڑکیاں خود لڑکوں کو دھوکہ دے رہی ہیں' اس نے سر جھٹکا وہ یہاں یہ بات کرنے نہیں آئی تھی۔

"مدحت میں تم سے یہ کہنے آئی تھی کہ عفان ابھی کم عمر اور ناسمجھ ہے اس کے سامنے یہ اپنے فرینڈز وغیرہ چیٹنگ کی باتیں مت کیا کرو۔"

"ارے مانو...... اب تو دس دس سال کے بچوں کے پاس کمپیوٹرز اور لیپ ٹاپ ہیں اور وہ نیٹ یوز کرتے ہیں۔ عفان تو ماشاء اللہ چودہ سال کا ہوگیا ہے' اسے تم لوگ ایسے کیوں ٹریٹ کرتے ہو۔ وقت بدل گیا ہے اب ہم بچوں کو یوں باندھ کر نہیں بٹھا سکتے...... اسے لوگوں کو فیس کرنا آنا چاہیے چیٹنگ فرینڈ شپ سے اس کا کانفیڈنس لیول امپروہوگا۔"

"مدحت ہمارے گھر کا ماحول ایسا نہیں ہے پلیز تم اسے اچھے سے گائیڈ کردو کہ ابھی اس کی عمر نہیں ہے میں نے بہت مشکل سے اسے سمجھایا ہے۔" مدحت کا منہ تو بنا مگر پروا کسے تھی' ہاں یہ ضرور تھا کہ اب وہ عفان کو نیچے کم ہی جانے دیتی تھیں۔

"پھوپو میری برتھ ڈے پر مجھے کیا گفٹ دیں گی آپ؟" عفان نے سوال کیا۔

"کیا لو گے تم؟"

"اچھا سا سیل فون۔"

"کیا...... تمہاری عمر ہے فون یوز کرنے کی؟" بھابی بری طرح چونکیں نہایت غصے سے بولیں۔

"آپ لوگوں کو ہر چیز میں بس میری ایج کو ایشو بنانا ہوتا ہے' مدحت آپی کہتی ہیں تمہاری ایج کے لڑکے ہر کام کرتے ہیں اور تم قیدیوں کی طرح گھر میں پڑے رہتے ہو۔"

"بکنے دو مدحت کو...... اور خبردار جو تم آئندہ اس لڑکی کے پاس مجھے کھڑے ہوئے بھی مل گئے تو ہڈیاں توڑ دوں گی تمہاری۔" بھابی بری طرح ہائپر ہوگئیں مانو نے انہیں سنبھالا جبکہ عفان روتا بسورتا کمرے میں چلا گیا۔

"کول ڈاؤن بھابی...... کیا ہوگیا ہے آپ کو؟ مدحت اس کے کچے ذہن کو بگاڑ رہی ہے اوپر سے اگر ہم اس طرح ری ایکٹ کریں گے اسے ڈانٹیں گے تو وہ ہماری طرف سے بدظن ہوجائے گا...... اس وقت ہمیں غصے سے نہیں بلکہ پیار سے اسے گائیڈ کرنا ہوگا۔"

"مجھ میں اتنی برداشت نہیں ہے مانو' اگر یہ صورت حال رہی تو میرا تو دماغ پھٹ جائے گا...... میرے سر پر تو شوہر کا سایہ بھی نہیں ہے خدانخواستہ عفان بگڑ گیا تو کیا بنے گا میرا۔"

"اللہ توبہ بھابی آپ بھی ناں...... بھروسہ نہیں ہے اپنی تربیت پر آپ کو۔"

"مانو بی بی...... آج کل اچھی سی اچھی تربیت پر پانی پھرتا نظر آتا ہے اس کم بخت انٹرنیٹ نے بچے وقت سے پہلے بڑے کردیے ہیں...... اچھے برے چھوٹے بڑے کی تمیز ختم کردی ہے...... آج کل کے بچے تربیت سے زیادہ ماحول کا اثر قبول کرتے ہیں۔"

"پھر ٹینشن کیسی' ہم نے کون سا عمر بھر یہاں رہنا ہے...... اللہ خیر کرے...... جلد ہی کسی گھر کا بندوبست ہوجائے گا۔"

"پتہ نہیں گھر کا بندوبست ہوگا یا میرے دنیا سے


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

جانے کا یہ لڑکی تو میری اولاد کو برباد کر کے رکھ دے گی...... مجھے دیر سویر ہو جاتی ہے آنے میں، تم بھی چھ بجے سے پہلے نہیں آتی...... اب بچے گھر میں اکیلے ہوتے ہیں اللہ جانے وہ کیا کیا بچوں کو الٹا سیدھا سکھا دے...... نہیں مانو میں اپنے بچوں کو ایک دن بھی مزید اس گھر میں تنہا نہیں چھوڑ سکتی بس۔'' بھابی بہت زیادہ ڈس ہارٹ ہو گئی تھیں۔

''او کے...... میں کچھ کرتی ہوں۔'' اس نے انہیں حوصلہ دیا...... مگر سچ یہ تھا وہ خود بھی خاصی پریشان ہو گئی تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

وہ صبح آفس کے لیے تیار ہو کر آئی تو بھابی کو تیار نہ پا کر اچھنبے سے دیکھا۔

''میں نے ایک ہفتے کی چھٹی لے لی ہے...... بس ہمارے پاس یہ سات دن ہیں...... ان میں ہی ہم نے کچھ کرنا ہے۔'' اس نے بھابی کو کوئی جواب نہ دیا بس سر ہلاتی باہر نکل گئی اسے ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ بھابی کے ذہن میں کیا چل رہا ہے...... کوششیں تو وہ کئی ماہ سے کر رہی تھیں ٹرانسفر کی مگر شاید ٹھیک وقت پر ان کی کوشش رنگ لائی تھی...... انہیں ملتان میں ایسی خاتون مل گئی تھیں جو کہ اپنا ٹرانسفر کراچی میں کرانا چاہتی تھیں...... وہ اکرام بھائی کی مشکور تھیں جنہوں نے ان کی ہیلپ کی تھی۔

لیو تو ایک بہانہ تھا کیونکہ اگر مانو کو سچ بتاتیں تو وہ جھے سے اکھڑ جاتی کبھی واپس جانے پر نہ مانتی...... دراصل وہ آج کل انہی کاموں میں مصروف تھیں۔ پھر جب انہیں لیٹر ملا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی۔

''میں صبح سے پیکنگ شروع کر رہی ہوں بس۔'' مانو نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

''گھر مل گیا......؟''

''ہمیں ضرورت نہیں ہے ہم اب اپنے گھر جائیں گے بہت گزار لی یہ بنجاروں والی زندگی، جب اللہ کا دیا ہمارا اپنا گھر ہے تو کیوں یہ خواری کاٹیں۔''

''جذباتی ہو کر مت سوچیں۔''

''یہ جذباتی فیصلہ نہیں ہے مانو...... مجھے میرے بچوں کا مستقبل بہت عزیز ہے اور میں نہیں چاہتی کہ میرا بچہ غلط ماحول کا شکار ہو۔''

''وہ لڑکا ہے بھابی...... ہم اسے گھر میں قید نہیں کر سکتے...... وہ باہر جائے گا تبھی اعتماد پیدا ہوگا اس میں...... لوگوں کو فیس کر پائے گا اور ضروری ہے کہ وہاں اب تک ویسا ہی ماحول ہو...... پانچ سال میں بہت کچھ بدل گیا ہے بھابی۔''

''مجھے پتہ ہے مگر اتنا اطمینان تو ہوگا ناں کہ وہاں مدحت جیسی کوئی لڑکی نہیں ہوگی۔''

''اچھے برے لوگ ہر جگہ پائے جاتے ہیں...... اگر وہاں بھی کوئی مدحت مل گئی پھر کیا کریں گے...... اور پھر آپ اس کا بورڈ کا سال ہے۔''

''وہ سب میں طے کر چکی ہوں اکرام بھائی سے بات بھی ہو گئی ہے عفان کو وہاں اچھے اسکول میں ایڈمیشن مل جائے گا ریان اور بیبا کا بھی کوئی مسئلہ نہیں۔''

''اور آپ کی جاب۔'' اس نے آخری پتا پھینکا مگر یہاں بھی ہار گئی بھابی نے لیٹر اس کے سامنے رکھ دیا۔

''مگر میری جاب۔'' وہ جھکی اس کے پاس کوئی راہ فرار باقی نہ رہی تھی۔

''تمہاری کمپنی کی برانچز تو ہر شہر میں ہیں۔ تم ان سے بات کر لو اگر ممکن ہو تو...... ورنہ اللہ مالک ہے...... وہیں جاب دیکھ لینا۔''

''ناشکرے بندے یوں لگی لگائی روزی پر ٹھوکر مارتے ہیں...... اتنی اچھی جاب ہے پے ہے۔''

''ہمارے نصیب میں جتنا ہوگا وہی ملے گا...... امید اچھی رکھنی چاہیے اب تم خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو...... اور پیکنگ شروع کرا دو میرے ساتھ۔'' بھابی کے چہرے پر اس نے عرصہ بعد یہ سکون دیکھا تھا۔

اپنا گھر اپنا ہوتا ہے بھیا کے بعد وہ یہاں کبھی بھی مطمئن نہ رہیں وہ اپنا شہر تھا اور پھر تمام رشتہ دار وہاں تھے اور یہاں وہ تنہا تھیں تنہا دو عورتیں۔ اس کے پاس ہتھیار


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

ڈالنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

''محبتوں میں آزمائش آتی ہے مانو...... امید تو اچھی باندھنی چاہیے ناں...... اگر وہ تمہارا نصیب ہے تو کوئی اسے تم سے نہیں چھین سکتا...... اور اگر وہ تمہارے مقدر میں نہیں ہوگا تو تم کچھ بھی کرلو...... تم اسے نہیں پاسکتیں۔''

اس نے ٹھنڈی آہ بھری...... نصیبوں کے لکھے تو وہ رب واحد ہی جانتا ہے انسان بھلا کیا جان پائے گا۔

اور کیا فرق پڑتا ہے...... کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے جب زندگی کا مقصد ہی بدل گیا ہو...... اس نے بھی صہیب احمد کے سنگ جینے کے خواب دیکھے تھے مگر اب اس کا مرکز و محور صرف بھابی اور بچے تھے۔

☆☆☆......☆☆☆

پھوپو نے حمزہ اور بلال دونوں کی شادی فکس کردی تھی اور ان کے یہاں تیاریاں زوروں پر تھیں اور وہ آج مناہل اور دانیہ دونوں کو لینے آئی تھیں۔

''بھیا بیس بائیس دن باقی ہیں اور کام کے انبار ہیں' بچیاں میرے ساتھ کام سمیٹ دیں گی پلیز منع مت کیجیے گا۔'' پھوپو کا بھی جوائنٹ فیملی سسٹم تھا ان کے دو دیور اور جیٹھ سب ایک ہی گھر میں رہتے تھے ان کے پورشن علیحدہ ضرور تھے مگر گھر میں دیواریں نہیں تھیں' محبتیں بھی ماشاء اللہ مثالی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ ان کے بھیا بچیوں کو بہت کم ہی ان کے ہاں رکنے دیتے ہیں مگر چونکہ شادی کا موقع تھا سو وہ مان گئے' بہن کے گھر پہلی خوشی جو تھی۔

''جیسے تمہاری خوشی۔'' نگہت بانو آخر کو بول پڑیں۔

''نگہت مناہل کے بنا تو ہمارا گھر بھی نہیں چلتا...... تم عاشی اور دانیہ کو لے جاؤ۔'' حالانکہ سچ یہ تھا کہ وہ جانتی تھیں کہ احمر کو پتہ چلے گا تو خوامخواہ ہی وہ بھڑک جائے گا...... مناہل کے ارمانوں پر اوس پڑگئی...... اسے کیا زندگی اپنی مرضی سے جینے کا ذرا بھی حق نہیں تھا وہ جانتی تھی کہ بڑی ماما نے صرف اپنے بیٹے کی وجہ سے یہ کہا ہے اور اسے تو جانے کیوں ضد سی ہوگئی تھی اب کہ وہ سب کرے گی جس سے احمر چڑتا ہے۔


aanchalpk.com

مغربی اور مشرقی ادب کی منتخب کہانیوں کا مجموعہ

ماہنامہ نئے افق کراچی

لفظ لفظ ہنگامے سطر سطر تجسس سے بھرپور تحریریں
ایسی کہانیاں جو اس سے قبل آپ نے نہیں پڑھی ہوں گی

مغربی ادب سے انتخاب
جرم وسزا کے موضوع پر ہر ماہ منتخب ناول
مختلف ممالک میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کے پس منظر میں
معروف ادیبہ زریں قمر کے قلم سے مکمل ناول
ہر ماہ خوب صورت تراجم دیس بدیس کی شاہکار کہانیاں

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں اور اقتباسات پر مبنی
خوشبوئے سخن اور ذوق آگہی کے عنوان سے مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں
021-35620771/2
0300-8264242


URDUSOFTBOOKS.COM



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

"ماما پلیز مجھے بھی جانا ہے ہمارے خاندان کی پہلی خوشی ہے۔" وہ سب کے سامنے ہی بول پڑی۔

"تم سنڈے کو چلی جانا میں خود تمہیں لے کر جاؤں گی۔" انہوں نے کہا تو مناہل چپ کرگئی۔

شام کو وہ اپنی ماما کی گود میں سر رکھے رو رہی تھی۔

"آپ لوگوں نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے...... صرف ایک شخص کی وجہ سے میں کچھ بھی نہیں کرسکتی...... اور ابھی تو آپ لوگ اپنی مرضی کرسکتے ہیں پلیز مما مجھے بھی جانا ہے۔" یہی تو دن ہوتے ہیں جو بچیاں اپنی مرضی سے جی لیتی ہیں شادی کے بعد تو ہزاروں ذمہ داریاں سینکڑوں پابندیاں اور اگر شوہر احمر جیسا ہو تو پھر تو عورت قید ہی ہوجائے۔ ان کی بیٹی کیسے ہر چیز میں دل مسوس کر رہ جاتی تھی ابھی تو رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ تب بھی وہ صرف احمر کے حکم کی تعمیل میں اپنی ہر خوشی کو قربان کردیتی تھی۔

"میں تمہارے بابا سے بات کرتی ہوں۔" انہوں نے بیٹی کے آنسو پونچھے اتوار والے دن بابا نے ناشتے کے بعد سب کی موجودگی میں حیدر کو حکم دیا تھا۔

"مناہل کو اپنی پھوپو کی طرف چھوڑ آؤ...... شادی کے دن ہیں ہزاروں کام ہوتے ہیں بچیاں مل کر کرلیں گی نگہت کو بھی سہارا مل جائے گا۔"

"جی بابا۔" بابا اور چھوٹے بابا کے جاتے ہی احمر بولا۔

"دانیہ اور عاشی گئی ہوئی ہیں...... مناہل کا جانا ضروری تو نہیں۔"

"عاشی کو کہاں ابھی اتنا سلیقہ ہے...... مناہل اور دانیہ سمجھ دار ہیں...... نگہت کو سکھ تو ملے گا کچھ۔" سعدیہ نے سلیقے سے بات سنبھالی۔

"گھر کا کیا ہوگا...... آپ کچن کا کام نہیں کرسکتیں...... ماما کا شوگر بیٹھے بٹھائے ہائی ہوجاتا ہے سدرہ چاچی پر پورا گھر تو نہیں چھوڑ سکتے...... وہ اکیلے کیسے سب کریں گی الونیہ ابھی چھوٹی ہے۔" وہ بہانے تراش رہا تھا...... مناہل تیار ہوکر آ گئی۔

"چلو حیدر بھیا۔" احمر سلگ کر رہ گیا۔

"پندرہ دن باقی ہیں ابھی...... تم اتنے دن پہلے جاکر کیا کرو گی وہاں۔" وہ اب ڈائریکٹ اس سے مخاطب ہوا۔

"یار احمر...... پھوپو کے گھر پہلی خوشی ہے اگر ہم ہی نہیں جائیں گے تو وہ کیا سوچیں گی انہیں ہم ایک فون بھی کردیں تو وہ فوراً آجاتی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں تم بھی چلو سنڈے تو ہے...... پھوپو خوش ہوجائیں گی۔"

"گڈ آئیڈیا۔" صہیب کو بھی پسند آیا وہ جانا نہیں چاہتا تھا مگر مناہل کی وجہ سے اسے ماننا پڑا۔

"میں مناہل کو لے کر آتا ہوں۔" اس نے حیدر سے بائیک کی چابی لی...... حیدر اور صہیب دوسری بائیک پر چلے گئے تھے مناہل کو لاچار اس کے ساتھ جانا پڑا۔

"شام میں تم ہمارے ساتھ واپس آجاؤ گی۔"

"میں نے بابا سے پرمیشن لے لی ہے۔" لہجے میں بغاوت نہیں تھی مگر پہلے سا خوف بھی نہیں تھا...... احمر نے اسے گھورا۔

"مگر میں تمہیں منع کررہا ہوں۔" مناہل نے کوئی جواب نہیں دیا مگر فیصلہ اٹل تھا کہ اب اس نے احمر علی کی کوئی بات نہیں ماننی...... بہت سی بدگمانیاں اس کے دل کے دریچوں میں آن ٹھہری تھیں جنہیں احمر کا رویہ بڑھاوا دے رہا تھا۔

پھوپو واقعی انہیں دیکھ کر خوش ہوگئی تھیں ان کے گھر میں شادی کا ماحول تھا چونکہ بلال کی شادی تایا زاد ماہین سے تھی تو پورا گھر ہی جیسے روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ سارا دن بہت اچھا گزرا۔ دوپہر میں تابندہ اور سعدیہ بھی آ گئی تھیں۔ نگہت کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا...... مناہل اور دانیہ دونوں ہی سلائی میں ایکسپرٹ تھیں سو پھوپو نے انہیں اسی کام پر لگا دیا تھا...... عاشی زینی کے ساتھ کچن میں ہیلپ کررہی تھی...... نگہت نے سب کو رات کے کھانے پر روک لیا تھا۔ کھانے کے بعد جب سب گھر کے لیے اٹھنے لگے تو احمر اس کے پاس آیا۔

"چلو سب تیار کھڑے ہیں۔"



www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

”احمر بھیا...... پلیز ہم نے مناہل کو نہیں بھیجنا...... میں نے ماموں سے پرمیشن لے لی ہے۔“ زینی نے کہا۔

احمر نے مناہل کا چہرہ دیکھا...... جہاں انکار اسے واضح دکھائی دے رہا تھا وہ جبڑے بھینچتا تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔

”تمہارے تھوبڑے کو کیا ہوا؟“ واپسی پر صہیب نے پہلا سوال کیا اور وہ فوراً پھٹ پڑا۔

”تم کہتے ہو میں خوامخواہ اسے ڈانٹتا ہوں، میں نے صبح ہی اسے کہہ دیا تھا کہ اس نے وہاں نہیں رکنا اور......“

”اپنی بات منوانے کا اور سمجھانے کا طریقہ ہوتا ہے جس سے تم نابلد ہو میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم نے اپنے رویے سے مناہل کے دل میں بہت ساری غلط فہمیاں پیدا کردی ہیں انہیں دور کرنا‘ آپس میں اعتماد قائم رکھنا تمہارا فرض تھا...... مگر تمہیں لگتا ہے یہ قبل از وقت ہے تو پھر اب چپ کرکے صحیح وقت کا انتظار کرو۔“

”عورتوں کی طرح طعنے دینے کی ضرورت نہیں۔“ وہ چڑ کر بولا۔

”احمر محبت میں غلط فہمیاں جنم لے لیں تو فاصلے بڑھتے چلے جاتے ہیں...... ہماری زبان کے دو میٹھے بول بہت سی تلخیوں کو ختم کرسکتے ہیں...... تم صرف اسے اتنا تو بتاسکتے ہو ناں کہ وہ تم پر زبردستی مسلط نہیں کی گئی‘ تمہاری مرضی سے شامل ہوئی ہے تمہاری زندگی میں۔“ احمر نے اسے گھورا۔

”محترمہ کا مزاج دیکھا ہے تم نے...... کہتی ہے میں نے بابا سے پرمیشن لے لی ہے۔ مطلب میری بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے...... ٹھیک ہے پھر دیکھتے ہیں کب تک بابا کی لاڈلی...... بابا کی مرضی سے جئے گی۔ ایسا ہے تو ایسا ہی سہی۔“

”تم غلط کررہے ہو احمر...... ایسے بات بڑھے گی‘ تم پیار سے سمجھاؤ گے تو وہ اب بھی مان جائے گی۔“

”اور وہ میں کروں گا نہیں۔“ اٹل لہجے میں کہہ کر اس نے بائیک اسٹارٹ کی۔

☆☆☆......☆☆☆

محبت پھر محبت ہے کبھی دل سے نہیں جاتی
ہزاروں رنگ ہیں اس کے
عجب ہی ڈھنگ ہیں اس کے
کبھی صحرا کبھی دریا
کبھی جگنو کبھی آنسو
ہزاروں روپ رکھتی ہے
بدن جھلسا کر جو رکھ دے
کبھی وہ دھوپ دکھتی ہے
کبھی بن کر یا اک جگنو
شب غم کے اندھیروں میں دلوں کو آس دیتی ہے
کبھی منزل کنارے پر پیاسا مار دیتی ہے
اذیت ہی اذیت ہے......
مگر یہ بھی حقیقت ہے......
محبت پھر محبت ہے......!!

اور یہ محبت دل سے گئی کب تھی ہزاروں پہرے بٹھا کر جی کر دیکھ لیا تھا...... مگر آج بھی اس کا ذکر دھڑکنیں بے ترتیب کردیتا تھا...... وہ کہتی تھی کہ اس نے اب زندگی کا مقصد بدل دیا‘ مگر پھر یہ کیا تھا؟ وہ بکنگ کروانے گئی اور سیٹ کنفرم ہوئی تو جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی۔ جب اس سے تعلق ہی نہیں رکھنا تھا پھر یہ کیا تھا......؟ اس کی چپ اتنی جاندار تھی کہ سمیرا کا دل ہولنے لگا۔

”مانو تو مجھ سے ناراض تو نہیں‘ میرے فیصلے پر...... میں خود غرض ہوگئی تھی اپنے بچوں کی خاطر تیری خوشی‘ تیرا سکون نہ دیکھا میں نے۔“ انہیں لگا مانو کی چپ کے پیچھے ضرور یہ دکھ ہے...... اس نے صہیب احمد کو واقعی شدتوں سے چاہا تھا‘ اس کے دل کا ڈر اگر واقعی سچ ہوگیا...... مانو پھر سے ٹوٹ جائے گی...... بے شک اسے کوئی امید کوئی آس نہیں ملی تھی مگر اس کے احساسات تو خالص تھے۔

”ایسا نہیں بھابی...... بس دل عجیب سا ہورہا ہے...... کل پھر ہم وہیں جارہے ہیں جہاں سے جب چلی تھی


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

ہاتھ خالی تھے، کسی کی چاہت کی کوئی امید نہ تھی میرے دامن میں..... مگر بھابی مجھے امید اپنے رب سے تھی..... جو آج بھی قائم ہے..... بس انسان ہوں ناں..... دل ڈول رہا ہے کہ اگر امیدیں ٹوٹ گئیں تو.....؟" وہ اپنا سامان بیگ میں رکھتے ہوئے بہت کھوئے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔ بھابی کے پاس اسے تسلی دینے کو الفاظ نہ تھے۔

""پھر کیا کہا تمہارے باس نے.....؟"

"ہوسکتا ہے ممکن ہوجائے..... مگر وہ خود بھی زیادہ پُریقین نہیں ہیں۔ چلیں رب کی رضا۔" اس نے بیگ کی زپ بند کی۔

"پھوپو کتنا مزا آئے گا ٹرین کا اتنا لمبا سفر ہوگا..... بس آپ نے ڈھیر سارے شامی کباب بنانے ہیں۔"

"ضرور بنادوں گی۔" عفان ایکسائیٹڈ تھا ٹرین کے سفر کو لے کر۔

"ہم اپنے گھر جائیں گے..... مما اب ہم وہیں رہیں گے ناں۔"

"ہوں۔"

"واؤ..... ہمارا گھر بہت بڑا ہے دیان..... تمہیں تو یاد بھی نہیں ہوگا ناں مگر مجھے اچھے سے یاد ہے۔" اب وہ چھوٹے بھائی سے مخاطب تھا..... شکر تھا کہ عفان نے پوزیٹو ری ایکٹ کیا تھا..... ورنہ وہ دونوں پریشان تھیں جانے عفان مزید ان سے بدظن نہ ہوجائے..... مدحت نے اس کے معصوم ذہن کو بری طرح سے متاثر کیا تھا۔

☆☆☆......☆☆☆

حیدر اور صہیب روز شام میں نگہت کی طرف آجاتے تھے اور تمام بچے مل کر خوب ہلہ گلہ کرتے..... حسب معمول وہ آج بھی بائیک لے کر باہر نکلے تو انہوں نے کاشف بھائی کے گھر کو ان لاک دیکھا حتیٰ کہ لائٹس بھی آن تھیں۔

"حیدر، کہیں میری دعائیں قبول تو نہیں ہوگئیں۔" اس کے دل میں کتنے ہی دیپ جلے تھے..... مگر بھی انہوں نے اکرام بھائی کو باہر آتے دیکھا تھا (اکرام بھائی سمیرا بھابی کے فرسٹ کزن تھے) انہوں نے گیٹ کو تالا لگایا حیدر اور صہیب کھڑے رہے پھر دونوں نے ان سے سلام دعا کی۔

"ہم سمجھے کہ شاید کاشف بھائی فیملی کو لے کر واپس آگئے۔" حیدر کی بات پر اکرام کے چہرے پر اداس سی مسکراہٹ آئی تھی۔

"کاشف بھائی کی فیملی کو تو ان کے بنا رہنے کی عادت پڑ چکی ہے..... ان کی شہادت کو تو تقریباً تین سال ہونے والے ہیں۔"

"کیا.....!" یقیناً یہ خبر دونوں کے لیے شاکنگ تھی۔

"میں نے سمیرا کے کہنے پر وائٹ واش کردیا تھا گھر کو..... پھر صفائی وغیرہ مکمل کرائی تھی بس وہی دیکھنے آیا تھا۔" وہ شاید بہت زیادہ جلدی میں تھے اپنی بات ختم کرکے رکے ہی نہیں تھے، صہیب اور حیدر اب تک صدمے میں تھے۔

"کاشف بھائی کے بعد بھابی بچے..... اور بانو....."

"کیسے رہ پاتے ہوں گے، پہلے یہ امید تو ہوتی تھی کہ چند ماہ بعد وہ چھٹی پر آئیں گے مگر اب.....؟ ان پر اتنا بڑا دکھ کا پہاڑ گر گیا اور ہم انجان رہے۔" وہ جانے کے بجائے واپس اندر آگئے۔

"کیا ہوا گئے نہیں.....؟"

"نہیں۔" صہیب خاموشی سے صوفے پر گر سا گیا جبکہ حیدر باہر سے ہی چھت پر چلا گیا تھا۔

"کیا ہوا.....؟ تمہاری شکل پر بارہ کیوں بج رہے ہیں، ابھی تو اچھے خاصے گئے تھے۔" احمر نے ٹی وی ریموٹ سے آف کیا اور مکمل اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہوا تو کچھ بھی نہیں یار۔" اس نے سرد آہ بھری کتنا فریش تھا جب وہ باہر نکلا تھا اور اب یک دم مرجھا سا گیا تھا۔

"مما..... آپ پوچھیں اس سے۔" اس نے کچن سے آتی ماما کو مخاطب کیا، تابندہ نے صہیب کے چہرے پر


www.urdusoftbooks.com

www.urdusoftbooks.com

چھائی پر مژدگی دیکھی لمحہ بھر کو وہ پریشان سی ہوئیں.....تب اس نے انہیں اکرام بھائی سے ہوئی بات بتادی۔ کتنے منٹ لاؤنج میں سکوت چھایا رہا۔

"سمیرا اور مانو نے جانے کیسے یہ صدمہ برداشت کیا ہوگا..... چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ اس معاشرے میں تنہا عورت کا زندگی گزارنا بھی کٹھن ہے..... سمیرا تن تنہا ہی گھر کو سنبھال رہی ہوں گی۔" سب کو یہ دکھ بھری بات پتہ چلی تو اگلی صبح تک گھر میں اداسی اور سوگواریت رہی جیسے آج ہی کاشف بھائی دنیا سے گئے ہوں۔

☆☆☆......☆☆☆

اکرام بھائی اسٹیشن سے انہیں اپنے گھر لے آئے تھے تاکہ وہ ریسٹ کرلیں اور پھر اپنے گھر جائیں..... تقریباً بارہ بجے تو وہ پہنچے تھے۔ کھانا کھا کر ذرا دیر کو تھکن اتارنے کے لیے لیٹے تھے مگر پھر شام میں ہی آنکھ کھلی تھی۔

"سمیرا صبح چلے جانا..... رات کو یہیں ہمارے پاس رک جاؤ۔" بھابی نے اصرار کیا۔

"ہاں اور صبح ہم دونوں تمہارے ساتھ جائیں گے..... گھر تو صاف ستھرا ہوگیا تھا مگر کچھ سامان وغیرہ لانا ہوا تو دیکھ لیں گے۔" اکرام بھائی نے بھی کہا' سمیرا نے مانو کو دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیئے گویا جو کرنا ہے کریں..... سمیرا کا بس چلتا تو ابھی اپنے گھر چل پڑتیں مگر بھائی بھابی کے اصرار پر وہ صبح تک رک گئیں۔

"کل مجھے حیدر اور صہیب ملے تھے..... کاشف بھائی کا پوچھ رہے تھے میں نے انہیں بتایا تو وہ شاکڈ رہ گئے..... انہیں کاشف بھائی کی شہادت کا علم نہیں تھا۔"

"اکرام بھائی ہم نے کسی سے رابطہ رکھا ہی نہیں تھا سوائے آپ کے۔" سمیرا نے اداسی سے کہا۔

"لیکن سمیرا ان لوگوں نے تو پڑوسی سے بڑھ کر سگے رشتوں کی طرح تمہارا ساتھ نبھایا تھا..... مجھے تو بہت دکھ ہوا ان دونوں کے چہرے دیکھ کر میں اتنا پشیمان سا ہوا کہ فوراً آ گیا..... کیا سوچتے ہوں گے کہ میں نے بھی انہیں خبر نہ دی۔" سمیرا اور مانو سر جھکا گئیں۔

صبح ناشتے کے بعد اکرام بھائی انہیں لے کر گھر آئے تھے..... کتنے پل تو وہ بیرونی گیٹ کو ہی دیکھتے رہے..... باہر سے گھر کے در و دیوار جیسے انہیں ویلکم کہہ رہے تھے۔ سمیرا کی آنکھیں نم ہوگئیں..... گیٹ کھول کر جب اندر آئے یوں لگا درمیان میں پانچ سال جیسے آئے ہی نہ ہوں..... سب کچھ تو ویسا ہی تھا..... ہر چیز اپنی جگہ موجود تھی جیسے وہ چھوڑ کر گئیں تھیں..... گراسی صحن میں گھاس اب تک ہری بھری ہو گن ویلیا کی بیل پر پھول اسی طرح بہار دکھا رہے تھے..... صحن کے بیچوں بیچ کھڑا امرود کا درخت جیسے انہیں دیکھ کر کھل اٹھا تھا..... راہداری کی سرخ اینٹوں پر ذرا بھی دھول نہ جمی تھی' برآمدے میں کرسیوں کی ترتیب تک ویسی تھی۔

"تھینک یو سو مچ اکرام بھائی آپ نے ہمارے گھر کا اتنا اچھا خیال رکھا مجھے ذرا بھی یہ احساس نہیں ہو رہا کہ ہم اتنے عرصے بعد آئے ہیں۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اکرام بھائی نے سر تھپک کر تسلی دی۔

وہ اندر آئیں تو اندر کی بھی وہی پوزیشن تھی' لاؤنج اب تک ویسا ہی تھا' کیپٹن کاشف احمد کی دیوار گیر تصویر اب بھی وہیں موجود تھی ان کا مسکراتا چہرہ زندگی سے بھرپور آنکھیں انہیں رلا گئیں۔

"سب کچھ وہی ہے مانو..... ویسا ہی جیسا ہم چھوڑ گئے تھے یہاں کے تو در و دیوار تک نہیں بدلے۔"

"مگر اس گھر کے مکینوں پر جو قیامت گزری ہے اس نے مکینوں کو تو سرتاپیر بدل دیا ہے ناں۔" پھیکی تلخ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

URDUSOFTBOOKS



www.urdusoftbooks.com

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

# محبت بھیگے جنگل

## عابدہ سبین

"ماما...... ماما......" سفیان کی تیز آواز پر وہ ہراساں سی باہر آئی تھی اس کی پھولی سانس اور آواز میں جوش تھا......!

"کیا ہوا کیوں چلا رہے ہو؟"

"ماما، مانو آپی واپس آ گئیں۔"

اس نے اتفاقاً آج اسکول سے چھٹی کی تھی۔ وہ دروازے میں ہی کھڑا تھا جب اس نے سمیرا اور مانو کو ٹیکسی سے اترتے دیکھا تھا۔

"ہائیں...... کیا...... واقعی؟"

سدرہ کے لیے بھی یہ خبر شاکنگ نیوز سے کم نہ تھی لمحہ بھر میں اس نے یہ خبر دونوں جٹھانیوں کو دی تھی...... اور اگلے پانچ منٹ بعد تابندہ ان کے گھر موجود تھیں۔

سمیرا انہیں دیکھتے ہی لپٹ گئی اور خود پر قابو نہ رکھ سکی...... کتنی دیر ان سے لگے وہ آنسو بہاتی رہی مانو کی بھی یہی حالت تھی۔

"بہت بڑا صدمہ تھا ہمارے لیے بھی مگر افسوس کہ تم لوگوں نے تو بالکل ہی غیر جانا فون تک نہ کیا...... کل بچوں کو پتہ چلا تب سے ہمارے گھر میں گہرا سناٹا ہے۔"

انہوں نے شکوہ کیا...... کتنی دیر وہ سمیرا اور مانو کو خود سے لگائے بیٹھی رہیں عفان کو نجانے کتنی بار چوم ڈالا اریان اور بیہ کو ان کی زیادہ پہچان نہ تھی البتہ عفان انہیں اچھے سے پہچانتا تھا۔

"میرا تو کل سے کلیجہ منہ کو آ رہا ہے کہ جانے اکیلی کیسے رہ رہی ہوں گی۔ وہ بھی دوسرے شہر میں۔"

ان کی آنکھوں کی نچلی سطح اب بھی گیلی تھی...... وہ کافی دیر بیٹھی رہیں اور جاتے وقت انہیں زبردستی ساتھ لے آئیں سعدیہ بھابی اور سدرہ بھابی اسی محبت سے ملی تھیں پانچ سال میں سفیان کتنا بڑا ہو گیا تھا۔

"ہمارے عفان کا ہی ہم عمر ہے ناں۔"

"ہاں ناں...... بھول گئیں ایک ماہ کا تو فرق ہے بس۔"

"یاد ہے بھابی...... ماشاءاللہ سفیان تو بالکل عاقب بھائی کی طرح ہے قد کاٹھ میں۔ باقی سب کہاں ہیں؟"

"لڑکے سارے جاب پر گئے ہیں...... مناہل، ذانیہ، عاشی پھوپو کی طرف ہیں، علونیہ کالج گئی ہے، بہرام کا آج انٹرویو ہے وہاں گیا ہے۔"

"ماشاءاللہ۔"

سمیرا اتنا ہی کہہ سکی مانو کی خاموشی قابل دید تھی جس گھر میں اس نے عمر کا ایک حصہ گزارا تھا آج اسی گھر میں وہ اجنبیوں کی طرح بیٹھی تھی۔ سفیان تو آتے ہی اس کے پاس آ بیٹھا تھا...... ان لوگوں میں آج تک وہی محبتیں تھیں، بس وقت نے ستم ظریفی کی ماہ نور اشرف کو ہی بدل ڈالا تھا۔

ان سب نے زبردستی انہیں لنچ تک روکے رکھا تھا، بہرام اور علونیہ بھی آ گئے تھے اور بہت ایکسائیٹڈ تھے انہیں دیکھ کر۔

"بھابی میں گھر جا رہی ہوں۔"

تین بجے وہ اٹھ کھڑی ہوئی بھابی شاید اس کی ذہنی اور دلی کیفیت سمجھ رہی تھیں تبھی سر ہلا دیا...... "بیٹھو ناں۔"

"بڑی بھابی میرے سر میں شدید درد ہے کچھ دیر سوؤں گی۔" اس نے عذر تراشا وہ تینوں بچوں کو بھی ساتھ لے آئی تھی۔

کبھی کبھی انسانی کیفیت بھی عجیب سی ہو جاتی ہے جس کے ملنے کی چاہ میں گھڑیاں نہیں گزرتیں، وہ جب قریب ہو تو من نہیں کرتا اس کا سامنا کرنے کو اس میں بھی شاید ہمت نہیں تھی تبھی تو اٹھ آئی۔

وہ خود کو ریلیکس کرنے کے لیے بچوں کے ساتھ کھیلنے لگی بھابی بھی کچھ دیر بعد آ گئی تھیں۔

"اکرام بھائی تمام سامان رکھ گئے ہیں بھابی۔" اس نے اطلاع دی تھی۔

"اچھا میں ابھی جا کر کچن سیٹ کر دیتی ہوں۔"



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

''میں نے کر دیا ہے' چائے پئیں گی آپ۔''

''نہیں سدرہ بھابی نے مجھے اٹھنے ہی نہیں دیا بنا چائے کے۔''

اوکے۔'' مانو اپنے لیے چائے بنانے لگی۔

☆☆☆......☆☆☆

کبھی اس سے بہت گہرے مراسم تھے
مگر پھر سلسلہ ٹوٹا...... تو یوں ٹوٹا
کہ برسوں دل کے آنگن میں
کوئی موسم نہیں اترا
مگر اب پھر یہ دل پاگل
بضد ہے...... اور کہتا ہے
کسی فرصت کے لمحے میں
اسے مل لیں تو اچھا ہے......!!

خزاں رسیدہ پتوں میں جیسے بہار لوٹ آتی ہے ویسے ہی صہیب احمد کی زیست میں بہار لوٹ آئی تھی...... کوئی اس کے دل میں جھانک کر دیکھتا کہ آج وہ کتنا خوش تھا...... اتنا کہ شاید وہ خود بھی انجان تھا۔

''حیدر لوگوں سے کہا آج بلال اور حمزہ کی مہندی ہے...... ہم نے وہاں جانا ہے۔'' احمر نے صہیب کے اس کے لبوں کا تبسم دیکھ لیا تھا...... تبھی حیدر کو مخاطب کیا...... مگر حیدر تو خود جانے کن سوچوں میں تھا...... تن من میں عجیب سی تپش تھی۔

''میں نے نہیں جانا۔'' حیدر کے منہ سے نکلی بات نے احمر کو حیران کر دیا۔

''کیوں تمہیں کیا مصیبت آگئی؟؟''

''بس میرا من نہیں ہے۔''

اس کی آنکھیں حد درجہ سرخ ہو رہی تھیں' دماغ جیسے سلگ رہا تھا اور ان لمحوں میں وہ کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا تبھی اٹھ کر کمرے میں جانے لگا مگر اسی تیزی سے احمر نے اس کا مضبوط بازو تھام لیا۔

''آر یو آل رائٹ' مجھے تمہاری حالت عجیب سی لگ رہی ہے۔''

''میں ٹھیک ہوں۔'' حیدر نے جبڑے بھینچے...... صہیب خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا' اسے پتہ تھا کہ حیدر پر آج پھر جنون سوار تھا' مدحت اس کی زندگی سے جا چکی تھی تو پھر اب کس لیے وہ حیدر کو دوبارہ میسجز کرتی تھی' ابھی یہ بات احمر کو پتہ نہیں تھی ورنہ تو اب تک ان دونوں کی جھڑپ ہو جاتی تھی۔

''احمر ہم دونوں چلتے ہیں یار' صہیب نے بات سنبھالی۔

''اور حیدر تو کوئی ٹیبلیٹ لے لے' ایسے تھوڑی سر کا درد جائے گا۔'' حالانکہ یہ سچ نہیں تھا مگر اسے حیدر کی خاطر جھوٹ بولنا پڑا...... احمر ہر شخص کو پرفیکٹ دیکھنا چاہتا تھا...... مگر انسان پرفیکٹ نہیں ہوتے' بس احمر کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہو وہ ہائپر ہو جاتا۔

''کم آن یار حیدر تم مجھے بتا دیتے کہ سر میں درد ہے' ٹھہرو میں تمہیں ٹیبلیٹ لا کر دیتا ہوں میرے کمرے میں ہے۔'' احمر نے فوراً کہا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''دیکھو حیدر مسئلے اس طرح حل نہیں ہوتے...... تمہیں کیا لگتا ہے کہ اس طرح تم اسے اذیت دے رہے ہو نہیں بلکہ اس طرح تو اپنی ذات کو اذیت دے رہا ہے حالت دیکھ اپنی۔''

''اسی لیے تو کہا تھا میں تو خود کو نہیں سنبھال سکتا اپنی ذات سے وابستہ کسی اور رشتے کو کیسے سنبھالوں گا...... مگر میری کسی نے نہیں سنی۔''

اسے رہ رہ کر بس دانیہ سے طے پانے والا رشتہ ہی موضوع بحث لگا۔

''اس سے اس معصوم کا کیا تعلق...... بلکہ میں تو کہوں گا کہ تم خود کو سنبھالو زیادہ سے زیادہ توجہ دانیہ کو دو...... تم اچھے کزنز ہو...... اور اب اس رشتے سے مزید محبت بڑھے گی۔''

''محبت باقی رہے گی تو بڑھے گی محبت میرے اندر دفن ہو گئی ہے صہیب وہ اب کسی سے نہیں ہو گی۔''

''یہ لو گولی...... دس منٹ میں درد غائب ہو گا تمہارا۔''


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

"درد جب اپنی جگہ پہلو میں بنالے ناں احمر تو وہ عمر بھر نہیں جاتا..... کسی بھی گولی سے غائب نہیں ہوتا' میں ایسے ہی ٹھیک ہوں' چلو چلتے ہیں۔" حیدر کی بات کی گہرائی سمجھنا مشکل نہ تھا کیونکہ وہ دونوں ہی اس کے رازداں تھے.....

مگر اس وقت بات کو طول دینا مناسب نہیں تھا سو وہ دونوں حیدر کے پیچھے ہی نکل گئے..... پھوپو کے گھر میں جگمگاہٹیں' ہلہ گلہ..... میوزک کا شور..... اور نئی نسل کا ہنگامہ عروج پر تھا..... رسم کے لیے بلال اور ماہین کو اسٹیج پر بٹھادیا گیا تھا وہ کافی لیٹ پہنچے تھے..... ماما سے آتے ہی سننی پڑ گئیں۔

"حیدر کے سر میں درد تھا اسی لیے ہم لیٹ ہوگئے اس کی صورت دیکھیں آپ آنکھیں سرخ ہورہی ہیں۔"

"میں مناہل سے کہتی ہوں اسے ٹیبلیٹ دے دے گی۔"

"ضرورت نہیں ہے میں نے دے دی ہے' بس اس کے لیے چائے بنوادیں شاید اسے سکون مل جائے۔"

حیدر باہر رکا ہی نہیں تھا' درحقیقت وہ مناہل کو ہی ڈھونڈ رہا تھا مگر بدقسمتی سے دانیہ مل گئی' اس کے دماغ کی رگیں مزید تن گئیں' اس کا سجا سنورا روپ بھی حیدر کے اندر کی تلخی کو کم نہ کرسکا۔

"مناہل کہاں ہے؟"

"باہر ہوگی' کیا ہوا..... کام تھا؟" دانیہ نے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالی جو قطعی فریش نہ تھا۔

"دانیہ بچے حیدر کے لیے چائے پکادو اس کے سر میں درد ہے۔" تبھی ماما آگئیں..... وہ اثبات میں سرہلاتی مڑ گئی۔

"حیدر وہیں چلے جاؤ بیٹا اتنے شور سے مزید درد بڑھ جائے گا۔"

"جی بڑی ماما۔" وہ کچن میں رکھی کرسی پر آبیٹھا دانیہ نے مگ چند منٹ بعد ہی اس کے سامنے رکھا تھا۔

"ٹیبلیٹ دوں تمہیں۔"

"تمہارے ہاتھ سے تو زہر بھی نہ لوں میں دانیہ احمد۔"

کڑوا کسیلا لہجہ دانیہ کے موڈ کو خراب کرگیا۔

"حیدر...... اگر تمہیں تسکین ملتی ہے مجھے زبان سے ٹارچر کرکے تو مجھے تمہاری بات بری نہیں لگے گی' کیونکہ تمہارے دل کا سکون ہی مجھے درکار ہے۔ لیکن اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھے اذیت دے کر مدحت سے انتقام لے رہے ہو تو تم غلطی پر ہو۔"

"میرے نزدیک ہر لڑکی مدحت ہے' سب ایک سی ہوتی ہیں چہرے پر معصومیت سجا کر مردوں کو دھوکا دینے والی۔"

"بہت افسوس ہوا تمہاری سوچ پر۔"

"ابھی تو شروعات ہے دانیہ احمد' ابھی تو تمہیں اپنے فیصلے پر بھی افسوس ہوگا' میں نے کہا تھا ناں پچھتاؤ گی تم۔" اس نے چائے کا گھونٹ تک نہیں لیا اور مگ کھسکا کر اٹھ کر چلا گیا۔

بھلا کیا ضرورت تھی بحث کی...... وہ ذہنی کشمکش کا شکار ہے اس کے ساتھ بہت برا ہوا..... کم از کم مجھے تو صبر سے کام لینا چاہیے..... سر میں شدید درد تھا' اس کے اور وہ بنا گولی کھائے اور چائے پیے اٹھ کر چلا گیا۔ وہ دل میں افسوس کرتی باہر آئی تو احمر اور بلال کے ساتھ بیٹھا فوٹو بنوا رہا تھا' ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو...... رف سا حلیہ...... اور سرخی مائل آنکھیں اس کی اضطرابی کی گواہ تھیں' کتنی بدقسمت تھی وہ لڑکی حیدر منیب احمد جیسے اتنی شدید اور خالص محبت بھی موم نہ کرسکی...... جس کے عشق میں تم نے اپنا آپ بدل ڈالا...... تمہاری شخصیت کی نفاست' تمہاری زندہ دلی' ہمہ وقت چہرے پر رہنے والی اسمائل سب ختم ہوگئی' شاید حیدر کو احساس ہوا تھا کہ اسے کوئی بغور دیکھ رہا تھا مگر جب اس نے نظریں دوڑائیں تو حلق کڑوا ہوگیا...... اور دانیہ اپنے آنسو بمشکل ضبط کرپائی۔

☆☆☆......☆☆☆

چار دن گزر گئے تھے اسے آئے مگر اب تک صہیب احمد کی نگاہیں سیراب نہیں ہوئی تھیں...... اب تک اس نے ماہ نور اشرف کو نہیں دیکھا تھا...... وہ تو ملنے گیا تھا' لیکن وہ



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

نہیں ملی، بھابی اور بچے تھے بس۔

ایسا کیوں کررہی تھی وہ؟

اگر جان بوجھ کر نظرانداز کررہی تھی تو شاید وہ خفا تھی اس سے اور شاید صحیح خفا تھی...... حق بنتا تھا اس کا...... لیکن ایک بار موقع تو دے وہ اپنی تمام تر خطاؤں کی تلافی کرنے کو تیار تھا۔

وہ مانو سے مل کر جلد از جلد اپنے دل کی تمام کیفیات بیان کرنا چاہتا تھا، مگر آج کل گھر میں مصروفیات بہت بڑھ گئی تھیں، گھر کے تمام لوگ کل سے پھوپو ہاں تھے رات حیدر احمر اور وہ آئے تھے کیونکہ انہیں وہاں نیند نہیں آتی تھی۔

صرف اسے دیکھنے کے لیے وہ آج بھی چھت پر آیا تھا...... مگر جانے وہ کہاں چھپ کر بیٹھی تھی کہ نظر ہی نہیں آتی تھی۔

”بھائی جان وہاں بارات تیار ہے چھوٹے ماموں کے انتظار میں ہیں سب اور یہاں ماموں جی دن میں سپنے دیکھنے میں مشغول ہیں...... اس نے اب یہیں رہنا ہے...... صہیب احمد بعد میں سوچ لینا اس سے ملنے کے طریقے۔“

”کتنا ذلیل انسان ہے خود لیٹ اٹھا اور طعنے مجھے دے رہا ہے میں کب سے تیار ہوں۔“ اس کے دل میں آیا احمر کی گردن دبا دے جواباً بتیسی نکال رہا تھا۔

”اور وہ اداس مجنوں کہاں ہے؟“

”آرہا ہے قسمت سے آج اسے شیو کرنا یاد آگئی تھی۔“

وہ تینوں ہی ایک دوسرے کی اچھی خاصی بے عزتی کردیتے تھے۔ کل کی نسبت آج حیدر کا موڈ بہتر تھا انہوں نے اس پر ہی شکر ادا کیا تھا...... بارات واقعی تیار تھی، بڑے بابا نے وجہ پوچھی تھی لیٹ آنے کی ان دونوں نے صہیب پر ڈال دیا کہ وہ لیٹ اٹھا تھا۔

مناہل نے جی بھر کے من مانی کی تھی، بلال اور حمزہ کی شادی میں بھی احمر کا بلڈ پریشر ہائی تھا لیکن اسے ذرا بھی پرواہ نہ تھی، بلال بھائی کی بارات پر اس نے ان کے ساتھ بیٹھ کر پکچرز بھی بنوائی تھیں غالباً ان کا کزن بنا رہا تھا، وہ لگ بھی تو غضب کی رہی تھی۔ مہرون اور اسکن کامبینیشن کی ڈریسنگ میں میچنگ جیولری اور میک اپ نے اسے بالکل ہی بدل ڈالا تھا احمر اس کے حسین روپ کو دیکھ کر من ہی من میں اس کی نظریں اتار رہا تھا لیکن جب اس نے فوٹو سیشن میں مناہل کو دیکھا تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔

گھر سے وہ جتنے اچھے موڈ میں آیا تھا وہ غارت ہوگیا...... کیسے نظرانداز کررہی تھی اسے، کبھی کبھی اسے لگتا کہ صہیب کی بات مان لے اور اسے اپنی فیلنگ بتادے مگر وہ شادی کے بعد کی محبت پر یقین رکھتا تھا، یہ سچ تھا کہ مناہل اس کی پسند تھی مگر وہ مناہل سے تمام اقرار اپنے جذبات کا اظہار صرف اس دن کرنا چاہتا تھا جس دن وہ مکمل اس کی ہوکر اس کے کمرے میں آئے گی، وہ اس کی منکوحہ تھی لیکن پھر بھی ابھی رخصتی باقی تھی۔

فی زمانہ جس طرح لڑکے لڑکیاں محبت کے اقرار اور محبت کے نام پر جو کچھ کررہے تھے احمر اس کا سخت مخالف تھا اور حیدر نے جو چوٹ کھائی تھی یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ بنا شرعی رشتے کے کسی بھی غیر محرم سے جذبات واحساسات کا اظہار اور التفات ہمیشہ نقصان ہی کرتا ہے۔

برات نے میرج ہال تک جانا تھا اور لڑکی رخصت کروا کے پھر یہیں آجانا تھا۔ ظاہر ہے کہ بائن گھر تھا...... البتہ اگلے دن حمزہ کی بارات میں بہت مزہ آیا تھا۔ یہاں احمر مناہل کو اپنے ساتھ والی سیٹ پر بٹھانے میں کامیاب ہوگیا تھا۔

”بہت خوش ہو۔“ اس نے مناہل کا چہرہ نگاہوں میں اتارا۔

”خوشی کا موقع ہے تو خوش تو ہوں گی ناں۔“

”مما بتا رہی تھیں کل تم گر گئی تھیں سیڑھیوں سے۔“

”جی پاؤں پھسل گیا تھا۔“ بس میں میوزک کی آواز اتنی زیادہ تھی کہ ساتھ بیٹھے انسان کی آواز بھی بمشکل سنائی دے رہی تھی۔

”چوٹ تو نہیں آئی۔“



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

"نہیں زیادہ نہیں آئی۔" مناہل نے مختصر سوالوں کے مختصر جواب دیے..... مگر احمر کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے اور باتیں کرے لیکن......

"حیدر تم یہاں آجاؤ۔" اس نے گم صم بیٹھے بھائی کو کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔

"بیٹھی رہو۔" حیدر نے تو نہیں سنا مگر احمر نے سن لیا.....اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر بٹھا لیا تھا.....اگر مناہل کے من میں غلط فہمیاں نہ ہوتیں تو آج وہ احمر کے اتنے نرم رویے پر خوشی سے پاگل ہو جاتی.....مگر اس کے دل میں بہت سی بدگمانیاں تھیں.....سب سے بڑی تو یہی کہ وہ احمر کی زندگی میں زبردستی مسلط کی گئی۔ دوسری یہ کہ شاید احمر کو کوئی اور لڑکی پسند تھی.....جس کی تمام خوبیاں وہ مناہل میں دیکھنا چاہتا ہے.....تبھی اسے مناہل کی خوبیاں بھی خامیاں لگا کرتی ہیں.....تیسری یہ کہ وہ جان بوجھ کر اسے سب کے سامنے ذلیل کرتا ہے اور حقیر ثابت کرتا ہے.....اور بھی بہت سی تھیں جو اس کے دل میں احمر کے لیے ناراضگی شدید کرتی جا رہی تھیں۔

ٹھیک ہے کہ ان کا رشتہ بڑوں کی رضامندی سے ہوا تھا مگر جب اس نے مناہل کو قبول کر لیا تھا زندگی بھر کے لیے تو کم از کم نرم لہجے میں بات تو کر سکتا تھا.....جب اس نے خود کو نکاح کے بعد اتنا بدل لیا تھا تو کیا وہ نہیں بدل سکتا تھا۔

بڑا زعم تھا اسے اپنے مرد ہونے پر.....شاید.....تبھی تو اسے اپنے سامنے ہر انسان بے وقعت نظر آتا تھا۔

☆☆☆......☆☆☆

"مانو کھانا کھا لے بیٹا۔"

بھابی کی آواز پر وہ جی اچھا کہتی کمرے سے باہر آئی تھی۔

"ہو گیا ایڈمیشن بچوں کا۔" وہ کھانے کے دوران پوچھ رہی تھی۔

"ہاں ہو گیا، عفان کو تو سفیان کے ساتھ ہی ایڈمیشن مل گیا ہے، چھوٹے دونوں کا اسکول علیحدہ ہے وین آجایا کرے گی لینے.....تم بتاؤ یہاں دل لگا آفس میں۔"

"آفس میں بھی کوئی دل لگاتا ہے بھابی۔"

"میرا مطلب تھا کام میں۔"

"ہوں...... عادی ہو جاؤں گی دھیرے دھیرے۔" اس نے پلیٹ میں چاول نکالتے ہوئے کہا۔

"صہیب دوبارا آ چکا ہے۔"

بھابی کی بات پر لمحہ بھر کو ہاتھ رکا.....مگر وہی لاپروائی۔

"تمہارا بہت پوچھ رہا تھا...... میں نے بتا دیا کہ تم جاب کرتی ہو۔"

"تو......؟" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے تاثرات جاننے کی خواہش مند تھی۔

"بہت حیران ہوا وہ.....مگر کہا کچھ نہیں۔"

"اس کی نگاہوں میں تو...... میں غیر ذمہ دار، فضول لاابالی سی لڑکی ہوں یقین کیسے کرتا وہ۔"

"ایسا نہیں ہے مانو وہ خود بھی بہت بدل گیا ہے......قسم سے اتنا ڈیسنٹ لگتا ہے، پرانا والا صہیب تو لگتا ہی نہیں.....کافی میچور ہو گیا ہے۔ اماں بی کے بعد بڑی بھابی بتا رہی تھیں کہ بہت بدل گیا ہے۔"

"وقت اور حالات انسان کو بدل دیتے ہیں، ہم کب ایسے تھے بھابی۔" تلخ سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کو چھو گئی۔

"آج تو گھر لاک تھا۔"

"نگہت آپی کے بچوں کا ولیمہ ہے آج۔"

"اچھا...... بلال اور حمزہ کا...... پانچ سال قبل سب کتنے چھوٹے لگتے تھے اور اب یکدم کتنے بڑے ہو گئے ناں، بڑی بھابی بتا رہی تھیں کہ احمر اور مناہل کا بھی نکاح ہو چکا ہے۔"

"ہوں اور اگلے ماہ حیدر اور ردا نیہ کا نکاح ہے۔"

"واقعی......کیسے لڑتے تھے یہ سب بچپن میں کسی نے سوچا بھی نہ ہوگا کہ بڑے ہو کر ایسا اٹوٹ رشتہ بھی ہو سکتا ہے۔"

گزرے دنوں کی باتیں اس کے لبوں پر مسکراہٹ



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

لے آئی۔

''اب تو آپ خوش ہیں ناں بھابی..... عفان کی گیدرنگ بھی اچھی ہے اور ماحول بھی..... بڑی بھابی جیسی مثالی خاتون کے ہوتے ہوئے بچوں کا بگڑنا ممکن ہی نہیں ہے۔''

''ہوں..... مگر مانو جس طرح تم بی ہیو کررہی ہے یہ میرے لیے قابل افسوس ہے وہ سب تمہارا اتنا پوچھتے ہیں مگر تم.....''

''بھابی آپ کو پتہ ہے کہ اب مجھ میں پرانی والی ایک بھی عادت نہیں ہے..... میں وہاں عجیب سا محسوس کرتی ہوں..... شاید مجھے تنہا رہنے کی عادت ہوگئی ہے۔''

''مگر انہیں تو اب بھی وہی مانو چاہیے۔''

''ایسا ممکن کب ہے..... وہ تو اپنے شہید بھائی کے ساتھ ہی مٹی میں دفن ہوگئی تھی..... وہ اب کہاں ملے گی۔''

بھابی نے تاسف سے اس کا خوب صورت چہرہ دیکھا..... بھائی کے بعد اس نے خود کو جیسے دنیا سے الگ ہی کرلیا تھا' بس گھر اور بچوں کی فکر ایسی لگی کہ اپنی ذات اور اس سے وابستہ ہر چیز فراموش کرگئی۔ یہاں آکر بھی اس کی وہی روٹین تھی۔

بھابی نے ایک نگاہ اسے خاموشی سے کھانا کھاتے دیکھا اور پھر گہری سانس لیتی خود بھی کھانے کی طرف متوجہ ہوگئیں۔

☆☆☆......☆☆☆

نہ زمین ساکت ہوئی نہ آسمان' سب کچھ ویسا ہی رہا..... وہ جو سوچا کرتا تھا کہ جب ماہ نور اشرف سے سامنا ہوگا تو وقت ٹھہر جائے گا زمین وآسمان کی گردش ساکت ہوجائے گی' شاید یہ اس لیے تھا کہ اس کے احساسات بدل گئے' مگر وہ شاید بھول گیا تھا کہ وقت کی دھول حسین سے حسین جذبات پر بھی گہری تہہ جمادیتی ہے' کچھ ایسا ہی ہوا تھا صہیب احمد کے ساتھ جب اس کے من مندر میں محبت کی گھنٹیاں زور و شور سے بجی تو..... مانو کے احساسات منجمد ہوگئے' وقت نے جیسے برف کی سل اس کے جذبات پر رکھ دی تھی۔

ان کی پہلی ملاقات اتنی رہی تھی..... اچانک سے اس سے سامنا ہوا تھا..... اس نے بہت مہذب انداز میں السلام علیکم کہا۔

''وعلیکم السلام کیسی ہو.....؟'' شوق ملاقات تو اس کی نگاہوں میں تھا جبکہ دوسری طرف محض سنجیدگی تھی۔

''الحمدللہ ٹھیک ہوں' آپ کیسے ہیں؟'' بسا اوقات لفظ آپ کتنے فاصلے بڑھا دیتا ہے ناں' جو محبت اور اپنائیت مانو کے ''تم'' کہنے میں تھی وہ ندارد تھی۔

''ٹھیک ہوں میں بھی۔'' وہ جو دل میں جانے کیا کیا سوچ رہا تھا یکدم من میں سناٹا سا آن ٹھہرا۔

''بہت بدل گئی ہو مانو۔'' اس نے دل میں آنے والے خیال کو زبان دی۔

''کیا پانچ سال کم ہوتے ہیں صہیب احمد..... ان سالوں نے وقت کے وہ وہ روپ دکھائے' کیسے کیسے رویے دیکھے' کیسی کیسی نگاہیں برداشت کیں تم کیا جانو..... بدلنا پڑا خود کو' پہلے سی رہتی تو شاید اس معاشرے میں جینا دشوار ہوجاتا۔'' وہ لب سے نہ کہہ پائی تھی مگر اس کے دل نے صہیب احمد کو مخاطب کیا تھا' ''اچھا.....'' زبان سے صرف اتنا ہی ادا ہوا۔

''ہائے مانو'' منال اندر سے نکلی اور اسے دیکھتے ہی لپٹ گئی۔

''قسم سے اگر مصروفیت نہ ہوتی میں اسی دن تم سے ملنے آجاتی۔''

''مجھے اندازہ ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

''اندر تو چل ناں..... چاچو نے بھی دروازے میں ہی انٹرویو شروع کردیا ہوگا۔'' اس نے صہیب کو بھی ساتھ ہی ٹوکا اور مانو کو لیے اندر آگئی جہاں دانیہ بھی اسی محبت سے اس سے ملی تھی۔

''ہم نے تمہیں بہت مس کیا مانو۔''

''پتہ نہیں تم نے بھی ہمیں یاد کیا ہوگا کہ نہیں''



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

''ممابتارہی تھیں کہ تم بہت بدل گئی ہو پہلے والی مانو تو بالکل بھی نہیں لگتیں...... بہت بڑی رہنے لگی ہو۔'' مناہل کی بات پر بے اختیار اس کی نگاہ صہیب احمد کی طرف اٹھی تھی جوان کے ساتھ ہی اندر آیا تھا۔

''تم لوگوں کو محسوس ہو رہا ہوگا ورنہ ایسا کچھ نہیں ہے ہاں پہلے کی طرح وہ بے فکری اور لاپرواہی والی لائف نہیں ہے اب بہت سی ذمہ داریاں ہیں...... اور ظاہر ہے......''

''اچھا بابا مان لیا تم وضاحتیں مت دو۔''

''چینج تو یہاں بھی سب میں آیا ہے...... تم دونوں کو دیکھ لو...... بہت چھوٹی لگتی تھیں اب ماشاءاللہ میچور ہو...... اور خوب صورت بھی۔''

''رئیلی......'' مناہل نے شوخی سے کہا۔

''تم بیٹھو میں تمہارے لیے تمہاری فیورٹ کافی بنا کرلاتی ہوں۔'' مناہل اٹھنے لگی تو اس نے روک دیا۔

''مناہل رہنے دو...... میں کافی نہیں پیتی اب۔''

''ہائیں...... کیوں؟''

''بس کچھ عادتوں کو ترک کردینا ہی بہتر ہوتا ہے۔'' معمولی لہجہ تھا مگر بات وہ گہری کرگئی۔

''چلو چائے تو پیتی ہو ناں میں ابھی لاتی ہوں۔''

''میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔'' وہ شاید جان بوجھ کر صہیب احمد سے کترا رہی تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

''تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے حیدر منیب احمد...... تم کیوں ہر بار مجھ پر پریشر بڑھاتے ہو خود میں ہمت پیدا کرو...... کہ حالات فیس کرسکو...... اگر تمہیں نکاح پر اعتراض ہے تو خود جاکر سب کے سامنے بات کرو۔'' دانیہ جانے کیوں آج پھر اس کی بے وجہ بحث پر چڑ گئی اور انتہائی سخت انداز میں جواب دیا۔

''جسٹ شٹ اپ...... تم ہمت نہیں ہوں میں...... مگر نافرمان اور بدزبان بھی نہیں ہوں کہ بڑوں کے سامنے......''

''تو...... کیا تم مجھے بدتمیز اور نافرمان ثابت کرنا چاہتے ہو۔''

''سمجھتی کیا ہو تم خود کو......'' حیدر نے غرا کر اسے دیکھا۔

''مٹی کا انسان......'' دوبدو جواب دے کر پلٹ گئی۔

''بہت غرور ہے ناں تمہیں خود پر......'' حیدر نے اس کے بازو پکڑ کر اسے جھٹکے سے اپنی طرف موڑا تھا...... تکلیف سے اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

''تم اچھی طرح جانتے ہو حیدر کہ میں ایسی نہیں ہوں...... مگر تم نے تو کسی اور کے دیئے دکھوں کا بدلہ جب مجھ سے لینے کی ٹھان لی ہے تو مجھ میں ہزاروں خامیاں نظر آئیں گی...... تم نے کہا تھا ناں مجھ سے...... تم مجھے صرف مایوسی دکھ اور اذیت ہی دے سکتے ہو سو میں نے خود کو تیار کرلیا ہے ذہنی طور پر...... تمہارے ہر ستم کے لیے...... اب تم جو بھی کہہ لو...... جو اذیت دے سکتے ہو دے دو میں تم سے کبھی گلہ نہیں کروں گی...... یہ یقین تم نے خود مجھے دیا ہے۔'' پل بھر کو اس کے اندر کا اچھا انسان پشیمان ہوا تھا اس نے دانیہ کے بازو پر گرفت کمزور کردی تھی۔

''یہ سب مسئلے تم نے خود اپنے نصیب میں لکھوائے ہیں میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ سوچ لو...... مگر تم نہیں مانی اب بھی تو پچھتا رہی ہو۔''

''میں ہرگز نہیں پچھتا رہی ہوں حیدر منیب...... یہ تمہاری غلط فہمی ہے اگر میں خاموشی سے تمہاری ہر اذیت سہہ رہی ہوں تو صرف اس لیے کہ ایک دن تمہیں خود احساس ہوگا کہ تم غلط ہو...... جس کی بے وفائی کے زخم تم میرے دل پر لگانا چاہتے ہو...... وہ تمہارے اور تمہاری محبت کے قابل تھی ہی نہیں۔''

''ایسا کبھی نہیں ہوگا۔'' وہ اٹل لہجے میں بولا۔

''ہونہہ...... اوکے...... مجھے بھی تم سے توقعات نہیں باندھنی...... میرے رب کی رضا ہے جو میرے بڑوں نے مجھے تم سے منسوب کیا اور مجھے اطمینان ہے کیونکہ ہم خود اپنے لیے اتنا اچھا نہیں سوچتے جتنا اللہ سوچتا ہے۔''

''کاش میں تمہارا گلا دبا سکتا۔''


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

"شوق سے...... اگر تمہارے من کو اس طرح سکون ملتا ہے تو ضرور دبا دو...... مگر یاد رکھنا حیدر...... اس طرح کر کے بھی تم مطمئن نہیں ہو سکتے...... کیونکہ تم غلط ہو...... ہر عورت بے وفا نہیں ہوتی۔" جانے وہ کیسی لڑکی تھی جس نے اپنی نسوانیت اپنا وقار سب کچھ کھو دیا اور ایک مخلص انسان کو نہ پہچان سکی۔

"سب ڈھونگ ہیں دانیہ احمد...... مرد کو گھائل کرنے کے جو تم بیٹھے بول بول رہی ہوناں...... وہ بھی ڈرامہ ہے...... تم چاہتی ہو مجھے اپنی طرف مائل کر سکوں...... اس لیے تم مجھ سے جھوٹی ہمدردی جتا رہی ہو۔"

"اف خدا...... اس کے ذہن کو کتنا نیگیٹو کر دیا تھا اس لڑکی نے......" دانیہ تاسف سے اس کا وجیہہ چہرہ دیکھنے لگی۔

"بہت افسوس ہوتا ہے حیدر جب تم اپنے گھر کی لڑکی جس کی زندگی کا ایک ایک پل تمہاری نظروں کے سامنے گزرا ہو...... اسے مدحت جیسی کم ظرف لڑکی سے کمپیئر کرتے ہو۔"

"دانیہ اسٹاپ اٹ...... میں نے تمہیں جس بات کے لیے بلایا......"

"وہ میں نہیں کر سکتی...... ایم سوری۔"

اس کا بس چلتا تو وہ دانیہ احمد کے چہرے پر تھپڑ کے نشان ثبت کر دیتا...... نفرت اسے مدحت سے تھی جسے اس نے دل کی تمام شدتوں سے چاہا تھا...... مگر یہ دانیہ احمد اس کا بی ہیویئر اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ اس سے بھی نفرت کرے...... "جہنم میں جاؤ پھر......"

ہمیشہ کی طرح مسئلے کا کوئی حل نہیں ملا تو اس نے سگریٹ کا زہر اندر اتارنا شروع کر دیا...... دانیہ کو بہت تکلیف ہوتی تھی جب وہ اسے اسموکنگ کرتے دیکھتی گھر کے کسی فرد خاص کر بابا یا بڑے بابا تک یہ اطلاع پہنچ گئی تو قیامت آ جانی تھی۔

ان کے پیرنٹس نے اپنی تربیت میں کسر نہ چھوڑی تھی مگر جانے حیدر کیسے باہر کے ماحول میں اتنا ان چج ہوا کہ اپنے گھر کے ماحول کو بھول گیا۔ یہ واحد شخص تھا...... جس نے بڑوں کی ہر بات میں ضد کرنی ہوتی تھی ہاں آخر میں ماننا بھی ان کی تھا...... مگر بس...... احمر بھیا تو بس بدنام تھے کہ ضدی ہیں۔ دانیہ کا چہرہ ان کے اندر چلنے والی جنگ کی غمازی کر رہا تھا...... تابندہ بیگم چپ تھیں...... مگر بے خبر نہ تھیں...... کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے حالات سنور نہیں جاتے...... وہ خاموش اس لیے تھیں کہ حیدر خود سنبھل جائے گا...... مگر وہ دیکھ رہی تھیں کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ ساتھ حیدر کے اندر تلخی بڑھ رہی تھی...... ان کے مجازی خدا نے جب دانیہ کا رشتہ طے کیا تو وہ خوش تھیں احمر کی طرح حیدر بھی تو ان کے ہاتھوں میں کھیل کر بڑا ہوا تھا...... انہیں اطمینان تھا ان کی اکلوتی لاڈلی بیٹی مضبوط ہاتھوں میں جا رہی ہے مگر جس دن سے رشتہ طے ہوا تھا دانیہ کی آنکھوں کی نمی اس کے چہرے کی پھیکی مسکراہٹ انہیں بے کل کر دیتی...... وہ دیکھ رہی تھیں کہ حیدر کا رویہ کتنا ہتک آمیز ہوتا تھا۔

"تم میرے لیے احمر کی طرح ہو حیدر...... میں تم سے خود بات کرنا نہیں چاہتی تھی، مگر تمہاری یہ خود اذیتی مجھے تکلیف دیتی ہے بیٹا...... دیکھو ابھی بھی وقت ہے مجھے بتا دو...... تم اس رشتے سے ناخوش ہوناں؟" بڑی ماما یوں اس کے سامنے آ کر سوال کریں گی اس کے لیے وہ ذہنی طور پر تیار نہ تھا اور اگر تیار ہوتا تب بھی کم ہمت تھا انکار نہیں کر سکتا تھا...... وہ صرف اپنی ذات کے لیے اپنے تمام گھر والوں کو دکھ نہیں دے سکتا تھا۔

"بڑی ماما ایسا کچھ نہیں ہے بس ذہنی طور پر کچھ اپ سیٹ ہوں کچھ ٹائم لگے گا پھر......"

"ہم سب جانتے ہیں کہ تم اپ سیٹ ہو...... مگر دیکھو ابھی بھی وقت ہے کوئی بات من میں ہے تو کہہ دو۔"

انہوں نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اس نے نفی میں سر ہلا کر انہیں مطمئن کرنا چاہا تھا۔

"صہیب کیا میں نے واقعی خود کو اتنا آشکار کر دیا ہے سب پر۔" صہیب کے سامنے وہ ذہنی خلجان کا شکار تھا۔



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

"بچہ بچہ تمہارے تھوبڑے پر تمہارے عشق کی داستان پڑھ سکتا ہے۔" حیدر نے اضطراب سے ٹہلنا شروع کردیا۔ سچ تو یہ تھا کہ مما نے جب سے اس سے بات کی تھی وہ بہت شرمندگی کا شکار تھا۔

☆☆☆......☆☆☆

کہو اب کیا کہوں تم سے
بتاؤ! کیا لکھوں تم کو
مجھے تمہید دو کوئی' مجھے امید دو کوئی
نیا اک لفظ ہو کوئی
جہاں سے بات چل نکلے!
میری مشکل کا حل نکلے
بتاؤ لہجہ کیسا ہو! کہ تم سے بات کرنی ہے
مجھے تھوڑا اجالا دو بسر اک رات کرنی ہے
تم اپنی روشن آنکھوں کو اگر کھولو تو میں لکھوں
کہو اب کیا ارادہ ہے؟
مجھے اظہار کرنا ہے تم سے ہی پیار کرنا ہے
تمہارے سنگ ہی جینا ہے......!

"مجھے اپنی ہر خطا قبول ہے' میں جانتا ہوں میں نے اپنے رویے سے تمہیں بہت دکھ دیا' میری لاپروائی نے تمہیں بہت تنگ کیا' مجھے ہر جرم کا اقرار ہے' ماہ نور اشرف...... تمام خطاؤں پر تم سے معافی کا طلب گار ہوں اور خدا کو حاضر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ تمہارے جانے کے بعد میں نے ہر پل تمہیں تمام شدتوں سے یاد کیا ہے' تمہارے وجود کا احساس تمہاری محبت کی حدت مجھے تمہارے جانے کے بعد محسوس ہوئی مانو' میرا رب گواہ ہے کہ میں نے یہ سال کیسے گزارے' ایک ایک پل تمہیں مانگا' تمہارے لوٹ آنے کی دعائیں کیں' مجھے بہت دیر سے ادراک ہوا کہ میں تو انجان تھا میرا وجود' میری ہستی تو تم سے مکمل ہوتی ہے۔ پلیز مانو اگر تم ناراض ہو تو معاف کردو' مگر میری محبت کا مزید امتحان نہ لو' میں تمہارے بن نہیں رہ سکتا...... میں نے بہت اذیتیں سہی ہیں ان سالوں میں مگر اب اور نہیں...... میں اب تم سے دور نہیں رہ سکتا۔"

جس اقرار کو سننے کے لیے کبھی کان ترسا کرتے تھے...... جو محبت جو شدتیں وہ صہیب احمد کے لہجے میں دیکھنے کو پاگل ہوا کرتی تھی' آج وہی تڑپ وہی طلب اس کی منتظر تھی۔

"کوئی اور وقت ہوتا ناں صہیب تو شاید میں پاگل ہو جاتی خوشی سے' مگر اب میرے دل کو شاید ان لفظوں کی چاہ نہیں رہی...... کبھی میری زندگی کی طلب میرے جینے کا مقصد صرف تم تھے مگر اب میری زندگی کا مقصد بدل گیا ہے۔ میں اب اپنے لیے نہیں اپنے بھائی کے بچوں کے لیے جیتی ہوں' میں انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتی' وہ میری ذمہ داری ہیں میں نے اپنے مرحوم بھیا سے وعدہ کیا تھا کہ میں کبھی ان کے بچوں کو ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی۔"

"ہم دونوں مل کر ان کی ذمہ داری اٹھائیں گے مانو۔"

"یہ سب وعدے صرف کہنے کے ہوتے ہیں صہیب بعد میں کچھ یاد نہیں رہتا۔"

"یہ تو طے ہے مانو کہ تمہارے علاوہ میری زندگی میں کسی کی گنجائش نہیں' اگر تم مجھے مزید انتظار کی سولی پر لٹکانا چاہتی ہو تو مجھے یہ بھی منظور ہے اور اگر تم مجھے سزا دینے کی خواہش مند ہو تو مجھے تمہاری ہر سزا بھی قبول ہوگی۔"

"صہیب تم مجھے سمجھ نہیں رہے ہو میں اپنی بھابی اور بچوں کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتی۔"

"ہم سب ان کے ساتھ ہوں گے میرا وعدہ ہے تم سے' انہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے' میں تمہاری ہر ذمہ داری تمہارے ساتھ مل کر اٹھاؤں گا۔"

"کیا تمہاری فیملی یہ سب قبول کرلے گی۔"

"میری فیملی کیسی ہے مجھ سے زیادہ تم جانتی ہو۔" پرشکوہ نگاہوں سے اس نے دیکھا۔

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کیونکہ میں جاب نہیں چھوڑ سکتی اور' تمہارے گھر میں مجھے ایسا کوئی کرنے نہیں دے گا...... صہیب میں اپنی فیملی کو سپورٹ کروں گی مگر فیملی عزت اور مان کے ساتھ۔"


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

”تمہارا اور تمہاری فیملی کا وقار کم نہیں ہوگا۔“

”یہ لفاظی ہے محض...... پانچ سال پہلے مجھے بھی زندگی اتنی ہی آسان لگا کرتی تھی صہیب احمد مگر بھائی کے بعد ہم نے زندگی کا اصل روپ دیکھا۔ یہ جو بہت تلخ ہے۔“ وہ اپنے فیصلے پر اڑی ہوئی تھی۔

”اتنی بھی تلخ نہیں ہے زندگی...... زندگی کی تلخی کو محبت کی مٹھاس سے کم کیا جاسکتا ہے مانو۔“

”محبت...... یہ لفظ تو اب صرف کتابی لگنے لگا ہے صہیب احمد۔“ وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی تھی۔ صہیب احمد نے مانو کے اندر کی یہ تلخ حقیقت اور بدلاؤ بہت محسوس کیا تھا‘ وہ واقعی پہلی سی مانو نہیں رہی تھی۔ اسے لگتا تھا کہ مانو کو اب پانا بہت آسان ہے اپنی منزل اسے سامنے نظر آئی تھی لیکن شاید ابھی امتحان اور باقی تھے۔ تم لاکھ انکار کرلو ماہ نور اشرف تمہیں پانا تو میری حیات کا مقصد ہے‘ میری زندگی میں ہمسفر کی جگہ تو تم نے ہی پر کرنی ہے...... کچھ انتظار اور سہی‘ بھیا کی ڈانٹ کچھ اور سہی...... مگر ہار نہیں ماننی۔“

”احمق ہے وہ‘ بھلا تنہا لڑکی کیسے اتنی بڑی ذمہ داری اٹھا سکتی ہے‘ تم نے یقین دلانا تھا ناں تم بھی اس کے ساتھ ہو۔“

”کیا لگتا ہے تمہیں کہ میں نے نہیں کہا ہوگا؟“

”خدانخواستہ ایسے برے بھی حالات نہیں ہیں...... بھابی سمیرا کی خود کی گورنمنٹ جاب ہے‘ پھر کاشف بھائی کی پینشن آتی ہے۔“

”جو بھی ہے یار...... آج کل تمہیں پتہ ہے ناں اخراجات کتنے ہیں‘ مجھے اس کے جاب کرنے پر قطعی اعتراض نہیں ہے۔“

”تمہارے علاوہ سب کو تو ہوگا ناں۔“ احمر نے حقیقت کا آئینہ دکھایا۔

”وہ بھی یہی کہتی ہے۔“ وہ پرسوچ انداز میں بولا...... اس مسئلے کا حل کیا ہوسکتا تھا...... کچھ تو کرنا تھا ناں۔

☆☆☆......☆☆☆

”سن رہا ہے ناں تو......“

رو رہا ہوں میں۔“

”بھائی کس لیے رو رہا ہے یہ بھی تو بتادے...... سن تو ہم سب رہے ہیں کہ تو رو رہا ہے۔“

”بدبختو...... ٹیلنٹ کی قدر کیا کرو...... میں گانا گا رہا ہوں۔“

”ہائے میرے ربا...... واقعی۔“ ہادی نے پہلو تھاما۔

”طلال کہہ دے یہ جھوٹ ہے‘ جھوٹ ہے‘ جھوٹ ہے۔“ بہرام نے دونوں کانوں پر ہاتھ دھرتے ہوئے دہائی دی۔

”ہم تو سمجھے تو واقعی رو رہا ہے۔“ طلال شدید صدمے سے دوچار ہوا تھا۔

”بس ہم پاکستانیوں کا یہی مسئلہ ہے‘ اپنے سے زیادہ ٹیلینٹڈ انسان‘ ہم سے برداشت ہی نہیں ہوتا۔“

”ہائیں‘ کس کا ذکر کررہے ہو بھائی۔“

بہرام یوں انجان بنا...... طلال جیسے تپتے توے پر جا بیٹھا تھا۔

”ناہنجارو‘ جیسی تمہاری صورتوں سے ٹپک رہی ہے پسینے کی طرح‘ تم لوگوں کو میری سریلی خوب صورت آواز برداشت نہیں ہوتی ناں۔“

”ہاں...... آدھا تو سچ ہے کہ ہم سے تمہاری آواز برداشت نہیں ہوئی لیکن قسم لے لو یار ہمیں واقعی سر اور خوب صورت کہیں نہیں دکھائی دیئے۔“

”اف بہرام تمہاری معصومیت‘ دل کرتا ہے فدا ہو جاؤں۔“ طلال نے لفظ یوں چبائے گویا بہرام کو ہی چبا ڈالا ہو۔

”حد ہوتی ہے ویسے فضول گوئی کی‘ کوئی سر پیر ہے بھی اس بحث کا...... بس خوامخواہ میں بکے جارہے ہو تینوں۔“ حیدر دل ہی دل میں کب سے کڑھ رہا تھا ان کی بکواس پر۔

”کیا ہوا بھیا جی ہم پر کس کا غصہ......“

”مطلب؟ اگر تم لوگوں کو کسی فضول حرکت سے منع کیا جائے تو غصہ ہی ہوگا۔“



Download From - PakDigestNovel

''ایم سوری یار اگر تمہیں بری لگی ہماری گفتگو..... مگر کبھی..... تم ایسی گفتگو انجوائے کیا کرتے تھے۔''

''یار طلال ضروری نہیں انسان سدا ایک سا رہے۔''

''قطعی ضروری نہیں ڈیئر برادر..... لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ انسان ہر کسی پر اپنی کیفیت آشکار کرے کہ وہ اب پہلے سا نہیں رہا..... یونو..... جب ہم سب کے سامنے خود کو ظاہر کردیتے ہیں تو ہمیں بہت وضاحت بھی دینے پڑتے ہیں اور ضروری تو نہیں ناں کہ ہم اپنی ذات سے وابستہ ہر بات ہی دوسروں سے شیئر کریں..... سو یہ بہتر نہیں ہم خود کو ایکسپوز ہی نہ کریں۔'' طلال کبھی کبھی بات سمجھ داری کی کردیتا تھا' کم از کم اس پل حیدر لاجواب ہوگیا تھا۔

''اچھا یار جو مرضی کرو۔'' اس نے خوامخواہ ہی ٹی وی ریموٹ اٹھا کر چینل سرچ کرنا شروع کردیئے تھے۔ اپنی طرف سے وہ بات ختم کرکے بیٹھ گیا تھا۔

''کچھ جذبے بہت قیمتی اور نایاب ہوتے ہیں بگ برادر..... انہیں کم ظرف لوگوں پر وار کر ان جذبات کی بے قدری نہیں کرنی چاہیے..... بلکہ صحیح حق دار کو وہ احساسات سونپنے چاہئیں تاکہ جواباً آپ کو بھی بے ہی انمول جذبات اور خالص محبت وصول ہو۔''

''اس فلاسفی کا مقصد.....؟'' حیدر نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

''فلاسفی' کیمسٹری' فزکس' بائیو' کا تو مجھے کچھ نہیں پتہ بھیاجی' اپنی تو سیدھی سی منطق ہے اکنامکس..... احساسات بھی بہت قیمتی ہوتے ہیں پھر ان میں گھاٹے کا سودا کیوں؟ پرافٹ والی محبت کرنی چاہیے ناں۔''

''محبت ہے یا تجارت کہ اس میں گھاٹے اور منافع کے سودے ہونے لگے؟''

''حیدر منیب احمد..... گھاٹے اور منافع کا ذکر تو لازم ہے جب آپ کسی ایک محبت کے لیے ڈھیروں محبتیں ٹھکراتے ہیں..... اور محبت بھی وہ جس کے صلے میں صرف دکھ..... اور نارسائی ملے' جس کی اذیت آپ کو تنہائی پسند بنادے' آپ اپنی ذات سے اس ایک محبت کے لیے اتنی ساری محبتیں تفریق کردیں تو بھیا میرے نزدیک تو یہ گھاٹے کا سودا ہوا اب تم مانو..... نہ مانو۔''

''میں نے کبھی ان محبتوں سے انکار نہیں کیا۔''

''مگر تم غور کرو حیدر تم نے ثابت یہی کیا ہے وہ ایک لڑکی کیا تمہاری ساری فیملی سے زیادہ اہم ہے..... جبکہ اس نے نہ تمہاری محبت کی قدر کی نہ خلوص کو اہم جانا..... صرف ایک لڑکی کے لیے تم نے گھر کے بیس افراد اور ان کے خلوص کو بھلادیا..... جنہیں تم سے بہت محبت ہے جو تمہاری فکر کرتے ہیں..... تمہاری حالت پر کڑھتے ہیں۔''

''اف..... یہ گاتا رہتا تو زیادہ اچھا تھا.....'' اتنا ہیوی لیکچر اس کی برداشت سے باہر تھا یوں بھی آج کل حیدر منیب احمد سچائیوں سے دور ہی بھاگتا تھا۔

''معاف کردو..... والد محترم' مجھ گنہگار اور نا ہنجار سے یہ خطا سرزد ہوئی..... بندہ ناچیز معافی کا طلب گار ہے..... براہ کرم عنایت فرمایئے۔'' حیدر نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑے۔

''برخوردار' معاف تو ہم تمہیں کردیں گے مگر ہماری کچھ شرائط ہوں گی۔'' وہ بھی طلال تھا۔

☆☆☆.....☆☆☆

''جناب اعلیٰ! براہ مہربانی کہیے' کیا شرائط ہیں۔''

''شرط نمبر ایک..... آپ ہمہ وقت اپنے تھوبڑے پر بارہ نہیں بجا کر رکھیں گے' برائے مہربانی اپنے سیل تبدیل کیجیے تاکہ صورت مبارک کوئی اور ٹائم بھی نظر آئے..... شرط نمبر دو آپ ہمارے خاندان کے سپوتر ہیں پس ہمارے ہی رہیے..... مجنوں اور ماہیوال کے پوتے نواسے بننے کی سعی مت کیجیے..... شرط نمبر تین ہمارے گھر کی خواتین محنت کش ہیں وہ الحمدللہ کپڑے دھونے کے فن میں ماہر ہیں تو اللہ واسطے روزانہ لباس تبدیل کیجیے تاکہ کسی معصوم کی جان جانے کا اندیشہ نہ ہو جسے بدقسمتی سے آپ کے پہلو میں بیٹھنا پڑ جائے..... اور شرط نمبر چار ہے کہ.....!''

''بس.....'' حیدر نے اپنی پشت سے کشن اٹھایا اور



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

طلال کو دھن کر رکھ دیا۔

ہاں یہ ضرور تھا کہ طلال اپنے مقصد میں فتح یاب ہوا تھا' حیدر کی صورت جس پر بارہ بجے تھے اب مسکراہٹ سے چہرہ کچھ بہتر محسوس ہوا تھا۔

"پتہ نہیں یار تم نے تو پی ایچ ڈی کی ہے بکواس میں۔"

"تھینک یو سر۔" اس نے سیلوٹ کیا۔

"کیا خیال ہے ہونے والی بھابی (منااہل) سے اچھی سی چائے نہ پی جائے۔"

"رہنے دو جو موڈ میرے بھائی کا بہتر ہوا ہے پھر سے شوگر ڈاؤن ہو جائے گا مجال ہے جو یہ لڑکیاں چائے میں مٹھاس گھولتی ہوں' اپنے رویوں کی سی تلخ اور کڑوی کسیلی چائے پکا کر لے آتی ہیں۔"

بہرام نے اپنے سنہری خیالات کا اظہار کیا جو اسے بہت مہنگا پڑ گیا' کیونکہ یہ زریں اقوال عاشی نے سن لیے تھے۔

☆☆☆......☆☆☆

کئی دن سے اس کی خاموشی وہ نوٹس کررہی تھیں' آفس آ کر بے وجہ ہی لیپ ٹاپ آن کر کے بیٹھ جاتی مگر توجہ ادھر بھی مرکوز نہ ہوتی' بہت زیادہ ذہنی خلفشار کا شکار نظر آتی تھی۔

انہوں نے آج بھی سب خاموشی سے دیکھا پھر جب بچے سو گئے اور وہ فارغ تھیں تو سکون سے اپنے اور مانو کے لیے اسٹرونگ سی کافی لے کر آ گئیں۔

"آپ اب تک سوئیں نہیں۔" اس کے لیے ان کا اس وقت آنا باعث تشویش تھا۔

"نہیں' جب تم جاگ رہی ہو تو میں کیسے سو سکتی ہوں۔" سمیرا نے کافی کا مگ اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا..... مانو نے خاموشی سے مگ اٹھا لیا۔ "تم اپ سیٹ ہو' کیا بات ہے؟" ان کے لہجے میں پختہ یقین تھا۔

"کچھ خاص نہیں ہے بھابی..... بس یوں ہی۔"

"خاص تو ہے مانو..... آئی تو تمہاری صہیب سے بات ہوئی تھی اس دن کے بعد سے تم بہت پریشان ہو۔"

وہ ان کے یقین پر فقط انہیں دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"میں وہ راستہ کب سے پیچھے چھوڑ کر نئے راستے کا آغاز کر چکی ہوں..... میرے لیے پلٹنا بہت کٹھن ہے..... اور وہ مجھے پھر سے انہی راستوں پر پکار رہا ہے۔"

"زندگی سے جو تم طلب کرتی تھیں' جسے دعاؤں میں شام وسحر مانگا کرتی تھیں..... جس کی کج ادائی تمہیں کھلتی تھی آج جب تمہارا طلب گار بن کر ہاتھ پھیلائے تمہارا منتظر ہے کہ تم محبتوں کے اس سفر پر اس کی ہم سفر بنو تو تم انکاری ہو..... یہ سراسر ناشکری ہے مانو..... بھول گئیں کیسے گڑگڑا کر تم اس ذات سے صہیب احمد کی محبت' اس کا ساتھ طلب کیا کرتی تھیں اور جب اللہ تم پر مہربان ہے تمہاری جھولی میں وہ تمام چاہتیں ڈال رہا ہے تم کیوں دامن جھاڑ کر خود کو ان محبتوں سے الگ کر رہی ہو۔"

"مجھے تمام باتوں کا اعتراف ہے بھابی' کبھی وہ شخص میری ہر دعا میں ہوتا تھا..... مگر اب میری زندگی کی اولین ترجیحات میں میری فیملی ہے..... مجھے کیا پتہ تھا بھابی کہ آنے والے وقت میں ہمیں بھیا کے بغیر بھی جینا پڑے گا..... بھیا نے اور آپ نے مجھے اپنے بچوں کی طرح پالا ہے..... تو کیا اب میرا فرض نہیں بنتا کہ میں بھی اب آپ کو تنہا نہ چھوڑوں۔" اس کے لہجے میں عزم تھا۔

"مانو ہم نے صرف تمہیں بچوں کی طرح پالا نہیں ہے تم ہماری بچی ہی ہو اور ہر ماں باپ پر بیٹی کا فرض واجب ہوتا ہے..... تمہارے بھیا ہوتے تو وہ اب تک شاید تمہارے فرض کو ادا کر چکے ہوتے..... میں تو خود بہت پریشان رہتی ہوں تمہاری ذمہ داری مجھ پر ہے مگر تم میری بات مانتی نہیں ہو..... مجھے بھی اپنے مجازی خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے مانو..... خدارا تم یہ مت سمجھو کہ میں تم سے تنگ آ گئی ہوں اور اب جبکہ صہیب نے خود یہ خواہش ظاہر کی ہے تو بلیو می میں بہت مطمئن ہوں کیونکہ نہ تم مجھ سے دور ہوگی' نہ میں تمہارے لیے بے کل رہوں گی..... مجیب بھائی کے گھر سے بہتر کوئی گھر نہیں ہے تمہارے لیے..... مانو پلیز اللہ پاک نے خود تمہارے لیے یہ راہ مقرر کی ہے



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

نافرمانی اور ناشکری نہ کرو۔" انہوں نے مانو کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر پیار سے سمجھایا۔

"میں آپ کو اور بچوں کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی آپ اکیلے کیسے تین بچوں کی ذمہ داری اٹھائیں گی؟"

"تم پاگل ہو مانو...... شکر ہے اس رب کی ذات کا ہم لاکھوں لوگوں سے بہت بہتر زندگی گزار رہے ہیں ہمیں کسی چیز کی کمی نہیں ہے ہاں وہاں اجنبی شہر میں مجھے بھی فکر لاحق تھی مگر اب میں بالکل پرسکون ہوں...... اور پھر تم کون سا دور ہو جاؤ گی...... یہیں میرے قریب تو ہو گی؛ مجھے یقین ہے کہ تم مطمئن رہو گی ہم سب کی طرف سے۔"

"آپ کو پتہ ہے ناں بھابی محیب کے گھر والے لڑکیوں کی جاب کے کتنے مخالف ہیں وہ مجھے جاب نہیں کرنے دیں گے۔"

"تمہیں ضرورت بھی کیا ہو گی؟"

"نہیں بھابی میں اگر شادی کروں گی تو صرف اسی شرط پر کہ میں نے جاب نہیں چھوڑنی۔"

"پھر سے بے وقوفی والی باتیں۔"

"میں نے صہیب کو کہہ دیا ہے۔"

"اف میرے خدا...... تم ناں......" بھابی نے قدرے غصے سے اسے دیکھا۔

"آپ بھی سن لیں...... یہ میری شرط ہے...... ورنہ پھر مجھے میرے فیصلے سے ہٹانا قطعی ممکن نہیں۔" بحث کرنا فضول تھا اس لڑکی سے وہ پہلے ہی صہیب سے کہہ چکی تھی۔

"تم اسی لیے اپ سیٹ تھیں۔"

"نہیں تو......"

وہ نگاہیں چرا گئی...... جس دیوانگی سے وہ صہیب احمد پر مرتی تھی...... وہ محبت دل سے نکلنا ممکن کب تھا...... بس جو ضد تھی وہ بھی حالات کے پیش نظر تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

"اماں کی شروع سے یہی خواہش تھی کہ مانو ہی صہیب کی دلہن بنے...... جب کاشف کا ٹرانسفر ہوا تو دل مسوس کر رہ گئی تھیں...... لیکن اللہ پاک نے ہمیں یہ موقع دیا ہے اماں بی مرحومہ کی یہ خواہش شرمندہ تعبیر ہو تو ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" تابندہ نے مجازی خدا کے سامنے عرضی پیش کی تھی۔

"دیر تو تمہارے لاڈلے کی طرف سے ہے بیگم صاحبہ ہماری طرف سے نہیں؛ ہم سمیرا سے بات کر لیں اور وہ آ کر اعلان بغاوت کر دیں تو برسوں کی بنی بنائی میں گرہ لگ جائے گی۔"

"نہیں نہیں ...... اتنا نا سمجھ بھی نہیں ہے اب صہیب...... مجھے یقین ہے اب کی بار وہ کچھ نہیں کہے گا۔"

"بھائی صاحب سچ تو کہہ رہے ہیں بھابی؛ آپ صہیب کی مرضی پوچھ لیں تاکہ بعد میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔"

منیب اور عاقب کا بھی یہی خیال تھا...... اب وہ کیسے سمجھاتیں انہیں کہ صرف مانو کے لیے آج تک وہ ہر رشتے سے انکاری رہا ہے...... خیر خاموشی میں عافیت...... سو انہوں نے چپ ہی سادھی...... اور سر ہلا دیا؛ دنیا دکھاوے کو صہیب سے بات کی...... مگر وہ تو کچھ الگ ہی ہانک رہا تھا۔

"پاگل ہو گئے ہو جانتے بھی ہو تمہارے بھیا کبھی نہیں مانیں گے۔ کس چیز کی کمی ہے ہمارے یہاں جو بہو بیٹیاں نوکری کریں گی۔"

"بھابی وہ جاب اپنے لیے نہیں سمیرا بھابی اور بچوں کو سپورٹ کرنے کے لیے جاری رکھنا چاہتی ہے...... آپ بھیا کو یہ سمجھا سکتی ہیں کہ جس طرح اب وہ جاب سے اپنی فیملی کو فنانشلی سپورٹ کر رہی ہے آگے بھی کرنا چاہتی ہے اور مجھے اس کی جاب پر کوئی اعتراض نہیں۔"

"تمہارے اعتراض نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے میاں انہوں نے فساد برپا کر دینا ہے پہلے ہی وہ تم سے نالاں رہتے ہیں...... پہلے ہی انہیں قلق ہے کہ تم نہیں مانو گے...... اور اب جب یہ سنیں گے تو قیامت ہی کھڑی ہو جائے گی۔"

انہوں نے سر پیٹ لیا تھا...... پھر جب صہیب کا اترا



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

چہرہ دیکھا تو پسیج گئیں۔

"تم ایک اور بار اسے سمجھاؤ صہیب...... ہم سب ہیں ناں ہم سمیرا کا ہر طرح ہر مشکل میں ساتھ دیں گے۔"

"میں نے پوری کوشش کی ہے...... مگر دوسری صورت میں وہ انکاری ہے یہی شرط ہے محترمہ کی۔" وہ خود کون سا چاہتا تھا کہ بھیا سے نئی بحث کا آغاز کرے۔

"چلو اچھا تم فکر نہ کرو اللہ مالک ہے ہم سمیرا سے بات کریں گے...... جو بات ہوگی خود تمہارے بھیا کے سامنے آجائے گی تم بس خاموش رہنا۔" انہوں نے سمجھایا۔

"بھابی...... میں اسے کھو نہیں سکتا...... آپ جانتی ہیں ناں۔"

"کرم کرنے والی ذات اللہ کی ہے تم فکر نہ کرو...... ہمیں تو یہ امید بھی نہیں تھی اب کہ وہ لوٹ آئیں گی...... اللہ پاک نے ہی ہمارے لیے یہ آسانیاں پیدا کی ہیں ناں آگے بھی وہی کرے گا۔" انہوں نے صہیب کا سر تھپک کر حوصلہ دیا تھا۔

مگر اس کی پریشانی کم نہ ہوئی مانو اپنی جگہ درست تھی جو صورت حال تھی وہ کبھی بھی خود غرض ہو کر نہیں فیصلہ لے سکتی تھی اس کی جگہ صہیب ہوتا تو شاید وہ بھی یہی فیصلہ کرتا۔

مگر دوسری طرف اس کے بڑے جن کے نزدیک عورت کا جاب کرنا قطعی نامناسب تھا...... ان کے خیال میں یہ ذمہ داری مرد کی ہونی چاہیے...... اور ان کے گھر میں یہ ذمہ داری حقیقتاً تمام مرد نبھا بھی رہے تھے...... تعلیم کا زیور سب کے لیے ضروری ہے اس امر سے انکار نہیں تھا اسی لیے پڑھائی کے معاملے میں سب نے سختی کی اور ان کے گھر کی تمام لڑکیوں نے اپنی مرضی سے تعلیم حاصل کی...... بس وہ جاب کے خلاف تھے بقول ان کے ضرورت بھی کیا تھی؟

احمر یا حیدر سے شیئر کرنا بے کار تھا وہ بھی بھیا کے حامی تھے...... اب بھلا وہ کیا کرتا؟

"کوئی اور حل نہیں ہے مانو...... جس سے سب متفق ہوں۔" آخر وہ اسی کے پاس آیا تھا دل کی حکایتیں کہنے۔

"میرے پاس تو ہے نہیں صہیب احمد۔"

"مجھے لگتا ہے مانو...... تم مجھ سے ناراض ہو اور جان بوجھ کر تم ایسا چاہتی ہو تاکہ مجھے اذیت دے سکو۔"

"مرد ذات کبھی عورت کو نہیں سمجھ سکتا صہیب احمد...... جب ایک لڑکا شدید محبت کے باوجود بسا اوقات صرف اپنے گھر کے حالات سے مجبور ہو کر اپنی محبت کی قربانی دیتا ہے تب کیا وہ یہ سب لڑکی کو اذیت دینے کے لیے کرتا ہے میرے حالات تمہارے سامنے ہیں صہیب احمد ہمارے گھر کا کفیل اب اس دنیا میں نہیں ہے میں اور بھابی مل کر ہی گھر چلا رہے ہیں...... تم حالات سے واقف ہو کہ بچوں کے اخراجات کس قدر ہوتے ہیں میں تمہاری بات مان لوں...... مگر کیا تم نے یہ سوچا کہ بھابی کیسے حالات کا مقابلہ کریں گی...... تمہارے لیے یہ کہنا آسان ہوگا مگر میرے لیے ناممکن ہے......"

"مجھے نہیں پتہ کہ کیا فیصلہ ہونا ہے...... میرے مقدر میں آگے کیا ہے مگر مجھے اتنا پتہ ہے ماہ نور اشرف کہ مجھے بس تمہارے بنا نہیں جینا...... میں نے اپنی لاپرواہی میں جو سنہری پل گنوا دیئے وہ تو لوٹ کر نہیں آسکتے...... شاید مجھے اسی لاپرواہی کی سزا مل رہی ہے مگر میرا خدا گواہ ہے کہ آگہی کے بعد میرے دل نے شدتوں سے تمہیں مانگا ہے...... یہ ماہ و سال میں نے بہت کرب میں گزارے ہیں۔اماں میری زندگی سے چلی گئیں...... مگر مزید کسی نقصان کی ہمت نہیں ہے مجھ میں میں جی نہیں پاؤں گا۔"

"ہم ایسا سوچ سکتے ہیں صہیب احمد مگر زیست میں ہوتا اس کے مخالف ہے ہم زندہ بھی رہتے ہیں اور نقصان سہنے کی ہمت بھی آجاتی ہے ہم میں مجھے بھی لگتا تھا بھیا کے بغیر میں نہیں جی سکوں گی۔" "لیکن دیکھ لو تمہارے سامنے ہوں۔"

کبھی کبھی ہم اپنی طرف سے منزل کا تعین کر لیتے ہیں اور پھر بس آنکھیں موندے اسی راہ پر چل پڑتے ہیں...... مگر آگے جا کر جب آنکھیں کھلتی ہیں تو احساس ہوتا ہے



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

کہ یہ منزل تو ہماری ہے ہی نہیں..... تب صہیب احمد ہمیں پلٹنے کا رستہ تک نہیں ملتا..... ہم بھٹک جاتے ہیں۔" مانو نے اسے اپنی باتوں سے مایوسی ہی دی تھی..... سوچ سوچ کر دماغ شل ہوگیا..... آخر اسے کیسے سمجھائے اور اگر خدانخواستہ اتنی قریب آ کر وہ پھر دور ہوگئی تو..... بس یہاں آ کر اس کی بے قراری حد سے سوا ہو جاتی..... دماغ کی رگیں جیسے پھٹنے کو تیار تھیں..... مگر رستہ نہیں مل رہا تھا۔

"ایک لڑکی تم سے منائی نہیں جا رہی ہے صہیب احمد....."

"احمر یار بات منانے کی نہیں ہے۔"

"کچھ زیادہ ہی سمجھدار ہوگئی ہے شاید مانو..... جس انسان کے پیچھے پاگلوں کی طرح گھوما کرتی تھی آج جب وہ خود اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے عمر بھر کا ساتھ مانگ رہا ہے تو اسے شرطیں سوجھ رہی ہیں..... وقت بھی کبھی مہربان ہوتا ہے۔"

"پتہ نہیں یار..... مجھے تو بس اتنا پتہ ہے کہ میرے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی..... نہ وہ مانے گی اور نہ بھیا..... نہ میں اس کے بنا جی سکوں گا نہ بھیا کی نافرمانی کر کے۔" صہیب کا اضطراب نمایاں ہو رہا تھا۔

☆☆☆......☆☆☆

نادان نہیں تھیں سمیرا کہ گھر میں ان سب کی آمد کا مقصد نہ جان پاتیں..... وہ بے حد خوش تھیں بس مانو کی ضد نے انہیں کچھ اپ سیٹ کیا تھا..... بڑے بھائی نے جب باقاعدہ گفتگو کا آغاز کیا..... اور مانو کا رشتہ طلب کیا تو وہ چپ سی ہوگئیں۔

"ہم کیا ہیں، کیسے ہیں تمہارے سامنے ہیں بچے برسوں کا ساتھ رہا ہے دکھ تو بہت ہے کاشف نہیں رہا اب ہمارے بیچ، ورنہ تو سالوں پہلے اماں کی خواہش تھی کاشف سے بات کرتیں، پھر تم لوگ چلے گئے اماں کی خواہش ان کے ساتھ منوں مٹی تلے دب گئی..... اللہ رب العزت نے ہمیں پھر سے یہ موقع عطا کیا تو ہم اسے گنوانا نہیں چاہتے..... مانو شروع سے ہی ہمارے گھر کے فرد کی طرح ہے اب ہم باقاعدہ شرعی حیثیت سے اسے اپنے گھر میں شامل کرنے کے خواہش مند ہیں۔" سمیرا چپ تھیں.....!

"تم ٹائم لینا چاہتی ہو..... جتنا چاہو لو..... اپنے خاندان کے بڑوں سے مشورہ کرو..... اکرام کو بلا لو..... بہت اچھا انسان ہے اس سے مشورہ کرو..... سمیرا بچے تمہارا اطمینان بہت ضروری ہے۔"

"بھائی، ہمارا اور آپ کا برسوں سے بہت اچھا رشتہ رہا ہے، ایسا نہیں ہے کہ مجھے خدانخواستہ آپ لوگوں پر کوئی ڈاؤٹ ہے، دراصل مانو نے اپنے بھائی کی شہادت کو شدت سے دل و دماغ پر لیا ہے..... بہت زیادہ گہرا اثر پڑا ہے اس کی شخصیت پر۔"

"اندازہ ہے ہمیں..... اور ہمیں بھی مانو کی اس حالت پر دکھ ہوتا ہے بچی کے چہرے سے مسکراہٹ تک غائب ہوگئی ہے..... بہت سی تلخیاں اس کے لہجے میں نظر آتی ہیں مگر وہ ہماری بچی ہے اور امید ہے ہمیں کہ ان شاءاللہ وہ پھر سے زندگی کو اسی بھرپور انداز میں جیے گی۔" سمیرا کچھ پرسکون ہوئیں..... بڑے بھائی بہت پرامید گئے تھے اور یہ تو طے تھا انکار تو انہوں نے بھی نہیں کرنا تھا بس فکر لاحق تھی تو اس نادان لڑکی کی نادانی کی..... جو جانے کیا سوچ بیٹھی تھی..... انہوں نے واقعی اکرام بھائی اور بھابی سے اس موضوع پر تفصیلی بات کی تھی، کیونکہ خاندان میں وہ واحد تھے جو ان کے دکھ سکھ میں ساتھ کھڑے تھے۔

"اللہ کا نام لو اور انہیں ہاں کر دو..... اتنا اچھا گھرانہ ہے اس میں اتنا سوچنے اور فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

"فکر مند میں مانوں کی طرف سے ہوں۔" انہوں نے مختصراً مانو کی ضد بتائی۔

"اگر وہ ناسمجھ ہے تو یہ صہیب کو بھی سوچنا چاہیے نوکری کرنے میں کیا مضائقہ ہے..... کچھ عرصے تک وہ خود ہی جب اپنے گھر بچوں اور گھر داری میں لگے گی تو..... اس کی سوچ میں تبدیلی آ جائے گی۔" اکرام بھائی کی وائف نے بہت سہولت سے کہا۔

"صہیب کو اعتراض نہیں ہوگا..... مگر بھابی خود بڑے



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

بھائی مخالف ہیں نوکری کے۔"

"ان سے بات کی جاسکتی ہے سمیرا...... وہ سمجھ سکتے ہیں...... مانو اتنا کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہی ہے۔"

"احمق ہے مانو...... ورنہ رب کا شکر ہے بھابی مجھے کوئی بھی پریشانی نہیں ہے۔" انہوں نے شکر ادا کیا۔

"وہ بچوں سے بہت اٹیچ ہے سمیرا...... تم سے زیادہ بچے اس سے ہر بات شیئر کرتے ہیں...... ان کی چھوٹی چھوٹی فرمائشوں کو جب وہ پورا کرتی ہے تو اسے خوشی کا احساس ملتا ہے...... جیسے کبھی کاشف اس کی خواہشوں کو پورا کیا کرتا تھا...... بس اسی احساس کے تحت اس نے یہ سوچا ہوگا......" انہیں مانو کے احساسات کا خیال تھا لیکن یہ بات وہ کیسے سب کو سمجھا سکتی تھیں؛ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ مانو کی اس ضد کے باعث اس کی زندگی کا نقصان ہو...... صہیب احمد بھی اس کی زندگی میں آکسیجن کی صورت تھا لاکھ اس نے اب خود پر بدل جانے کا لیبل لگالیا تھا مگر وہ اپنے دل سے صہیب کی محبت ذرا بھی کم نہیں کرپائی تھی؛ تبھی تو انجانے میں سہی اسے یہ ڈر بھی ہے کہ کہیں اگر صہیب کی فیملی نے اس کی شرط رد کردی تو...... اسے کھونا تو مانو کے بس سے بھی باہر تھا...... بس یہ خول تھا جو اس نے خود پر چڑھا رکھا تھا۔

☆☆☆......☆☆☆

گھر میں خوشی کا ماحول نظر آرہا ہے ورنہ پچھلے دنوں تو جیسے بچے مرجھا سے گئے تھے اب تو ماشاء اللہ حیدر بھی بہت حد تک سنبھل چکا ہے اور صہیب کے چہرے پر تو خوشی جھلک رہی ہوتی ہے۔" نگہت نے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد گھر کا چکر لگایا تھا اور انہیں مثبت تبدیلی نظر آئی تھی۔

"شکر ہے نگہت اس ذات کریمی کا۔" تابندہ تشکر بھرے لہجے میں بولی تھیں۔ "بس اب تو سمیرا کی طرف سے خوشخبری کا انتظار ہے۔"

"اور پھر ہمارے گھر میں بینڈ باجے بج اٹھیں گے...... تین تین گدھے گھوڑے پر سوار ہوں گے اور......"

"طلال تمہیں ذرا لحاظ نہیں ہے چھوٹے بڑے کا ہر وقت بکواس کرتے ہو بس؛ شرم کرو...... تینوں بڑے ہیں تم سے۔"

طلال کو پتہ نہیں تھا اسے مذاق پر اتنی سننی پڑے گی۔

"ذرا بھی حیا نہیں رہی آج کل کی نسل میں؛ نہ ماں باپ کی شرم نہ بڑے بھائی بہن کا لحاظ...... ہر کسی کو بس زبان کی نوک پر رکھنا اور بغیر لاج کے بکنا۔" سعدیہ چاچی نے بھی خبر لی۔

"ارے بس کردو...... جب بچے برابر کے ہوں پھر اس طرح ہوتا ہے؛ وہ کون سا اس کے ساتھ چھوٹوں کی طرح بی ہیو کرتے ہیں؛ برابری والا رشتہ ہے سب میں...... دوستی ہے۔" پھوپو نے سائیڈ لے کر اس پر ہونے والی گولہ باری بند کروائی۔

دھیرے دھیرے پھوپو کے سارے چہیتے ان کے گرد جمع ہوگئے تھے۔

"بہت دن بعد چکر لگایا آپی؟"

"اور آپی کے لاڈلے نے روز چکر لگائے ہوں گے ناں۔" ان کے مسکراتے لبوں پر پیار بھرا شکوہ تھا؛ صہیب جھینپ رہ گیا۔

"ذینی نہیں آئی؟"

"ایسا ممکن ہے...... باہر لان میں بیٹھیں ہیں سب مانو کے ساتھ۔"

"اوہو تو محترمہ ماہ نور اشرف بھی تشریف فرما ہیں۔" احمر نے بھنویں اچکائیں۔

"بھابی میں نے بھی سمیرا سے ملنے جانا ہے؛ مصروفیت کے باعث میرا چکر ہی نہ لگا...... آپ چلیں ناں میرے ساتھ۔"

تابندہ بھی فوراً تیار ہوگئیں...... ان کے جانے کی دیر تھی وہ سب کے سب لان میں آن موجود تھے...... جہاں اچھی خاصی رونق لگی ہوئی تھی۔

"کیا خیال ہے یار عفان میں بھی تمہاری ٹیم میں کھیل سکتا ہوں۔" عفان؛ سفیان کرکٹ کھیل رہے تھے۔

"وائے ناٹ صہیب بھائی اور حیدر بھیا آپ بھی


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

آئیں ناں۔“ حیدر پینٹنگ بہت اچھی کرتا تھا۔

”موڈ نہیں یار۔“ وہ موبائل پر نظریں جمائے بولا تھا...... اس کے ہاتھ میں اسمارٹ فون تھا جو کہ عفان کو بہت پسند تھا...... وہ بیٹ چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا۔

”حیدر بھائی' کیا میں آپ کے سیل سے ایک میسج کر سکتا ہوں آپ کی ایف بی پر آئی ڈی ہے ناں۔“

عادتیں جاتے جاتے ہی جاتی ہیں حالانکہ عفان نے اپنی یہ عادت چھوڑ بھی دی تھی مگر پھر بھی کبھی کبھی...... مانو ان کے ساتھ مصروف تھی مگر عفان کی آواز پر اس کی ساری حسیں بیدار ہوگئی تھیں۔

”عفان۔“ وہ فوراً ہی پکار اٹھی تھی۔ حیدر بھی متوجہ ہوگیا' جو اپنا سیل عفان کے ہاتھ میں دے چکا تھا۔

”پھوپو...... مدحت آپی۔“

مانو نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے فون جھپٹا اور حیدر کو دیا۔

”تم باز نہیں آتے ناں عفان تمہیں منع کیا تھا کہ تم......“

”میں نے تو ابھی سیل لیا ہی تھا...... حیدر بھائی کے فون میں تو مدحت آپی کی بہت ساری پکچرز ہیں۔“ عفان کی بات پر حیدر قدرے پشیمان ہو کر نظریں چرا گیا...... جبکہ مانو بہت حیران تھی...... دانیہ نے بے ارادہ ہی حیدر کو دیکھا تھا...... احمر اور صہیب کے تاثرات بھی ناراضگی والے تھے۔

”بہت افسوس کی بات ہے حیدر...... ایک طرف تم اس سے نفرت کے دعوے کرتے ہو اور دوسری طرف ہم سب کی آنکھوں میں دھول بھی جھونک رہے ہو۔“ عفان نے تو اس کا بھانڈا ہی پھوڑ دیا تھا...... دانیہ نے آنکھوں میں اترنے والی نمی چھپانے کو سر جھکا لیا۔

”تم لوگ مدحت کو جانتے ہو؟“ سب کے تاثرات دیکھنے کے بعد مانو خاموش نہ رہ پائی۔

”ایسے لوگوں کو جاننا کون سا مشکل ہے مانو جو دوسروں کے گھروں کا سکون برباد کر دیتے ہیں۔“ مناہل کے کڑوے لہجے کی تلخی حیدر نے شدت سے اپنے اندر محسوس کی اس کی بہنیں اس کی وجہ سے کس قدر پریشان تھیں۔

”ایسی لڑکیاں جو خود اپنی تشہیر کرتی پھریں انہیں کون نہیں جانتا۔“ عاشی نے بھی لب کھولے تھے۔ ”میری تو بددعائیں ہمیشہ اس کے ساتھ رہیں گی جس نے ہمارے بھائی کو برباد کر دیا۔“

حیدر کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا تب ہی اٹھ کر چلا گیا...... احمر اور صہیب اس سے سخت نالاں تھے...... مانو نے مزید کریدنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

لیکن اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ بہت سے لڑکوں کی طرح حیدر بھی اس کا شکار بنا ہے...... اور اگر حیدر اس کے بارے میں نہیں جانتا تو وہ حیدر سے اس کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی...... حیدر کے لیے دانیہ ہی بہترین لڑکی تھی...... کم از کم مدحت جیسی لڑکی ان کے گھرانے کے قطعی قابل نہ تھی۔

حیدر سے بات کرنے کا موقع اسے اگلے دن ہی مل گیا وہ کسی کام سے آئی تو وہ صحن میں اکیلا ہی بیٹھا تھا...... مانو نے ان کے ساتھ بچپن گزارا تھا اس کی سب سے ہی اچھی بنتی تھی پھر حیدر تو شروع سے بہت ڈیسنٹ رہا تھا...... حیدر احمر کی طرح سخت مزاج نہیں تھا لیکن سمجھدار اور ذمہ دار تھا...... بھلا اتنا اچھا لڑکا مدحت جیسی لڑکی کے چنگل میں کیسے پھنس گیا۔

”حیدر تم سے ایک بات کرنی تھی؟“

”آئی نو مدحت کے متعلق ناں؟“ وہ وثوق سے بولا۔ ”پہلے مجھے یہ بتاؤ تم لوگ اسے کیسے جانتے ہو......؟“

”وہ بھابی کی کولیگ کی بہن ہے اور ہم ان کے گھر اوپر والے پورشن میں رہتے تھے اور اسی کی وجہ سے ہم شاید یہاں واپس آئے ہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ اچھی نہیں ہے...... یہ تو مجھے پہلے سے پتہ تھا کہ اس کا سارا دن سوشل میڈیا پر گزرتا ہے ہزاروں لوگوں سے اس کی دوستی ہے' بہت سوشل لائف ہے اس کی' مگر جب



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

مجھے یہ علم ہوا کہ اس کی صرف دوستی ہی نہیں ہے، بہت سے لڑکوں سے دوستی سے بڑھ کر بھی...... تو میں اس سے دور ہٹ گئی' مجھ میں عقل تھی سو سنبھل گئی مگر ہمارے عفان کے کچے ذہن کو اس نے اپنا شکار بنایا...... ایف بی' وائی فائی کے چکروں میں ڈال دیا' عفان اس کے ساتھ سارا سارا دن بیٹھا لوگوں سے چیٹنگ کرتا رہتا...... اس طرح ایک تو اس کی پڑھائی متاثر ہوئی دوسرا اس کی شخصیت پر بہت برا اثر پڑنے لگا...... اسے ہماری ہر بات بری لگنے لگی وہ زبان چلانے لگا...... کچھ دن بعد ہی اس نے اپنا پرسنل لیپ ٹاپ لینے کی ضد پکڑ لی...... بمشکل سمجھایا...... مدحت کی بھی منتیں کیں کہ خدارا عفان کے کچے ذہن کو غلط روش پر نہ ڈالو...... مگر اس نے الٹا عفان کو ہمارے ہی خلاف کرنا شروع کردیا کہ تمہاری عمر کے بچے تو دنیا کے ہر کونے میں دوست بناتے ہیں چیٹنگ کرتے ہیں' ہم نے لیپ ٹاپ سے منع کیا تو اس نے عفان کو نئی ضد لگادی کہ تم ٹچ موبائل لے لو...... وہ تو تمہاری مما دلا سکتی ہیں...... ہمارا عفان بہت بدل گیا تھا حیدر...... بھابی نے یہ تمام چیزیں اتنی شدت سے محسوس کیں کہ محض پندرہ دن میں ہم یہاں شفٹ ہوگئے' انہیں اتنی شدید نفرت ہے مدحت سے کہ بس...... مجھے بہت دکھ ہوا کل جب علم ہوا کہ اس نے تمہیں بھی بے وقوف بنایا ہے۔"

حیدر کے دل کو تو اب تک امیدیں وابستہ تھیں کہیں کوئی رمق تھی شاید مدحت ایسی نہ ہو اس کی کوئی مجبوری ہو مگر مانو کی باتیں سن کر ساری حقیقت اس کے سامنے آ گئی۔

"میں تو امید کیے ہوئے تھا کہ شاید مجھ سے ہی اسے سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہو' میرا دل اسے برا ماننے کو تیار نہ تھا...... لیکن مانو تم نے جو سچائی مجھے بتائی ہے...... اس کے بعد تو یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ میری فیملی بالکل صحیح کہتی ہے میں ہی غلط ہوں۔"

"ہاں حیدر...... میں نے بہت قریب سے جانا ہے اسے...... وہ تمہارے قابل نہیں ہے...... جانے کتنے اور تم جیسے فرینڈز ہوں گے اس کے...... وہ نہ اپنی لائف کو سیریس لیتی ہے اور نہ دوسروں کی۔ ہم نے عفان کے معاملے میں اسے پرکھا اور خدا کا شکر ہے ہمارا بچہ اس کے چنگل سے آزاد ہوگیا...... ہم نے مانا کہ سوشل میڈیا نے فاصلے کم کردیے ہیں...... مگر کسی بھی چیز کا غلط استعمال ہمیں تباہ کردیتا ہے اور مدحت جیسے لوگ ہمارے بچوں کو تباہ کررہے ہیں۔" حیدر گم صم ہوگیا تھا۔

"یونو مانو ہم نے اس چغد کو بہت سمجھایا مگر اس کی کھوپڑی میں ہماری بات نہیں بیٹھی...... مجبوراً اس نے بڑوں کی رضامندی کے لیے دانیہ کے رشتے پر کچھ کہا نہیں مگر اس کا بی ہیویئر اس بچی کے ساتھ اتنا اذیت ناک ہے کہ بس...... جو کچھ اس کی ساتھ اس مدحت نے کیا' یہ اس کے تمام بدلے ہماری دانیہ سے لیتا ہے' تم سوچ سکتی ہو مانو کہ اس جیسا سمجھ دار شخص اس طرح بی ہیو کرسکتا ہے۔" صہیب جانے کب آن موجود ہوا تھا' حیدر کو زمین میں گاڑنے کے لیے۔

"حیدر دانیہ تمہارے لیے آئیڈیل لڑکی ہے...... کیونکہ شادی محض دو دلوں کا بندھن نہیں عمر بھر کا رشتہ ہے...... تم سوچو تمہارے ہر طرح کے غلط رویے کی شکایت اس نے کسی سے نہیں کی...... حالانکہ ابھی تو صرف بڑوں نے بات طے کی ہے ناں...... اس نے تمہارا بھرم رکھا...... اگر وہ چاہتی تو تمہاری شکایت کرسکتی تھی ناں۔"

"پھر تمہیں کیسے پتہ چلا۔"

"میں نے غیر ارادی طور پر کئی بار دیکھا ہے اس نے مجھے نہیں کہا۔"

"دانیہ سے شادی میں میری رضامندی نہیں تھی...... اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میری زندگی میں مدحت آچکی تھی بلکہ میں شروع سے ہی کزن میرج کے خلاف ہوں...... یہ بات سب جانتے ہیں۔"

"ریزن؟"

"یار ہر چیز کا ریزن دینا ضروری ہے کیا؟ میں تو جب بھی بولا تھا جب ماما بابا نے احمر اور مناہل کا نکاح کیا تھا......


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

رشتے مضبوط ہونے کے لیے محبت ہی کافی ہے میرے نزدیک ...... یہ رشتوں کی گرہیں لگانا ضروری نہیں ہوتیں......ہم سب ہمیشہ مل کر رہے ہیں اتنی محبت ہے ہمارے بیچ......تو کیا اگر یہ رشتے نہ ہوتے تو یہ محبتیں ختم ہوجاتیں۔"

"لیکن حیدر ہم کبھی بھی اپنے بڑوں کو اپنی سوچ سے قائل نہیں کرسکتے ...... پھر قباحت کیا ہے اگر کزن میرج ہوجائے تو؟"

"میڈیکل سائنس نے پروف کردیا ہے کہ کزن میرج کے کتنے سائیڈ ایفیکٹ ہیں......میرا اپنا کلاس فیلو ہے......اس کی شادی خالہ زاد سے ہوئی مگر اب جب اولاد دی اللہ پاک نے تو بہت سی مشکلات کا سامنا ہے انہیں......ڈاکٹرز کہتے ہیں یہ کزن میرج کے نتائج ہیں۔"

"یہ بات تم بڑے بھیا کے سامنے تو غلطی سے بھی نہ کہہ دینا...... ورنہ تمہاری وہ عزت افزائی ہوگی ناں۔"

"بس یار یہی تو پرابلم ہے ہم آنکھیں بند کرکے فیصلے تو کردیتے ہیں مگر حقائق سننے کو تیار نہیں ہوتے۔"

"تم سچ کہہ رہے ہو حیدر...... مگر میں نے ایسی فیملیز بھی دیکھیں ہیں جو خاندان سے باہر شادیاں کرتے ہی نہیں ہیں......اور الحمدللہ ان کی اولاد بھی نارمل ہیں کوئی بھی پرابلم نہیں ہے۔"

"اور پھر ہمارے ہاں تو فرسٹ ٹائم ہی کزن میرج طے ہوئی ہے' تمہارے پیرنٹس کون سا کزنس تھے آپس میں۔"

یہ پرابلمز تو زیادہ تر وہاں ہوتے ہیں، جہاں نسل در نسل خاندان میں ہی رشتے طے ہوتے ہیں۔"

"دیکھو حیدر تم اگر اس باعث دانیہ سے اس طرح بی ہیو کرتے ہو تب بھی غلط ہے......اس بے چاری کا کیا قصور ہے......یہ رشتہ بڑوں نے طے کیا ہے ناں......" مانو نے اسے سمجھایا......وہ کچھ نہ بولا۔

مگر ذہن میں تیزی سے الفاظ گردش کررہے تھے۔ (میں نے تو اسے موقع دیا تھا انکار کا......وہ ہی نہ مانی...... اب جیسا ہوں اسی بنیاد پر عمر گزارے گی) صہیب اور مانو اس کی خاموشی کو اس کا اقرار سمجھ کر مطمئن ہوگئے تھے۔

☆☆☆......☆☆☆

"یہ تو عجیب سی شرط ہوئی پھر......سمیرا واقف ہے ہمارے یہاں لڑکیاں نوکریاں نہیں کرتیں ہم کیسے یہ بات مانیں۔"

"یہ شرط نہیں ہے......بس مانو ایسا چاہتی ہے......وہ کہتی ہے جب تک بھابی کے بچے چھوٹے ہیں انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔"

"تابندہ بیگم ہم سب سمیرا کے ساتھ ہمیشہ کھڑے ہیں۔"

"نادان ہے نہیں سمجھ رہی' کہتی ہے کہ مجھے اپنی فیملی کا وقار بھی عزیز ہے۔ میں تو کہتی ہوں بعد میں سمجھالیں گے......ابھی۔"

"حد کرتی ہو تابندہ بیگم...... ہمارے خاندان میں باتیں بن جائیں گی۔ تمہیں اندازہ ہے اپنی برادری کا۔"

"خاندان برادری برے وقت میں ساتھ نبھانے نہیں آتے......یہ بھی نہیں دیکھنے آتے کہ کس پر کیا قیامت ٹوٹی ہے...... باتیں بنانے کے ٹھیکیدار بن بیٹھے ہیں......وہ ہر حال میں بنائیں گے۔" وہ قدرے تلخ ہوگئیں۔

"کتنے سالوں سے بچہ انتظار کررہا تھا رب کے حضور دعا گو تھا اب اللہ پاک نے سنی تو خاندان والوں کی باتوں کے ڈر سے اپنے بچوں کی خوشیاں کافور کردیں۔" صہیب بہت خوش ہے ہمارے کسی بھی غلط فیصلے سے بچہ مرجھا جائے گا آگے آپ خود سمجھ سکتے ہیں......اگر خاندان والوں کی طرف دیکھیں گے تو بچوں کو کبھی خوش نہیں دیکھ پائیں گے...... ہمارے لیے ہمارے بچے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔"

"تم بچوں کے لیے بچی بن کر سوچ رہی ہو...... برادری میں بیٹھے ہیں تو خاندان برادری کی طرف دیکھنا پڑتا ہے......ہمیں ایسا موقع نہیں دینا چاہیے۔"

"خاندان پر نظر تو ڈالئے ذرا...... ہر تیسرے گھر کی



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

لڑکی نوکری کر رہی ہے......اور شوقیہ ہی کر رہی ہے...... اور وہ آپ کے کزن خالد بھائی بیٹے کے لیے ڈھونڈ کر نوکری والی بہو لائے ہیں زمانہ بدل رہا ہے سوچ بدل رہی ہے بس ہم ہی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں۔"

"بات یہ ہے تابندہ بیگم کہ آپ اور آپ کا لاڈلہ بالا ہی بالا سب طے کیے بیٹھے ہوں گے بس ہماری رضامندی کی مہر درکار ہوگی۔"

"ایسا نہیں ہے جی......اس بیچارے نے تو کچھ بھی نہیں کہا......فیصلہ تو آپ نے ہی کرنا ہے۔" وہ منمنائیں اب مزید بحث کر کے وہ صہیب کے لیے مشکلات نہیں کھڑی کرنا چاہتی تھیں کہ ان کے شوہر کو ضد اور بحث پر زیادہ غصہ آتا تھا پھر انہوں نے بات مانی ہی نہیں تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

"وہ لوگ گھر باقاعدہ رشتہ لے کر آ گئے آپ نے انہیں جواب تک دے دیا اور جس کے متعلق یہ ساری کارروائی ہو رہی ہے وہ قطعی انجان ہے۔"

"میں تم سے بات کرنے والی تھی۔"

"بچا ہی کیا ہے؟ بات کرنے کو آپ نے انہیں جواب تک بھجوا دیا میری مرضی جاننے کی کوشش نہیں کی۔"

"ضرورت ہے مانو تمہاری مرضی جاننے کی جبکہ تمہاری زندگی کی اولین خواہش تھی یہ۔"

"سچ کہا کہ اولین خواہش تھی جب تک بھیا تھے مگر بھیا کے ساتھ میری خواہشات بھی مٹی تلے دفن ہو گئی تھیں اب میری اولین ترجیح میری فیملی ہے......خود غرض نہیں ہوں میں۔" وہ اپنی بات سے ایک انچ بھی ہلنے کو تیار نہ تھی۔

"تم شادی کے بعد جاب جاری رکھنا چاہتی ہو ناں میں نے تابندہ بھابی کو کہہ دیا تھا۔"

"وہ شرط صرف میں نے صرف صہیب احمد کے سامنے رکھی تھی تاکہ وہ پیچھے ہٹ جائے بی کوز اس کی فیملی میں کوئی بھی ماننے کو تیار نہیں ہوگا یہ شرط......مگر کم از کم آپ کو تو مجھ سے پوچھ کر اتنا بڑا قدم اٹھانا چاہیے تھا ناں۔" وہ سخت نالاں تھی۔

"مطلب کہ میرا کوئی حق نہیں ہے......میں بڑی ہوں تم سے تمہارے بارے میں کوئی بھی فیصلہ لینے کا حق نہیں ہے مجھے۔"

"ایسا نہیں ہے بھابی بٹ......" وہ جو غصے میں بس بولے جا رہی تھی یکدم اس کی زبان کو بریک لگ گئی۔

"آپ اموشنل ہو کر سوچ رہی ہیں......خود بتائیں ہم دونوں مل کر گھر کو سپورٹ کر رہے ہیں......کیا ہماری کوئی اضافی انکم ہے......گزر بسر ہی ہے ناں......اور اگر میں آپ کی بات مان لوں تو کیا آپ کو پریشانیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا......ہبہ اور ریان چھوٹے ہیں مگر عفان بڑا ہو رہا ہے اس کے اخراجات بڑھ رہے ہیں...... کیا بچوں کی چھوٹی چھوٹی خواہشات پوری کرنا ہمارا فرض نہیں ہے۔"

"دیکھو مانو......یہ ہمارا اپنا گھر ہے وہاں ہمیں جو منتھلی دس ہزار رینٹ کے دینے ہوتے تھے وہ اب نہیں ہیں۔"

"آپ کو لگتا ہے دس ہزار کی سیونگ ہے منتھلی......"

"کچھ تو ہے ناں اگر اتنی نہیں ہے تو......ہمیں بہت فرق پڑا ہے۔ میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا کہ مجھے خاندان رشتہ داروں سے ڈر لگتا ہے چلو پہلے ہم دور تھے مگر مت بھولو اس شہر میں ہمارے رشتہ دار موجود ہیں......جن کی زبانیں ہم نہیں پکڑ سکتے۔"

"مجھے ان لوگوں سے نہ ڈرائیں جو صرف اپنی زبان سے دوسروں کو زخمی کرتے ہیں جب ہمیں ضرورت تھی تو کون سا رشتہ دار آیا تھا ہماری مدد کرنے چھوڑ دیں ان لوگوں سے ڈرنا......جب تک ہم ڈریں گے تب تک ہی یہ ڈرائیں گے۔"

"آئندہ کچھ نہیں کہوں گی تمہیں......تمہاری زندگی ہے جو چاہے فیصلہ کرو۔" سمیرا کو پہلی بار مانو پر غصہ آیا تھا۔ مانو انہیں دیکھتی رہ گئی وہ اٹھ کر چلی گئیں کئی دن اس نے کوشش کی مگر بھابی نے صاف کہہ دیا کہ وہ ناراض نہیں ہیں۔

انسان ناراض ہو تو منانا آسان ہو جاتا ہے مگر جب


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

اپنے اور دوسرے کے بیچ اجنبیت کی دیوار حائل کر لے تو مشکل ہو جاتا ہے اور سمیرا نے بھی تو اک دیوار کھینچ لی تھی اپنے اور مانو کے بیچ ان دیکھی سی۔

☆☆☆......☆☆☆

بہت مصروف لمحوں میں
کبھی اک پل کو سوچو تو
کوئی کتنا اکیلا ہے
کسی کی زندگی تم ہو
کسی کی بندگی تم ہو
کسی کو تیری خواہش ہے
کسی کی چاہتیں تم ہو
کبھی اک پل کو سوچو تو......
تمہاری لاپرواہی نے
تمہاری بے نیازی نے
کسی کو مار ڈالا ہے
کوئی زندہ تو ہے لیکن
فقط سانس لیتا ہے
ذرا اک پل کو سوچو تو......!
کوئی کتنا اکیلا ہے......!!

جس رستے پر منزل نہیں تھی تو......اس رستے جانا کیا؟ محبت دل کے کسی کونے میں ماتم کدہ تھی مگر ہزاروں ضبط کے پہرے تھے ہزاروں وضاحتیں تھیں اس کے پاس......سینکڑوں تاویلیں تھیں دل کو سمجھانے کی......کہ اس کی منزل صہیب نہیں ہے......تبھی تو اس نے قطعی کنارہ کرنے کا سوچا تھا......اسے نظر انداز کرنا......بات نہ کرنا......تو معمول تھا......آج جب اس نے میسج سینڈ کیا تو ڈیلیٹ کرتے ہوئے لمحہ بھر کو ہاتھ کپکپائے تھے مگر پھر کڑے دل کے ساتھ ایک بار پڑھ کر اس نے ان باکس کلیئر کر دیا......ایک میسج ڈیلیٹ کرنا آسان تھا شاید......مگر اس شخص کو کیسے زندگی سے ڈیلیٹ کرے گی......جو بار بار اس کے سامنے آن کھڑا ہوتا اس کے ارادوں کو کمزور کرنے۔

"کیوں کر رہی ہو میرے ساتھ ایسا مانو تم......سزا دے رہی ہو مجھے کہ میں نے تم سے محبت کیوں کی؟ یہی جرم ہے میرا......اور کیسے کہوں کہ نہیں جی سکتا تم بن......کہو تو مر جاؤں......تم مانو گی میری چاہت کی سچائیوں کو......کس کسوٹی پر آزمانا چاہتی ہو تم مجھے......مجھے ہر آزمائش قبول ہے......بشرطیکہ تم میری ہو جاؤ۔"

"یہ ممکن نہیں ہے صہیب احمد......تم میری مجبوریوں سے واقف ہو۔" وہ پتھر کی مانند سخت لہجہ جانے کیسے اپنا لیتی تھی۔

"خدا کے لیے مانو......بس کر دو......مت کرو ایسا نہ تم مجھے میرے احساسات کو سمجھنے کو راضی ہو اور نہ بھیا سمجھ رہے ہیں......میں کہاں جاؤں......کوئی مجھے بھی تو انسان سمجھے......میں نے زندگی کے پانچ سال اذیت میں گزارے......اس ڈر میں زندہ رہا کہ اپنی غفلت اور لاپرواہی سے تمہیں کھو نہیں دیا یہ خسارہ میرے لیے ناقابل تلافی تھا......اور جب تم واپس لوٹیں تو میرے دل کے خدشوں کو قرار آ گیا کہ تم میری ہو صرف میری......اور یہ احساسات یک طرفہ نہیں تھے مانو......اپنے دل کو گواہ بنا کر جواب دو کہ کیا تمہارے اندر سے وہ محبت فنا ہو گئی ہے......جو تمہیں مجھ سے تھی......تمہاری دیوانگی تمہاری سچی چاہت نے مجھ لاپروا انسان جس نے شاید کبھی خود سے بھی محبت نہیں کی ہوگی......اسے اس نرم احساس سے آشنا کیا......پھر اب تم کیسے منکر ہو سکتی ہو......ان احساسات سے۔" وہ تو جیسے آج مانو کو جھنجھوڑنے آیا تھا۔

"وہ عمر ہی ایسی تھی شاید جب زندگی میں صرف محبت ہی سب کچھ لگتی ہے مگر جب زیست جھٹکے دیتی ہے، غموں کے جدائیوں کے......کٹھن کر دیتی ہے جینا......تب محبت کا وجود نہیں رہتا......بس زیست بسر کرنے کی تدابیر رہ جاتی ہیں۔"

"زندگی نے یہ جھٹکے ہر انسان کو دیے ہیں......میری اماں بھی مجھے چھوڑ کر گئی ہیں......میں نے مانا کہ تمہارے لیے حالات کو فیس کرنا کٹھن تھا کاشف بھائی کے بعد......


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

مگر ماہ نور اشرف زندگی میں کڑواہٹ گھولتی رہو گی تو کبھی بھی مٹھاس محسوس نہیں کرپاؤ گی...... ان نرم گرم احساسات سے مل کر ہی زندگی بنتی ہے...... جہاں تلخیاں بھی بے شمار ہوں گی اور خوشی بھی دستک دیں گی لیکن اگر تلخیوں کو اندر اتار کر خوشی کے لیے دروازہ نہیں کھولو گی تو اس میں قصور تمہارا ہوگا...... یہ ناشکرا پن ہے ہر دکھ کے بعد مسرت ہے...... جتنے دکھ تم نے تنہا جھیلنے تھے جھیل لیے......اب خوشیوں کو ویلکم کرو......مجھ پر اتنا اعتماد تو کرو کہ میں کبھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑوں گا......تمہاری ہر ذمہ داری میری ہوگی...... آئی پرامس۔“ اس کے لفظ بے اثر ہوجاتے تھے جب مانو کا سپاٹ چہرہ اسی طرح ہر احساس سے خالی رہتا۔

”مجھے ان تلخیوں میں جینے کی عادت ہوگئی ہے صہیب احمد......مجھے خوشیاں اب راس نہیں آتیں۔“

”مگر میں منتظر رہوں گا جب تم ان تلخیوں سے گھبرا کر پلٹ کر آؤ گی...... اور یقین رکھنا ماہ نور اشرف...... کوئی باہیں پھیلائے تمہارا منتظر ہوگا...... تمہیں خوشیوں کا احساس دلانے تمہاری زندگی میں محبت کی مٹھاس گھولنے کے لیے۔“

”تم تھک جاؤ گے......بہت طویل انتظار ہے۔“

”وعدہ رہا اس محبت کا جو تمہارے دل میں بھی ہے اور میرے دل میں، تم جب بھی پلٹ کر دیکھو گی منتظر پاؤ گی۔“ اس کے لہجے میں پختہ یقین تھا۔

☆☆☆......☆☆☆

جب کہیں سے بھی کوئی امید نہیں ملی تو اس نے خاموشی اختیار کرلی نہ وہ بھیا سے بحث کرنا چاہتا تھا اور نہ مانو کو زبردستی منا سکتا تھا......اس نے انتظار مانگا تھا تو صہیب احمد نے اب ثابت قدم رہنا تھا۔

”احمر اور حیدر کی شادی کی تیاریاں کریں بھابی اور پلیز میرے متعلق اب آپ نے بھیا سے بات نہیں کرنی...... میں انتظار کروں گا اس کا......مقدر کو آزمانا ہے۔“

”احمر نہیں مانے گا۔“

”یہ مجھ پر چھوڑ دیں۔“ اس نے یقین دلایا......کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ احمر کو منا لے گا۔

”میں مانو سے بات کروں صرف ایک بار۔“

”نہیں......مجھے اپنی محبت اور قسمت دونوں کو آزمانے دو۔“

”او بھائی یہ اکیسویں صدی ہے۔“

”پتہ ہے......اور یہ بھی کہ کچھ لوگ اکیسویں صدی میں انیسویں صدی والی محبت کیے ہوئے ہیں۔“

”اچھا جی مجھ پر طنز۔“ احمر فوراً سمجھ گیا۔

”لیجیے چاچو آپ کی کافی حاضر ہے۔“ وہ بڑے اچھے موڈ میں آئی تھی مگر وہاں موجود احمر کو دیکھ کر جیسے کلس گئی...... صہیب نے آج ان کے درمیان کی یہی بدگمانیاں ختم کرنی تھیں اور اس نے ارادتاً بہانے سے دونوں کو بلوایا تھا۔ اس کی منزل ابھی دور تھی مگر اس کی وجہ سے کوئی بخوشی منزل کو پالے......عمر بھر کے بندھن میں اتنی غلط فہمیاں نہیں ہونی چاہیں ورنہ تو یہ فاصلے بڑھا دیتی ہیں جو وقت کے ساتھ طویل ہوجاتے ہیں۔

”بیٹھو مناہل۔“ اس نے بہت پیار سے بھتیجی کو مخاطب کیا تھا حالانکہ اس کے تاثرات واضح نظر آرہے تھے۔

”مجھے کچن میں کام ہے۔“ بہانہ تراشا......اس کے یہ بہانے صہیب ہی نہیں احمر بھی محسوس کررہا تھا، مناہل میں بہت چینج آگیا تھا وہ پہلے کی طرح بی ہیو نہیں کرتی تھی۔

”آئی نو تم بہت سگھڑ ہو بٹ دو منٹ تو بیٹھو...... کچھ بات کرنی ہے۔“

لاچار اسے چاچو کی بات ماننی پڑی اور منہ بناتی وہ ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی...... صہیب نے ایک نگاہ ان دونوں پر ڈالی......مناہل سر جھکائے نجانے کیا تلاش رہی تھی جبکہ احمر بظاہر انجان بنا رہا تھا۔

”مجھے تم دونوں سے بہت اہم بات کرنی ہے۔“ وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

”احمر مناہل رشتہ کوئی بھی ہو رشتے کی اساس اعتبار ہوتا ہے......محبت کتنی بھی گہرائی لیے ہوئے ہو مگر اگر دو افراد


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

کے درمیان اعتماد نہیں ہے تو وہاں محبت بھی تادیر قائم نہیں رہتی..... تم دونوں نے ابھی نئی زندگی کا آغاز کرنا ہے..... اور عمر بھر ساتھ رہنا ہے لیکن ابھی سے تم دونوں کے بیچ اتنی بے اعتباری، غلط فہمیاں جنم لے چکی ہیں تو بھلا آگے نئے سفر کا آغاز کیسے کرو گے..... رشتہ ایسا ہے کہ فاصلے کم کرنے ہوں گے..... مگر تم دونوں تو لگتا ہے فاصلے بڑھا رہے ہو۔“

”میری طرف سے ایسا کچھ نہیں ہے..... میں جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہوں۔“ احمر نے ذرا اپنا دفاع کیا۔

”میں غلط تھی..... انہیں سمجھنے میں غلطی کر بیٹھی مگر اب جیسے یہ ہیں ویسی ہی میں ہوں۔“

”محبتوں کے بندھن کو کیوں اتنا تلخ بنا رہے ہو یار تم لوگ۔“ صہیب نے دونوں کے جواب سن کر کہا۔

”محبت تھی ہی کب چاچو..... سراسر زبردستی کا بندھن ہے..... اور جہاں دلی رضامندی نہ ہو صرف بڑوں کی فرماں برداری کے لیے رشتے جوڑے جائیں وہاں رشتے ایسے ہی نبھائے جاتے ہیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں زبردستی کسی پر مسلط ہونے کا..... ابھی بھی ٹائم ہے یہ اگر چاہیں تو فیصلہ بدل سکتے ہیں۔“

”تم زبان استعمال کرتی ہو صرف، عقل نہیں بس یہی میرا اختلاف ہے۔ یار صہیب تم نے دیکھا ناں، سنی ناں اس کی بکواس..... اب یہ بات کرنے والی ہے جو یہ کہہ رہی ہے۔“

حسب توقع احمر کی برداشت جواب دینے لگی مگر مناہل نے اب اس سے خوفزدہ ہونا ترک کر دیا تھا۔

”ولسن مناہل منیب احمد..... رشتے اپنی مرضی سے ہوں یا بڑوں کی رضا سے، میرے لیے قابل احترام ہیں..... مجھے فخر ہے میرے ماما بابا نے میرے لیے اچھا فیصلہ لیا۔“

”آپ کے رویے سے تو کچھ اور ظاہر ہوتا ہے۔“ تلخی تو جیسے اس کے رگ و پے میں گھل گئی تھی۔

”کیا چاہتی ہو تم..... کہ میں مجنوں بنا دن رات تمہارے پیچھے گھوموں، چھچھوروں کی طرح تمہیں دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھروں..... چھوٹے بڑوں کا لحاظ کیے بغیر بس تمہیں دیکھتا رہوں..... ہم جوائنٹ فیملی میں رہتے ہیں محترمہ اس طرح کے رویے کی امید مجھ سے ہرگز مت رکھنا۔“ وہ جب بولا تو مناہل چاچو کے سامنے شرمندہ ہوگئی۔

”میں پاگل نہیں جو آپ سے ایسی امید رکھوں۔“ مناہل نے آہستہ سے کہا..... صہیب کا سیل بج اٹھا تو وہ ایکسکیوز کرتا نیچے اتر گیا۔

”تم لڑکیوں کے نزدیک محبت کیا ہے؟ کہ لڑکا ہمہ وقت تم سے اظہار محبت کرتا رہے..... آنکھیں بند کرکے تم لوگوں کی ہر غلط بات مانتا رہے..... سو کالڈ ویلنٹائن ڈے پر گلاب اور گفٹ پیش کرے، کھانے کی طرح تین ٹائم آئی لو یو کے میسج سینڈ کرے..... اور جو بے چارہ ایسا نہیں کرتا اس پر فتویٰ لگا دو کہ وہ ظالم ہے جابر ہے..... رشتے سے خوش نہیں، کسی اور میں انوالو ہے، مناہل بی بی محبت کا احساس دل میں پنہاں ہوتا ہے یہ لفظوں سے نہیں رویوں سے ظاہر ہوتا ہے، محبت کی لفاظی میں تمہارے بھائی نے جو چوٹ کھائی ہے وہ بھول گئی ہو..... صرف لفظوں پر قائم محبت ہمیشہ ناپائیدار ہوتی ہے، میں نے مانا کہ جس طرح پودوں کو پنپنے کے لیے پانی ہوا اور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، جس طرح جینے کے لیے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے محبت کی آبیاری بھی اقرار کی طالب ہوتی ہے، لیکن میرے نزدیک جذبوں کا اظہار صحیح وقت پر کیا جائے تو وہ زیادہ پائیدار ہوتا ہے۔ تم میری منکوحہ ہو اور میری مرضی کی بنا تم کسی صورت میری زندگی میں شامل نہیں ہوسکتی تھیں، تم خود جانتی ہو میرے مزاج کو عمر بھر کے بندھن میں ہمارے ماں باپ بھی زبردستی نہیں کرسکتے..... ہماری رضا جان کر ہماری خوشی کو مدنظر رکھ کر ہی اتنا بڑا فیصلہ لیا تھا انہوں نے..... نکاح کے بول اتنے کچے نہیں ہوتے کہ جب چاہیں آپ انہیں توڑ دیں فیصلہ بدل لیں..... میں تمہاری طرح جذباتی نہیں ہوں..... وگرنہ اتنے دن سے تم جو بکواس گھر کے ہر فرد کے سامنے کر رہی ہو.....


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

خاموشی سے نہ سنتا بلکہ حقیقتاً فیصلہ لے چکا ہوتا...... میرا مزاج مختلف ہے...... میری خواہش ہے میری ہمسفر بھی میرے مزاج میں ڈھل جائے...... بس یہیں میں غلط تھا‘ مجھے تم پر زبردستی اپنی مرضی نہیں تھوپنی چاہیے تھی لیکن میرے اس اقدام میں وہ اعتماد پنہاں تھا جو مجھے تم پر تھا کہ تم کبھی میری بات نہیں ٹالو گی...... ہزاروں خامیاں ہیں مجھ میں ...... پرفیکٹ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا میں...... لیکن میں نے کبھی کسی کو بھی خود سے کم تر نہیں جانا...... تمہیں ٹوکنے روکنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ تم میرے مزاج کو سمجھ جاؤ تاکہ ہمیں آئندہ آنے والی زندگی میں ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے جو اسی فیصد لوگ فیس کرتے ہیں اور بس اس کے علاوہ کچھ نہیں تم پر اپنا رعب قائم کرنا...... یہ ہرگز نہیں تھا کہ مجھے کوئی اور پسند ہے...... ایسا ہوتا ناں منا ہل بی بی تم کبھی بھی میرے نکاح میں نہیں ہوسکتی تھیں کیونکہ میں لڑ کر...... اپنی بات منوانے کا ہنر جانتا ہوں...... اور ایسا کرتا بھی رہا ہوں۔ حالانکہ میں نے خود سے عہد کیا تھا میں کبھی بھی تمہیں اپنی صفائی نہیں دوں گا کیونکہ میری نظر میں غلط نہیں ہوں...... اور نہ ایسا بننا چاہوں گا جیسا کہ تم نے امیج بنایا ہوا ہے...... میں جیسا ہوں‘ تمہیں اسی صورت مجھے برداشت کرنا ہوگا...... اتنی بڑی تقریر کا مقصد صرف اتنا سا ہے کہ آئندہ تم اس طرح کے لفظ استعمال نہیں کروگی...... فیصلہ جو ہونا تھا ہوچکا ہے۔ اس میں ردوبدل تو ممکن ہی نہیں ہے...... اب تم چاہے اس فیصلے سے خوش ہو یا دکھی مگر یہ تو طے ہے منا ہل احمد کہ زندگی تمہیں میرے ساتھ ہی گزارنی ہے۔“

وہ اپنی طویل بات کو ختم کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا...... مگر پھر جانے لگا تو جانے کیا سوچ کر پلٹا۔

”اور ہاں...... میں ایسا ہی رہوں گا...... مجھ سے توقع بھی مت رکھنا کہ میں تمہارے پیار میں پاگل ہوکر سب بھول جاؤں گا۔“ جاتے ہوئے وہ اسے اچھی طرح شرمندہ کرگیا تھا۔ منا ہل کے ذہن میں اب تک اس کی باتیں گونج رہی تھیں۔

”کہاں...... یار‘ میرا فون آ گیا تھا‘ بیٹھ ناں۔“ اسے سیڑھیوں پر چاچو کی آواز سنائی دی تھی۔

”بس یار...... جو کہنا تھا میں نے کہہ دیا ہے۔“ سنجیدہ لہجہ اس کے کانوں میں گونجا چاچو اوپر آ گئے۔

”منا ہل مجھے نہیں پتہ کہ اس نے کیا کہا ہوگا...... مگر میں تم سے صرف اتنی سی بات کہوں گا کہ تمہاری بات سے صرف احمر ہی نہیں میں بھی ہرٹ ہوا ہوں...... وہ جیسا بھی مزاج رکھتا ہے مگر دل کا بہت اچھا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اگر وہ نہ چاہتا تو کبھی بھی یہ رشتہ نہیں ہوسکتا تھا...... میں نے مانا کہ وہ روڈ ہے...... اکثر مس بی ہیو کرتا ہے لیکن بعد میں وہ خود پشیمان بھی ہوتا ہے تم سے اس نے ایکسکیوز بھی کیا ہے یہ اور بات ہے کہ اس کا انداز ذرا مختلف ہوتا ہے۔“

”ایم سوری چاچو بس مجھے بھی غصہ آ گیا تھا جو میں نے کہہ دیا۔“

اس نے اعتراف کیا اب پتہ نہیں دل کی بدگمانیاں دور ہوئی تھیں یا نہیں بس وہ چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

صہیب احمد کے بڑے بھائی کو مانو کی شرط نہ منظور تھی حالانکہ سچ یہ تھا کہ مانو نے یہ شرط رکھی ہی اس لیے تھی کہ وہ جانتی تھی۔

بہرحال دونوں کی طرف خاموشی سے کسی پر ہرگز رنے والی سانس بھاری ہوئی جارہی تھی...... گھر میں پہلے حیدر کے نکاح کا ذکر ہوا تھا اب احمر اور حیدر دونوں کی شادی کی تیاریاں زوروشور سے ہونے لگیں۔

گھر میں یہ بہت بڑی خوشی تھی تمام بچے بہت خوش تھے...... اور بہت چاؤ سے تیاری میں مگن بھی۔

عاشی مانو کو روز ہی گھسیٹ لاتی تھی کہ اسے تو خود ہی آجانا چاہیے تھا اتنے کام پڑے ہیں ہیلپ کے لیے کہ زبردستی لانا پڑتا تب بھی وہ عذر تراشتی تھی۔ اس دن کے بعد نہ منا ہل کا موڈ آف ملا اور نہ کوئی بات سنی...... بلکہ وہ اسے بہت کم ہی دکھائی دیتی تھی...... شاید مما کا آڈر تھا...... کچن میں اکثر دانیہ ہی نظر آتی تھی یا پھر عاشی۔


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

”پندرہ دن رہ گئے ہیں میری بھتیجی کچن سنبھال رہی ہے...... یہ ظلم ہے بھئی...... اب یہ ذمہ داری عاشی کو دیں۔“

”لو بھلا انہوں نے کون سا باہر جانا ہے گھر میں ہی تو رہنا ہے۔“

”کیا ہوا پھر؟“

”مجھ سے اکیلے کچن کے کام نہیں ہوتے۔“

”ارے یار تو ذیتی کو بلا لو ناں تمہاری ہیلپ ہو جائے گی۔“

”اور کسی کی نگاہوں کی پیاس بجھ جائے گی۔“ موبائل پر بزی حیدر نے لحہ بھر کو نگاہ ہٹا کر طلال پر حملہ کیا۔

”ہاں تو کوئی شک...... محبت کی ہے جناب ساری دنیا کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ سکتا ہوں۔“

”بہت اچھا کام ہے ناں...... جن سے محبت کی جائے ان کی عزت بھی کی جاتی ہے اور کروائی بھی جاتی ہے...... تم ساری دنیا کے سامنے کھڑے ہو کر اس کا نام لو گے۔“

”تو...... محبت کی ہے یار...... گناہ نہیں کیا۔“

دونوں بھائیوں میں مزاج کا گہرا فرق تھا...... وہ احمر کی بات سے متفق نہیں تھا۔

”اپنی اپنی سوچ کی بات ہے۔“

”تم طلال کو قائل نہیں کر سکتے‘ وہ ہم ہی تھے جو......“

”رہنے دو تم نے کتنی مانی تھی۔“ اس نے حیدر کو درمیان میں ٹوک دیا۔

”کیوں فضول بحث کر رہے ہو لنچ میں باتوں سے پیٹ نہیں بھرنے والا...... گھر کی تمام خواتین بازار سدھار گئی ہیں تو پیٹ بھرنے کا کوئی بندوبست تو کرنا ہے یا نہیں۔“

”عاشی ہے ناں۔“ حیدر نے لاپرائی سے کہا۔

”میں اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتا بھئی...... عاشی کے ہاتھ کا لنچ نا بابا...... چلو صہیب باہر چلتے ہیں۔“

”ویری گڈ آئیڈیا۔“

بہرام اور طلال بھی ایگری تھے وہ بہت سستی محسوس کر رہا تھا تب ہی انکار کر دیا لیکن گھنٹے بعد جب بھوک نے ستایا تو عاشی کو آواز دی...... مگر وہ سو رہی تھی...... خود ہی کچن میں آ کر کچھ کرنے کا سوچا تھا...... وہ کچن میں داخل ہوا تھا مگر اس بری طرح کسی چیز سے ٹکرایا کہ لحہ بھر کو گھوم گیا مگر چیخ کی آواز پر اس نے توجہ دی‘ دانیہ شاید چائے کا مگ لے کر پلٹ رہی تھی اور اس سے ٹکرا گئی تمام چائے اس کے پاؤں پر گر گئی تھی شدید گرم چائے تھی تبھی تو سپید نازک سے پاؤں یکدم سرخ ہو گئے اور تکلیف کی شدت سے وہ نیچے بیٹھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی رونے لگی۔

”او گاڈ...... دیکھ نہیں سکتی تھیں تم۔“

وہ تیزی سے ٹوتھ پیسٹ اٹھا لایا...... اور اس کے پیروں پر لگانے لگا۔

”ہائے۔“ وہ تکلیف سے چیخی...... آنسو اب بے آواز اس کے گالوں پر تیزی سے بہہ رہے تھے۔

”بس ابھی جلن کم ہو جائے گی ڈونٹ وری۔“ وہ کتنے نرم لہجے میں اسے تسلی دے رہا تھا...... دانیہ جلن کے احساس کو پل بھر کے لیے بھول کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ جو لفظوں کے پتھر ہی برساتا تھا ہمیشہ...... آج کیسے مرہم رکھ رہا تھا شاید حیدر نے اس کے چہرے پر پھیلی حیرت محسوس کی تھی...... تب ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

”جاؤ ریسٹ کرو جا کر۔“

”تم کیوں آئے تھے‘ کچھ چاہیے تھا۔“

”میں لے لوں گا جو چاہیے تم آرام کرو جا کر۔“

”میں اب بہتر محسوس کر رہی ہوں...... تم بتاؤ تو۔“ حالانکہ جلن ابھی بھی بہت تھی مگر اسے احساس تھا کہ ضرور حیدر کو بھوک لگی ہو گی‘ حیدر نے فریج میں سے شامی کباب نکالے۔ ”لاؤ میں فرائی کر دوں۔“ اس نے زبردستی فرائی پین لیا اور برنر آن کر کے شامی کباب فرائی کرنے لگی۔

”فریج میں رات کی بریانی بھی رکھی ہے کہو تو گرم کر دوں۔“

مرتا کیا نہ کرتا اب اگر اپنی کاہلی کے باعث گھر پر رکا



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

تھا تو کچھ تو کھانا تھا۔
"کردو۔"
وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا' دانیہ نے چاول گرم کر کے اس کے سامنے رکھے۔ شامی کباب' تازہ سلاد اور رائتہ بنادیا۔
"بس اب تم ریسٹ کرو..... تمہارے پاؤں پر چھالے بن گئے ہیں۔"
اس کی نظر کام کرتی دانیہ کے پیروں پر تھی جہاں آبلے بن گئے تھے۔
"میں چائے پکا رہی ہوں اپنے لیے تم لو گے۔" اس نے جیسے حیدر کی بات نہیں سنی تھی۔
"ہوں۔"
وہ کھانے میں مشغول ہوگیا..... دانیہ نے کچھ دیر بعد مگ اس کے سامنے رکھا اور اپنا مگ لے کر جانے لگی تو اس نے پکارا۔ دانیہ رک کر پلٹی۔
"سنو۔"
"ہوں۔"
"ایم سوری میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف ہوئی' میں بے دھیانی میں آ رہا تھا۔"
دانیہ کچھ نہیں بولی..... یہ تکلیف تو کچھ بھی نہیں ہے حیدر منیب..... تم تو بے دھیانی میں مجھے اذیتیں دے رہے ہو..... اس کا کیا.....؟ یہ چھالے تو کچھ دنوں میں ٹھیک ہوجائیں گے' میری روح پر جو آبلے تمہارے رویے نے ڈالے ہیں ان کا کیا کروں؟
"یہ تکلیف میری قسمت میں تھی۔ ہل گئی۔" پھیکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر..... اس نے جواب دیا تھا۔ حیدر کئی لمحے اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔

☆☆☆.....☆☆☆

برسوں بعد تابندہ کو آج اسی صورت حال کا سامنا تھا جس سے اماں بی دوچار ہوئی تھیں۔ انہیں صہیب کے پیدا ہونے پر لوگوں کی سننی پڑی تھیں اور آج تابندہ کو جو سہنا پڑ رہا تھا وہ شاید زیادہ تکلیف دہ تھا۔

انہوں نے ہمیشہ صہیب کو اپنے بچوں کی طرح چاہا تھا' بچوں سے بڑھ کر پالا تھا..... اور اگر صہیب خود ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا تو وہ کیسے فورس کرسکتی تھیں جبکہ وہ اپنے دیور کی تمام کیفیات سے آگاہ تھیں ان کی تو اپنی دلی خواہش تھی کہ صہیب کی مراد بر آئے اور وہ اس کی خوشی بھی دیکھیں۔
لیکن شاید ان کے مجازی خدا سچ کہتے تھے کہ لوگوں کی باتیں سنو گی تب تمہیں احساس ہوگا کہ میں کیوں صہیب سے نالاں ہوں..... وہ صہیب سے نالاں نہیں تھیں بلکہ دعا گو تھیں' ہاں اپنے خاندان والوں اور رشتہ داروں سے نالاں تھیں' جن کی زبان کے نشتر ان کے دل میں پیوست ہو رہے تھے..... جیسے جیسے دن قریب آرہے تھے لوگوں کی نظریں اور باتیں بھی جیسے بڑھتی جا رہی تھیں۔
ان کی دیورانیاں انہیں حوصلہ دیتیں جو کہ بیمار ہوگئی تھیں۔
"میرا خدا جانتا ہے سدرہ میں نے کبھی فرق نہیں رکھا مجھے تو اتنی محبت ہے صہیب سے کہ اپنی اولاد سے بھی نہیں ہے اتنی..... مگر میں کیسے یہ بات سب کو سمجھاؤں۔"
"ضرورت ہی کیا ہے بھابی..... ہم کبھی بھی ان لوگوں کو اپنی بات نہیں سمجھا سکتے ہمارے دلوں کا حال ہمارا رب جانتا ہے' آپ کیوں تکلیف محسوس کر رہی ہیں..... جس کا جتنا ظرف ہوتا ہے وہ اتنی ہی بات کرتا ہے۔"
"کیا ہوجاتا اگر مانو مان جاتی..... آج میرا بچہ بھی مرتوں میں گھرا ہوتا..... میرا تو اپنا دل دکھتا ہے صہیب کو دیکھ کر..... اس نے اتنے سال کتنی شدتوں سے مانو کا انتظار کیا لیکن مانو نے تو اس کی محبت اس کی ریاضت کسی کی بھی قدر نہ کی..... جانے وہ کس امید پر پھر سے اس کا انتظار کر رہا ہے۔"
تابندہ بھابی غالباً مانو سے بھی ناراض تھیں اور وہ جو کسی کام سے آرہی تھی ان کی باتیں سن کر وہیں رک گئی۔
"بس اندر ہی اندر گھلتا جا رہا ہے..... کسی کو فکر نہیں ہے میرے بچے کی..... کیا ہوجاتا اگر ولید مان جاتے.....


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

لیکن ہر کسی کو صرف اپنی انا کی فکر ہے..... صرف اپنی مجبوریاں دکھائی دے رہی ہیں کسی کو بھی یہ نظر نہیں آ رہا ہے کہ ان ضدوں کی بھینٹ ایک جان ہو رہی ہے۔"

"بس کریں بھابی! کیا فائدہ ہے یوں رونے کا نہ بھائی صاحب نے ماننا ہے نہ مانو نے..... سمیرا بھابی کتنی شرمندہ ہیں کیسے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہی تھیں کہ مانو نے تو ان کی زبان تک کا پاس نہیں رکھا..... بھلا جس لڑکی نے ماں جیسی بھابی کی بات کو اہم نہ مانا..... اسے یہ تک تو احساس نہیں ہے کہ ان کے اپنے خاندان کے لوگ سمیرا بھابی کو کتنا سناتے ہیں کہ نند کی کمائی کھا رہی ہے تبھی تو بیاہنے کا نہیں سوچتی۔"

سدرہ بھابی نے تو جیسے اس کی ذات کی دھجیاں ہی بکھیر دی تھیں جو اس کے گمان میں بھی نہ تھا..... وہ مزید نہ ٹھہر سکی' یہ بات ہی اسے اندر ہی اندر مارے دے رہی تھی کہ اس کی وجہ سے بھابی کو کسی کے سامنے ہاتھ جوڑنے پڑے معافی مانگنی پڑی..... وہ اتنی خود سر اور ضدی تو نہ تھی..... پھر بھی۔

"بھابی کو مجھ سے بات کیے بنا انہیں بلانا ہی نہیں چاہیے تھا' بھابی تو سب جانتی ہیں۔" وہ کمرے میں سارا دن بند رہی' شام میں باہر آئی تو اسے بھابی کی آواز سنائی دی۔

"خاور کو کون نہیں جانتا' ایک نمبر کا نکما ہے شراب پیتا ہے بھلا میں کیسے اپنی مانو کو جہنم میں دھکیل دیتی..... منع کر دیا تو انہوں نے مجھے سارے خاندان میں ذلیل کر کے رکھ دیا کہ میں پیسے کی وجہ سے مانو کا کہیں بھی رشتہ نہیں کرتی ..... بھائی ہمارے سروں پر اگر مرد کا سایہ نہیں رہا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں آنکھیں بند کر کے مانو کو کہیں بھی بیاہ دوں..... کل الیاس بھائی کی وائف نے اتنے طنزیہ انداز میں جتایا کہ میں اپنے بیٹے کے لیے مانو کا ہاتھ مانگا چاہتی تھی مگر سنا ہے کہ تم تو اس کی شادی کرنے کے حق میں نہیں ہو..... مجھے بتائیں اکرام بھائی میں کیا کروں کہاں جاؤں؟ مانو کو میری بات سمجھ ہی نہیں آتی' اتنا اچھا رشتہ ٹھکرا دیا' جہاں دل بھی مطمئن تھا اور مانو نظروں کے سامنے بھی رہتی۔"

"تم دل چھوٹا نہ کرو اللہ کی ذات کرم کرے گی۔" اکرام بھائی نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بس اسی لیے میں یہاں نہیں آنا چاہتی تھی..... بہت شوق تھا آپ کو کہ اپنا گھر ہے..... سکون ہوگا..... دیکھ لیا آپ نے' یہاں آ کر ہمارا سکون ختم ہو گیا ہے' یہ خاندان برادری کے لوگ ہمیں سکھ سے جینے نہیں دیں گے۔" وہ یکدم سامنے آ کر بولنے لگی۔

"تو غلط کیا کہتے ہیں' تم بھی تو یہی ثابت کرنا چاہتی ہو ناں مجھے کہ میں تمہاری تنخواہ پر جی رہی ہوں..... تمہارے بعد میں اور میرے بچے بھوکے مر جائیں گے۔" اسے قطعی امید نہ تھی جواباً بھابی اتنا تلخ جواب دیں گی' وہ جیسے ڈھے گئی کھڑے رہنے کے لیے اسے دیوار کا سہارا لینا پڑا' جبکہ روتی ہوئی بھابی کو اکرام بھائی خاموش کرانے لگے تھے..... اتنا غلط سمجھا تھا بھابی نے اسے۔

وہ کیا کیا سوچ رہی تھی اور بھابی نے لمحے بھر میں اس کی ہستی ہی مٹی میں ملا دی تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

"آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا..... یقیناً اس کے لیے یہ شاک ہوگا تبھی وہ سہہ نہ پائی اور بیمار پڑ گئی۔"

"میں نے جو کیا اس کی بہتری کے لیے کیا میں جانتی ہوں اگر میں اس طرح بی ہیو نہ کرتی تو شاید اسے کبھی نہ سمجھا سکتی۔"

"آپ کو یقین ہے بھابی کہ وہ سمجھ گئی ہو گی جبکہ مجھے لگتا ہے وہ مزید نیگلو ہو کر سوچنے لگے گی۔"

صہیب اندازہ کر سکتا تھا بھابی کے الفاظ کتنی گہرائی اور شدت سے اس نے دل پر لیے ہوں گے وہ برداشت نہ کر پائی اپنی سوچوں سے لڑتے لڑتے تھک گئی اور نتیجتاً بیمار پڑ گئی بارہ گھنٹے اس کا بخار نہ ٹوٹا..... بخار سے نڈھال وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی رہی..... صبح دس بجے کے بعد اسے فرق محسوس ہوا تھا..... سمیرا اس ذات اقدس کا


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

شکر بجالائیں اور اسے ہلکا پھلکا ناشتہ کرا کے میڈیسن دیں...... رات بھر انہوں نے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھی تھیں بخار کی شدت کو کم کرنے کے لیے اب کم ہوا تو فوراً دوائیں دے دیں۔

صہیب صبح آفس جانے سے پہلے اس کی طبیعت معلوم کرنے آیا تھا مگر تب تک ویسی ہی تھی اب پھر اس نے کال کی تھی۔

"پہلے سے بہتر ہے پرسکون ہے اب۔"

بھابی کی جان میں جان آئی تھی انہیں لگا اگر وہ کچھ سختی کریں تو شاید مانو کو ان کی بات سمجھ آجائے مگر یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی شدت سے محسوس کرے گی کہ بستر سے ہی لگ جائے گی۔

"پلیز مانو مجھے معاف کردو مجھے اتنے سخت الفاظ نہیں کہنے چاہیے تھے۔ خدا کی قسم ان الفاظ کا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تمہاری بھلائی کے لیے میں نے ایسا کیا۔" اس کے سرہانے بیٹھی وہ دھیرے دھیرے اس کا سر تھپک رہی تھیں، مانو نے جواباً کچھ نہ کہا مگر اس کے بے آواز آنسو گالوں سے بہہ کر تکیے میں جذب ہورہے تھے۔

"دیکھا مانو یہ خاموشی کی مار نہ رکھو مجھے پلیز جو بھی کہنا ہے کہہ لے یہ تمہاری چپ میرے لیے زیادہ اذیت ناک ہے۔" بھابی کے لہجے میں نمی گھل گئی۔

"مجھے پتہ ہے کہ آپ نے جبراً یہ کہا ہے ورنہ آپ کبھی یہ نہیں کہہ سکتی تھیں آپ کے دل پر رشتہ داروں کے لفظوں کی جو چوٹ لگی ہے بھابی...... وہ ان الفاظ سے کہیں زیادہ درد دینے والی ہے...... مجھے آپ کی بات وقتی طور پر بہت برا لگا تھا مگر میرا رب جانتا ہے بعد میں مجھے احساس ہوا کہ آپ پر کیا بیتی ہوگی جب لوگوں نے آپ کو اتنی تکلیف دینے والی باتیں کہیں...... آپ حق بجانب تھیں کہ مجھ پر غصہ کرتیں...... مگر میں کیا کروں بھابی...... اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں جو کسی صورت بھی آپ کو اور بچوں کو چھوڑ کر جانے پر آمادہ نہیں ہوتا۔" اس نے اپنی پیشانی پر دھرا ان کا ہاتھ تھام کر روتے ہوئے کہا تھا...... بھابی نے بے اختیار اس کی پیشانی چوم لی۔

"میرا کب دل کرتا ہے تمہیں خود سے جدا کرنے کو...... مگر کیا کیا جائے بیٹا یہ دستور زمانہ ہے...... بیٹی کتنی بھی پیاری ہو مگر اسے عمر بھر پاس نہیں رکھ سکتے ہم...... یہ میرے رب کا حکم ہے اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت...... انہیں بھی تو اپنی بیٹی بے پناہ پیاری تھی، لیکن انہوں نے رب کے حکم سے نکاح کا اہم فرض بخوشی ادا کیا ہے...... اور ہم سب پر بھی فرض ہے کہ ان کی اطاعت کریں، رضا خداوندی ہے میری جان...... ماں باپ کا سب سے اہم فریضہ ہے اچھی تربیت کے بعد اولاد کا نکاح کرنا...... اور تم میری ذمہ داری ہو۔" وہ پیار سے اسے سمجھا رہی تھیں۔

"مگر اللہ پاک نے مجبوری میں عورت کو گھر کی کفالت کا حکم دیا ہے...... ہم خوشی سے نہیں کررہے ہیں ناں۔"

"تم میری ذمہ داری ہو جیسے عفان، ایان، ہیہ...... مجھ پر فرض ہے کہ میں تمہاری ہر ضرورت پوری کروں...... اور تمہارے نکاح کا فریضہ ادا کروں...... دیکھو مانو خدانخواستہ ہم اتنے بے بس ولاچار نہیں ہیں کہ اگر تم جاب چھوڑ دو گی تو ہم گزر بسر نہیں کرسکتے...... الحمدللہ ہم بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔"

"آپ تنہا نہیں ہوجائیں گی، بچے بڑے ہوں گے اخراجات بڑھیں گے آپ کیسے کرپائیں گی؟"

"میرا رب ہے ناں...... اخراجات بڑھیں گے تو وہ یقیناً رزق بھی بڑھادے گا اس کی ذات سے مایوسی کفر ہے ہمارے لیے وہ ہم سے کہیں بڑھ کر سوچتا ہے، وسیلے بناتا ہے تم دیکھنا وہ یقیناً پہلے ہی ہماری راہیں بنادے گا۔"

مانو انہیں اپنی بات سمجھا نہیں سکتی تھی ان کی سمجھ نہیں رہی تھی۔

"تم اب ریسٹ کرو اچھا۔" انہوں نے خود ہی بحث ختم کردی اور اس کے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے بولیں مانو نے جھٹ فرماں برداری سے آنکھیں موندلیں۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

شادی کی تیاریاں مکمل ہوچکی تھیں بچے بے تاب تھے دھوم دھڑکے کے لیے ہر شام سب مل کر کچھ دیر ڈھولکی کی تھاپ پر گانے بھی گالیتے تھے مگر چونکہ بابا کو یہ سب زیادہ پسند نہیں تھا سو احتیاط بھی کرتے تھے۔ خود احمر بھی تو اس معاملے میں بابا جیسی ہی سوچ رکھتا تھا اُسے بھی یہ ناچ گانا کچھ زیادہ پسند نہیں تھا مگر وہ جانتا تھا کہ اگر میں نے روک ٹوک کی تو مناہل پھر سے اس کے خلاف محاذ کھول دے گی کیونکہ اسے یہ سب پسند تھا۔ وقت لگے گا مناہل احمد مگر مجھے یقین ہے میں تمہیں اپنی سوچ کے پیرائے میں ڈھال لوں گا...... وہ اپنی ہی سوچ پر مسکرادیا تھا...... اسے امید تھی کہ اس کی چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں جو کہ احمر کے مزاج کو لے کر ہیں وہ بہت جلد ہی دور کردے گا رہی بات مناہل کو اپنے مزاج کے مطابق بدلنے کی تو دھیرے دھیرے وہ بھی خود سمجھ لے گی اسے کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی...... عورت کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر اس نعمت سے مالا مال کیا ہے کہ وہ وقت اور حالات کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے اس سے وابستہ رشتوں کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

”اف...... خیالوں ہی خیالوں میں مسکرایا جارہا ہے بہت اچھا شگون ہے بگ برادر کیا سمجھوں میں؟“ طلال کہاں ایسے سنہری مواقع ہاتھ سے نکلنے دیتا تھا۔

”خدارا...... کم از کم تو اپنی قیمتی رائے کو محفوظ رکھنا...... مجھے کچھ نہیں سمجھنا...... اور سننا۔“ وہ فوراً حواسوں میں لوٹا تھا۔

”ہم تو خوش فہمیوں میں سفر کرنے لگے تھے۔“ اس نے منہ بسورا۔

”میاں تم بائیک پر سفر کرو...... خوش فہمیاں رہنے دو...... یہ لو جتنا اونچا اڑو گے چوٹ بھی اتنی ہی زیادہ لگے گی۔“

”بے چاری مناہل۔“ اس نے انتہائی تاسف سے سر دھنا تھا...... احمر نے زہریلی نگاہ اس پر ڈالی۔

”بہت مار کھاؤ گے۔“ طلال نے فوراً وہاں سے راہ لی باہر آ کر صحن میں سب موج مستی میں مصروف تھے وہ بھی ان میں آبیٹھا...... حمزے کی بات حیدر اور صہیب بھی ان میں شامل تھے...... ”کیا ماحول ہے یار میں ایویں اندر بیٹھا اپنا بی پی لو کررہا تھا۔“ اس نے افسوس ظاہر کیا۔

”بابا کے پاس بیٹھے تھے۔“

”نہیں...... جوانی میں ہی ایک بڈھی روح بھی ہے ہمارے گھر۔“ اس نے اظہار خیال کیا پھر اس کی نظر مناہل پر پڑی تو اس نے انتہائی مسکین سی صورت بنا کر مناہل کو مخاطب کیا۔

”ہے تو وہ میرا بھائی مگر مجھے تم سے بے حد ہمدردی ہے ہونے والی بھابی...... تم نے ہمسفر کے حوالے سے کیا کیا سپنے نہ سجائے ہوں گے مگر...... افسوس تمہارے خوابوں کا شہزادہ حقیقت میں ہٹلر ثابت ہوگا۔“ بہت ہمدردی سے اس نے مناہل کے سر پر ہاتھ دھرا تھا...... جسے اس نے فوراً جھٹکا تھا...... یقیناً وہ طلال کی بات سے سو فیصد اگری کرتی اگر خود احمر نے اس سے بات نہ کی ہوتی۔

کبھی کبھی خاموشی فاصلے بڑھادیتی ہے ان کے درمیان بھی ایسا ہی ہوا تھا مگر اس دن احمر کی سوچ اس کی شخصیت کی خوبیاں مناہل پر اجاگر ہوگئیں تھیں جس نے اس کی غلط فہمیوں کو ختم کردیا تھا...... وہ بہت پرسکون تھی۔ تب ہی طلال کی بکواس پر ہاتھ جھٹک گئی۔

”شٹ اپ...... وہ جیسے بھی ہیں بہت اچھے ہیں اور مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے کہ مجھے بہت اچھا ہمسفر ملا او کے۔“

”ہائیں۔“ اس نے حیرت کا اظہار کیا۔

”مجھے تو بے چاری زینی سے ہمدردی ہے جسے ہمسفر کے نام پر پورا جوکر ملے گا۔“

”کیا...... ناقابل یقین کنڈیشن تھی طلال کی وہ پاگلوں کی طرح چیخا تھا۔

”ڈینی خدارا تم کہہ دو اس سے کہ یہ جھوٹ ہے تمہیں دنیا کا ہینڈسم ترین انسان ملا ہے۔“

”اوئیں...... مبالغہ آرائی کیوں کروں میں۔“ شاید


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

زینی بھی اسے ستانے کے موڈ میں تھی۔

"چاچو میرے پیارے چاچو...... یہ زمانہ بے وفا ہے مگر مجھے پتہ ہے خون کا رشتہ کبھی کسی حال میں تنہا نہیں چھوڑتا...... کہہ دو ان خواتین سے کہ یہ جھوٹ ہے...... تمہارے بھتیجے پر ایک دنیا فخر کرتی ہے۔"

"بھیا! میں خواتین سے بحث نہیں کرتا...... پہلے میری تسلی کرو...... یہ دنیا کہاں ہے جسے تم پر فخر ہے۔" طلال صدمے سے اپنے بال نوچنے لگا۔

"یہ دنیا یہ محفل میرے کام کی نہیں......"

"غلط موقعہ کی مناسبت سے یہ سونگ سوٹ نہیں کرتا یار...... یہ والا گاؤ......"

"دشمن نہ کرے دوست نے وہ کام کیا ہے"

"کھامڑ...... گدھے بدتمیز انسان اگر اتنی ہمدردی ہے مجھ سے تو انہیں گواہی دو کہ میں کتنا اچھا انسان ہوں...... الٹا تم میرے زخموں پر نمک پاشی کرنے کے لیے سونگ سلیکٹ کررہے ہو۔" اس نے بہرام کی گردن پر گھونسوں سے وار کیا۔

"نا بابا نا...... اتنا بڑا جھوٹ بول کر مجھے جہنم میں نہیں جانا...... بندہ اپنی آخرت کے لیے بھی ابھی سے تیاری کرے۔"

"چلو پھر تیاری تو تمہاری مکمل ہوگئی ناں...... تمہیں میں سیدھا جہنم واصل کرتا ہوں۔" اس نے بہرام کی منڈی دبوچ لی تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

"کیسی ہو......؟"

کئی لمحے ان کے مابین صرف خاموشی رہی...... وہ اس کے زرد چہرے کو تکتا رہا اور مانو جانے کن سوچوں کے تانے بانے بن رہی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔"

"صرف تین دن میں تم نے اپنی حالت دیکھی ہے مانو...... کس قدر کمزور اور زرد ہو رہی ہو۔"

جواباً اس نے صہیب احمد کا چہرہ دیکھا تھا۔

"اس خود اذیتی سے کیا حاصل ہو رہا ہے تمہیں...... الٹا اپنی ذات سے وابستہ لوگوں کو بھی تکلیف میں مبتلا کررہی ہو تم...... سمیرا بھابی کی طرف دیکھا ہے تم نے...... تمہاری حالت دیکھ کر وہ خود بیمار پڑ گئی ہیں...... پلیز مانو رحم کرو...... خود پر بھی اور ہم پر بھی۔"

"یونو صہیب احمد مجھے اس خود اذیتی کی عادت بہت پرانی ہے جب میں کسی کی لاپرواہی اور اجنبیت پر کڑھتی تھی کہ جانے کیسے لوگ محبت سے بھرے احساسات سے انجان بنے رہتے ہیں' میرا من کرتا تھا کہ میں بھی اس شخص کو جھنجوڑ کر پوچھوں کیا واقعی تم انجان ہو یا محض مجھے تکلیف دے کر مزہ آتا ہے مگر میں ایسا نہیں کرپاتی تھی اور خود کو اذیت دینے کی عادت ڈال لی۔ بھلا جب عادتیں پختہ ہوجائیں تو ان کا بدلنا ممکن ہے صہیب احمد۔"

وہ جانتا تھا کہ مانو کے دل میں شکوے ابھی بھی پنہاں ہیں اور کبھی کبھی جب وہ بہت زیادہ حساس ہوتی ہے تو ان شکووں کو زبان دے جاتی ہے...... اسے برا نہیں لگتا تھا...... ان گلے شکووں سے اس کی چاہت نمایاں ہوتی تھی جسے اب وہ چھپانے میں مصروف تھی۔

"کہو...... کیسے ازالہ کروں ان کوتاہیوں کا...... وہ دن تو لوٹ نہیں سکتے ماہ نور اشرف...... میں تمہیں وہ وقت نہیں لوٹا سکتا...... مگر اپنی لاپرواہیوں کا ازالہ کرسکتا ہوں...... مجھے ایک موقع تو دو...... میری بے کلی میری بے تابیاں' میری چاہتیں میری شدتیں سب تمہارے اقرار کی منتظر ہیں...... تمہارے من کی شکایتیں' تمہارے تمام دکھ میں خود میں سمیٹنے کو تیار ہوں...... میرا عہد ہے تم سے کہ تم تک آنے والا ہر درد میں اپنی ذات میں سمولوں گا...... تمہاری ہر خوشی مجھ پر واجب ہے...... تمہاری آنکھوں کے یہ موتی میں چن کر ان آنکھوں میں مسرتوں کے جگنو بھرنا چاہتا ہوں' مانو میں تمہیں پھر سے ویسا ہی دیکھنا چاہتا ہوں جیسی تم تھیں لیکن میں کیا کروں تم تو ان فاصلوں کو ختم کرنے کو تیار ہی نہیں ہو۔" وہ اس کی نگاہوں میں دیکھتا اپنے دل کی تمام حکایتیں سنا رہا تھا۔


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

"سچ کہو ناں ماہ نور...... کیا واقعی تم اس محبت کو بھول سکتی ہو کیا اب تمہیں صہیب احمد کی ذات میں وہ آئیڈیل نہیں ملتا...... جبکہ اب تو میں نے خود کو تمہاری پسند میں بدل لیا ہے...... اب تمہیں مجھ سے گلہ نہیں ہوگا لاپرواہیوں اور بے اعتنائیوں کا...... میں اپنی چاہتوں سے اپنی تمام کج ادائیوں کا ازالہ کردوں گا...... ایک بار یہ ہاتھ تھام کر تو دیکھو ماہ نور۔"

"زندگی اتنی مشکل کیوں ہو جاتی ہے سانس لینا بھی دشوار ہونے لگے...... ہم لوگوں کے خوف سے اپنے فیصلے بدل لیتے ہیں...... کاش ہم خدا کے خوف کو مدنظر رکھیں اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کریں...... میری خواہش اتنی غلط ہے صہیب احمد کہ میرے باعث میری بھابی کو لوگوں کی باتیں فیس کرنی پڑ رہی ہیں...... کیا میرا فرض نہیں کہ جس طرح انہوں نے مجھے پرورش دی اب ان حالات میں میں بھی ان کا ساتھ دوں اور تم صہیب احمد اگر واقعی تمہیں مجھ سے محبت کا دعویٰ ہے تو تمہیں تو سب سے زیادہ میرا ساتھ دینا چاہیے...... تم ہی مجھے نہیں سمجھ رہے ہو۔"

"میں عمر بھر تمہارا ساتھ دینا چاہتا ہوں ماہ نور مجھے تمہاری خواہش کا احترام ہے اور کیسے یقین دلاؤں تمہیں کہ میں ہر قدم پر تمہارا ساتھ دوں گا بلیو می۔"

اس نے مضبوط ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے یقین دلانا چاہا تھا۔ ماہ نور اشرف نے لحہ بھر اسے دیکھا تھا مگر اس کی آنکھوں میں جذبات کی لو تھی جس کی حدت وہ محسوس کرسکتی تھی تبھی نگاہ چرالی۔

"میں نے اپنے سارے فیصلے اب اللہ پر چھوڑ دیے ہیں صہیب احمد وہ میری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اسے نہ وضاحتیں دینی پڑتی ہیں نہ ہی خواہشوں کے لیے لفظوں کے ڈھیر...... وہ دلوں کے حال جانتا ہے۔" اس نے سہولت سے صہیب احمد کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آزاد کیے تھے اور بہت مضبوط لہجے میں جواب دیا۔ گویا وہ اسے اب بھی انتظار کی سولی پر ہی لٹکا گئی تھی۔ صہیب نے بے بسی سے لب بھینچے تھے...... مگر مایوس نہیں تھی۔

☆☆☆......☆☆☆

گھر میں ابٹن کی رسم اختتام پذیر ہوئی تو اس کے کانوں سے بہت ہلکی سی سرگوشی ٹکرائی تھی۔

"تم سے بات کرنی ہے چھت پر ویٹ کروں گا۔"

دانیہ کا دل دھک سے رہ گیا اللہ جانے اب کون سا نیا امتحان شروع ہونے والا تھا۔ کچھ تو ابٹن کی زردی تھی کچھ حیدر غیب کی سرگوشی نے جیسے اس کے جسم کا سارا خون یکدم نچوڑ لیا تھا۔ اس کے ہاتھ پیر سرد پڑنے لگے تھے۔ بہت مضبوطی اور ہمت سے اس نے حیدر کے سامنے دعویٰ تو کرلیا تھا کہ وہ مایوس نہیں ہوگی اس کے ہر رویے کو سہہ لے گی مگر اس لمحے جانے کیوں وہ خود سے ہی ہارنے لگی۔ کیا واقعی مجھے عمر بھر یہ رویہ سہنا ہے۔ کسی اور کے دیئے گئے زخموں کا حساب مجھے دینا تھا...... قصور کیا ہے میرا؟

"کیا ہوا؟" اس کے بالکل برابر ابٹن کے دن کے لحاظ سے تیار بیٹھی مناہل نے شاید اس کی حالت بھانپ لی تھی۔ یہاں سے اٹھ کر جانے کے لیے کسی کو اعتماد میں لینا بھی ضروری تھا مگر وہ کہے کیا...... اس نے خالی نگاہوں سے مناہل کو دیکھا۔

"پتہ نہیں مجھے گھٹن محسوس ہو رہی ہے مناہل۔" یہ سچ تھا کہ اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا' مناہل نے اس کے ہاتھ تھامے جو انتہائی سرد ہو رہے تھے۔

"اف تم تو ٹھنڈی ہو رہی ہو اور چہرہ دیکھو کیسے سفید ہو رہا ہے...... میں ماما کو بلاتی ہوں۔"

"نہیں مناہل گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے ابھی تو رسم ختم ہوئی ہے پلیز وہ پریشان ہو جائیں گی میں کچھ دیر کے لیے چھت پر جا رہی ہوں تم پلیز انہیں بس اتنا کہنا کہ ریسٹ کر رہی ہے۔"

"تم اندر کمرے میں چلی جاؤ نا مجھے تمہاری فکر ہو رہی ہے۔"

"مجھے اوپر جانا ہے ضروری کام ہے۔"

"حیدر نے کچھ کہا تمہیں۔" وہ یکدم ہراساسی مناہل کو دیکھنے لگی اسے کیسے پتہ چلا۔


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

"وہ لمحہ بھر تمہارے پاس رکا تھا ناں مجھے لگا شاید......"

"میں تمہیں آ کے بتاتی ہوں' پلیز تم مما کو خود سمجھا دینا۔"

وہ قدرے مطمئن ہوگئی کہ اسے بتانا بھی نہیں پڑا تھا...... سب اپنے شور ہنگامے میں مصروف تھے جب وہ بہت احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی تھی۔

حیدر منیب احمد روز سے قطعی مختلف حلیے میں وائٹ شلوار قمیص کے ساتھ کلر فل چنری گلے میں ڈالے ہاتھ میں سگریٹ تھامے وہ شاید اسی کا منتظر تھا۔

"کہو اب کیا کہنا ہے؟" حالانکہ نیچے اسی کی حالت غیر ہو رہی تھی مگر اسے سامنے پاکر شاید نسوانیت کا وقار عود کر آیا تھا...... وہ جھنجلائے ہوئے انداز میں مخاطب ہوئی تھی اور وہ جو اپنے ہی خیالوں میں بیٹھا تھا چونک سا گیا۔

"کیوں بلایا ہے مجھے نیچے گھر مہمانوں سے بھرا ہے حیدر...... اگر خدانخواستہ کسی کو پتہ چل گیا تو......"

"تو......" انتہائی لاپروا انداز میں اس پر گہری نگاہیں جمائے وہ بولا تھا۔

"تم ڈرتی ہو؟"

"آف کورس حیدر منیب...... ہم لوگوں کی نظروں اور باتوں کے جواب کبھی نہیں دے سکتے جو بات کا بتنگڑ بنانے میں ماہر ہوتے ہیں۔"

وہ بہت دلچسپی سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا...... ابٹن کے دن کے حوالے سے یلو اور گرین کامبینیشن کا ڈریس ہری پیلی چوڑیوں سے بھری کلائیاں اور تازہ پھولوں کے زیور پہنے وہ معمول سے قطعی مختلف لگ رہی تھی۔ بنا میک اپ کے گندم کی سنہری ڈال سا چہرہ اور کاجل سے سجی سیاہ آنکھیں۔

"اب ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔" وہ قدرے نروس ضرور ہوئی تھی ظاہر تو کرنا نہیں تھا ناں اس کے سامنے۔

"تمہارا پاؤں اب ٹھیک ہے۔"

"حیدر تم نے بس یہ پوچھنا تھا' مجھے اس لیے اوپر بلایا۔ ہاں پہلے سے بہتر ہے۔" اس کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"نہیں مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔" حیدر کے انداز مختلف تھے آج اس کے لہجے میں سختی تھی' نہ لفظوں میں تلخی کا زہر...... بلکہ اسے آج پہلے والا حیدر لگا جو سب سے اسی میٹھے انداز میں بات کیا کرتا تھا۔ جس کا دل بہت نرم تھا۔

"ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں دانیہ احمد ڈونٹ وری اگر کوئی آ بھی جاتا ہے بلیو می میں تم پر بات نہیں آنے دوں گا۔" حیدر نے بہت نرم لہجے میں کہا تھا' دانیہ خاموشی سے چھت پر موجود دو کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی......

حیدر لمحہ بھر کھڑا رہا پھر کرسی اس کے عین سامنے کھسکا کر بیٹھ گیا...... کتنے پل شاید اسے لفظ نہیں ملے کہ کہاں سے بات کا آغاز کرے سو خاموشی سے دانیہ احمد کے مضطرب ہاتھوں کو تکتا رہا...... لڑکیاں بھی کتنی عجیب ہوتی ہیں ناں...... لاکھ خود کو مضبوط پہاڑ سا بنالیں مگر ان کی پریشانی ان کے اضطراب کی گواہی ان کے ہاتھ پیر ہی دے دیتے ہیں۔

"دانیہ احمد...... مجھے تمہید باندھنی نہیں آتی ہزار وضاحتیں بھی شاید نہ دے پاؤں...... ہاں تمہارے دل کی تسلی اور وسوسوں کو دور کرنے کی کوشش ضرور کروں گا...... مجھے تم سے صرف اتنا کہنا ہے کہ میں اپنے تمام رویے اور لفظوں کے لیے تم سے شرمندہ ہوں...... پلیز آئی ایم سوری......" وہ سدا سے ہی صاف گو تھا...... آج بھی اس نے کسی وضاحت کے بنا صاف الفاظ میں معذرت کی اور اپنی غلطی تسلیم کی۔

دانیہ احمد کی حالت ناقابل بیان تھی اس کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں پانی بھرا ہوا تھا۔ شاید وہ یقین اور گمان کی کیفیت سے دوچار تھی حیدر اس کی کنڈیشن سمجھ سکتا تھا۔ اسے یقین دلانا اس کا فرض تھا۔ اس نے بہت سوچا تھا اور سوچنے کے بعد ہی وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ تمام تر باتوں کو پہلے ہی ختم کر دینا چاہیے تاکہ آنے والی زندگی میں تلخیوں کا شائبہ تک نہ رہے...... اس نے بے یقینی کے سمندروں میں غوطہ زن دانیہ کے سرد پڑتے نرم ہاتھ اپنے مضبوط


Download From - PakDigestNovel

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

ہاتھوں میں تھامے تھے۔ ”میں نے بہت زیادتیاں کی تھیں تمہارے ساتھ...... شاید تمہیں تکلیف دے کر میں اپنے دل کے لیے سکون تلاش کرتا تھا مگر میں غلط تھا دانیہ اور مجھے کسی اور کے گناہوں کی سزا تمہیں نہیں دینی چاہیے تھی...... تم ٹھیک تھیں کہ تمام لڑکیاں ایک سی نہیں ہوتیں...... تم بہت اچھی ہو بہت اچھی...... تم اگر چاہتیں تو میری ہر تلخی ہر بات کی شکایت اپنے یا میرے پیرنٹس سے کر سکتی تھیں مگر تم نے ایسا کبھی نہیں کیا' کیونکہ تم بات کو طول دے کر پریشانیاں بڑھانا نہیں چاہتی تھیں' بہت فرق ہے تم میں اور مدحت میں...... غلط میں تھا جو تمہارا موازنہ اس سے کرتا تھا۔“ وہ خاموش ہوا کہ شاید دانیہ کچھ کہے...... کچھ پوچھے مگر اس کے چہرے پر بے آواز آنسو پھسلتے جارہے تھے۔

اسے شاید یقین نہیں آرہا تھا' کہ اتنی جلدی بارگاہ الٰہی میں اس کی دعائیں مستجاب ہوگئیں...... اسے اللہ پر کامل یقین تھا کامل یقین تو تھا مگر اتنی جلدی......؟؟

حیدر منیب احمد جو برسوں سے اس کے دل کے سنگھاسن پر پوری آب وتاب سے براجمان تھا مگر جب اسے علم ہوا کہ حیدر کے دل میں کوئی اور ہے تو اس نے صبر کرلیا...... مگر پھر قدرت نے اسے دانیہ کا مقدر بنادیا' لیکن حیدر اسے ادھورا' کسی کی بے وفائی میں سلگتا اپنے آپ سے بھی بیزار...... اپنے اندر کی ساری تلخیاں دانیہ پر نکالتا انتہائی بدگمان بدظن نظر آتا تھا لیکن وہ صابر رہی یہ کم تو نہ تھا کہ وہ اس کا تھا...... کبھی نہ کبھی تو حیدر کو بھی احساس ہو ہی جانا تھا...... وہ اس کے تمام تر رویوں کے لیے خود کو تیار کرتی تمام رسمیں نباہ رہی تھی لیکن اس رب کائنات کو اس پر ترس آگیا...... وہ مہربان ہوگیا اور اس نے حیدر منیب کا دل پلٹ دیا اسے اپنی غلطیوں کا احساس ہوگیا۔

”فار گاڈ سیک دانیہ رو کر مجھے مزید پشیمان نہ کرو' پہلے ہی میں نے جو رویہ روا رکھا وہ میرے مزاج سے قطعی مختلف تھا اور اب اگر تم یوں روؤ گی تو میرے دل کا بوجھ بڑھ جائے گا پلیز۔“ حیدر نے انگلیوں کی پوروں سے اس کے گالوں پر بہتے موتی چنے تھے۔

”تمہارے دل میں کوئی گلے شکوے ہیں تو پلیز انہیں کہہ دو۔ میں آج تمام باتیں کلیئر کرنا چاہتا ہوں...... میری خواہش ہے کہ ہم نئی زندگی اور نئے سفر کا آغاز نئے جذبوں کے ساتھ کریں جن میں غلط فہمیاں نہ ہوں' کدورتیں اور شکوے نہ ہوں' آپس میں باہمی اعتماد ہو اور محبت......“ وہ لفظ محبت پر لب بھینچ کر خاموش ہوگیا۔

”دانیہ احمد ہم نے اس رشتے کی بنیاد اعتماد پر قائم کرنی ہے' سو جھوٹ نہیں کہوں گا کہ مجھے تم سے محبت ہے...... ہاں امید ہے کہ آنے والے دنوں میں دل مضطرب کو تمہاری عنایات ومحبت سے قرار آجائے اور میں تمہاری محبت میں گرفتار ہوجاؤں لیکن اس کے لیے دانیہ تمہیں مجھے وقت دینا ہوگا...... میرے دل میں کوئی نہیں ہے...... میں نے دل کے تمام نہاں خانوں سے...... اس نام اور محبت کو مٹادیا ہے...... تم آسکتی ہو اس دل میں شرط یہ ہے کہ مجھے برداشت کرنا ہوگا...... میری خاموشیوں کو سہنا ہوگا...... کمپرومائز کرنا ہوگا' مجھے پتہ ہے کہ میں تم سے بہت ساری توقعات رکھ رہا ہوں لیکن مجھے امید ہے تم میرے اعتماد پر پورا اترو گی۔ ہم ایک دوسرے کے لیے انجان نہیں ہیں' بخوبی ایک دوسرے کے مزاج عادتوں پسند ناپسند سے واقف ہیں مجھے یقین ہے ہمیں آنے والی زندگی میں ایک دوسرے کو سمجھنے میں قطعی کوئی دشواری نہیں ہوگی...... دانیہ پلیز میرا ساتھ دو گی ناں میں تمام تر پرانی یادوں کو فراموش کرکے تم تک آنا چاہتا ہوں...... مجھے تمہارا ساتھ درکار ہے' تمہاری توجہ درکار ہے دو گی میرا ساتھ۔“ دانیہ نے دھیرے سے محض سر ہلایا تھا۔

”کوئی شکوہ شکایت نہیں کرو گی...... اتنا دل دکھایا تمہارا۔“

”نہیں...... یونو حیدر...... جب آگے بڑھنا ہے تو ماضی باتوں کو دفنانا ہوگا...... جو بیت گیا میں اس کا تذکرہ بھی نہیں کروں گی...... تمہاری دلی اور ذہنی حالت بہت ابتر تھی' چوٹ ظاہری ہو یا باطنی تکلیف کا احساس دیر تک


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

رہتا ہے...... تمہارا صرف دل نہیں اعتماد بھی ٹوٹا تھا...... مجھے تمہاری باتیں چند لمحے کے لیے بری ضرور لگتی تھیں مگر میں پرامید تھی آنے والے وقت سے...... اور دیکھو میرے رب نے مجھے مایوس نہیں کیا' کیونکہ میری لگن سچی تھی اور رہی محبت کی بات تو ہم اپنے رشتے کی بنیاد دوستی پر رکھتے ہیں اچھے دوست بن کر زندگی کا آغاز کریں گے...... کامیاب شادی کے لیے اعتماد اور دوستی ناگزیر ہے...... محبت تو ہو ہی جائے گی خود بخود......"

"رئیلی ...... دانیہ احمد۔" حیدر کے لہجے اور آنکھوں میں شوخی وشرارت پنہاں تھی اسے لگا کہ وہ شاید بے خودی میں کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی تبھی یکدم کنفیوز ہو کر سر جھکا گئی۔

"سچ کہا تم نے' ہم اپنے سفر کو دوستی سے شروع کریں گے...... محبت تو ہو ہی جائے گی۔"

"ان شاء اللہ۔" دانیہ احمد نے دل میں کہا تھا...... حیدر نے اس کے نازک ہاتھ "ہم آج سے اچھے دوست ہیں" کہہ کر گرمجوشی سے دبا کر چھوڑ دیے تھے...... دانیہ احمد کے لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔

ولید گھر میں چاروں طرف پھیلی خوشیوں پر مطمئن تھے مگر انہیں پتہ نہیں کیوں تابندہ بیگم اور صہیب احمد کی مسکراہٹوں میں کھوکھلا پن نظر آتا تھا...... حالانکہ ان دونوں نے کچھ نہیں کہا...... ہر طرح سے وہ سب کی خوشیوں میں خوش تھے اپنی شریک حیات کی ذمہ دار طبیعت سے وہ واقف تھے اور انہیں پتہ تھا صہیب بھی اتنا غیر ذمہ دار نہیں ہے جتنا وہ کہتے آئے ہیں۔

ان کی حیات کو صہیب احمد سے قدرتی لگاؤ تھا...... تمام بچوں کی محبت اپنی جگہ مگر اپنے دیور جس کو انہوں نے بچوں کی طرح پالا تھا اس کی محبت کچھ الگ تھی اور وہ جو دکھ انجانا سا انہیں تابندہ بیگم کی آنکھوں میں دکھائی دیتا تھا وہ نا سمجھ نہ تھے جو جان نہ پاتے۔

سدا سے ان کی خواہش رہی کہ گھر میں سب سے پہلے صہیب کی دلہن آئے اور اب جبکہ انہوں نے اپنی خوشی کے لیے برسوں پرانی خواہش کا اظہار کیا تو وہ اڑ گئے...... سچ تو کہتی ہیں تابندہ بیگم کہ زمانہ بدل گیا ہے ہم لوگوں سے خوفزدہ ہیں تب ہی تو لوگ ہمیں ڈراتے ہیں ورنہ آج کل عیب کیا ہے پھر مانو بھی شاید ٹھیک تھی' کیسے دل مانتا اس کا تنہا بھابی اور بچوں کو یوں چھوڑنے کا۔

آج جب گھر میں مہندی تھی تمام خاندان جمع تھے گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا...... ہر چہرہ مسکرا رہا تھا میوزک کی دھن پر بچے ہلہ گلہ کر رہے تھے' سہاگنیں مہندی کی رسم کر رہی تھیں' ہر طرف خوشیوں کا عالم تھا تو ان کا دل ایک دم اداس ہو گیا...... انہیں اپنی اماں شدت سے یاد آئیں۔ جو ہمہ وقت اپنے آخری دنوں میں بس ایک ہی خواہش کا اظہار کرتی تھیں کہ صہیب کا بیاہ کر دو...... آج...... اماں ان سے کتنا ناراض ہوں گی کہ اپنی اولاد کے فرض تو ادا کر رہے ہیں مگر ان کے صہیب کو اس کی خوشیوں کو نظر انداز کر دیا...... ان کے دل کا بوجھ بڑھ گیا...... وہ سوچوں میں بہت زیادہ الجھ گئے تھے۔ اپنا بی پی ہائی کر بیٹھے...... بچوں کو اپنی موج مستی چھوڑ کر ان کی فکر لگ گئی...... صہیب نے ڈاکٹر کو فون کیا...... یکدم ہی سارا گھر ان کے گرد جمع تھا پریشان فکر مند ہراساں لحہ بھر میں سب کے چہروں سے مسکراہٹیں غائب ہو گئی تھیں ان کی فکر میں......!

"میں اب بہتر ہوں بچوں جاؤ جا کر انجوائے کرو۔" انہوں نے مسکرا کر تسلی دی۔ ڈاکٹر نے بھی حوصلہ بڑھایا۔

"بلڈ پریشر اتنا زیادہ ہائی نہیں ہے لگتا ہے کچھ سوچ رہے تھے محترم۔" ڈاکٹر نے مسکرا کر انہیں مخاطب کیا۔

"ان خوشیوں بھرے لمحوں میں انسان کیا سوچ سکتا ہے ڈاکٹر سوائے اپنے ماں باپ کو یاد کرنے کے جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں ان لمحات میں...... مجھے بھی اماں کا خیال آ گیا تھا۔" سب کے سامنے انہوں نے اعتراف کیا۔

بچوں کو انہوں نے پھر سے کہہ کر باہر بھیج دیا تھا میوزک پھر سے آن ہو گیا تھا...... وہ اب ریلیکس تھے۔


Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

"تابندہ اور صہیب تم دونوں سے مجھے بات کرنی ہے۔" سب باہر نکل رہے تھے تب وہ بولے اور صہیب وہیں رک گیا بھابی تو پہلے ہی ان کے پاس بیٹھی تھیں۔

"جی بھیا....." مؤدب انداز میں اس نے کہا...... انہوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تم سے کچھ پوچھوں سچ سچ بتاؤ گے۔"

"میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گا۔"

"تم آخر شادی کے لیے کیوں نہیں مانتے۔" ان کے سوال پر وہ بے اختیار بھابی کو دیکھنے لگا۔

"اس کا مطلب تابندہ کو علم ہے۔" وہ ناسمجھ نہ تھے فوراً ہی نظروں کا مفہوم بھانپ گئے۔

"تم بتاؤ تابندہ بیگم یہ کیوں انکاری ہے۔"

وہ شش و پنج میں پڑ گئیں...... آخر جھوٹ بول کر بھی کیا فائدہ۔

"اس بار تو آپ نے انکار کیا ہے...... اس نے تو نہیں انکار کیا......" وہ مجازی خدا کی طرف دیکھ کر بولیں۔

"ضروری تو نہیں ناں بچے ہمارے سامنے بولیں...... بعض باتیں خود سے سمجھنا ہمارا بھی فرض ہے۔ یہ احمر کی طرح ضدی نہیں جو اڑ جاتا...... نہ حیدر کی طرح منہ پھٹ...... جس نے سب کے سامنے کھڑے ہو کر عشق کا اعلان کر دیا تھا اگر وہ لاج و شرم کا پاس رکھے ہوئے ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم اس سے قربانیاں مانگ لیں۔" وہ ہر بات واضح کر گئیں کہ انہیں واقعی صہیب اپنے بچوں سے کہیں زیادہ عزیز تھا۔

"تم مانو سے شادی کرنا چاہتے ہو۔" انہوں نے سیدھے الفاظ میں صہیب سے سوال کیا تو وہ سر جھکا گیا کچھ دیر انتظار کر کے انہیں سوال دہرانا پڑا۔

"میاں میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔"

"جی وہ......"

شاید وہ جھجک رہا تھا۔

"کیا تم صرف اماں اور اپنی بھابی کی خواہش پوری کرنے کے لیے ایسا چاہتے ہو یا تمہاری اپنی دل کی رضامندی بھی شامل ہے۔"

"بھیا...... اماں اور بھابی کی خوشی سے بڑھ کر میرے لیے اور کچھ نہیں ہے مگر مانو میری اپنی خواہش بھی ہے لیکن میں جانتا ہوں ایسا ممکن نہیں ہے اس کی بھی بہت سی مجبوریاں ہیں فرائض ہیں...... جن سے وہ منہ نہیں موڑ سکتی اور ہم اس پر زبردستی کوئی فیصلہ مسلط نہیں کر سکتے۔" زندگی میں پہلی بار وہ بھیا سے اس طرح کی بات کر رہا تھا۔

"لیکن ہم اس کی مجبوریوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کی بات مان بھی تو سکتے ہیں......"

"جی......؟" شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہو مگر بھیا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تو اسے لگا اس کے اطراف شادیانے بج اٹھے ہوں۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں جی۔" تابندہ بیگم کے چہرے پر حقیقی مسرت تھی جسے وہ اتنے دن سے تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر نظر آج آئی تھی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو تابندہ بیگم زمانہ بدل رہا ہے ہمیں بھی سوچ بدلنی چاہیے اور مانو کی مجبوری ہے تو ہم اسے منع نہیں کریں گے۔"

"ہمارے دل کو بہت گراں محسوس ہوا آج جیسے ہاتھ سے پڑا کہ اماں کی خواہش پس پشت ڈال کر ہم اپنے بچوں کی خوشیاں منا رہے ہیں۔" اگر میرے بھائی کی خوشی مانو ہے تو ہم آج ہی سمیرا سے کہتے ہیں کہ بچی کی شرط منظور ہے...... وہ بس پرسوں نکاح کی تیاری کرے ہم تینوں بچوں کی خوشیاں اکٹھی منائیں گے۔"

صہیب کا بس چلتا تو وہ یہ بتانے کے لیے ابھی ماہ نور اشرف کے پاس پہنچ جاتا۔

"جاؤ بیٹا تم بھی سب کے ساتھ خوشیاں مناؤ۔" اس کی بے چینی شاید وہ نوٹ کر چکے تھے...... لمحہ بھر میں وہ غائب ہوا تھا۔

"چلیں تابندہ بیگم وقت کم ہے۔"

"ابھی...... آپ کی طبیعت......"

"ٹھیک ہے...... تم عاقب اور منیب کو بلا لاؤ۔"



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

بھائیوں کے بنا تو وہ ایک قدم بھی نہیں اٹھاتے تھے تبھی تو ان پر بھائی بھی جان دیتے تھے۔

☆☆☆......☆☆☆

مہندی لگا کے رکھنا ڈولی سجا کے رکھنا
لینے تجھے او گوری آئے گا تیرا سجنا

یہاں شاید مقابلہ چل رہا تھا مگر صہیب احمد کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ اس کے وجیہہ چہرے پر خوشیاں جیسے پھوٹ رہی تھیں...... اور شاید خوشی کا خمار تھا کہ اس نے اتنے لوگوں کے بیچ بیٹھی مانو کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا تھا...... میوزک کے شور میں مانو کو اس کی آواز تو سنائی نہ دی مگر وہ اٹھ کر اس کے ہمراہ آ گئی۔

صہیب احمد کے چہرے پر ناقابل بیان تاثرات تھے۔

"خیر ہے کیا ہوا۔"

"میری ریاضتیں میری چاہتیں رنگ لے آئی ہیں ماہ نور اشرف' ہمارے درمیان میں حائل رکاوٹیں ختم ہو گئی ہیں۔"

"کیا کہنا چاہ رہے ہو صہیب۔" وہ سمجھی نہیں۔

"مجھے بھیا نے بلایا تھا...... انہیں تمہارے جاب کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے وہ مان گئے ہیں...... بس اب تم نے بھی وعدہ نبھانا ہے۔"

"میں نے تم سے کون سا وعدہ کیا تھا صہیب احمد۔" وہ انجان بنی۔

"تم انجان نہیں بن سکتیں مانو...... میں نے بہت کرب میں یہ دن گزارے ہیں...... تمہارے بنا جینے کا میں تصور نہیں کر سکتا...... مگر میرے دونوں طرف مجبوریوں میں حائل دیواریں تھیں...... نہ تم پیچھے ہٹنے کو تیار تھیں نہ بھیا...... اور اب جبکہ وہ دیواریں زمین بوس ہو گئی ہیں' ہمارے راستے صاف ہیں منزل سامنے ہے تو تم یوں انجان بن کر مکر نہیں سکتیں مانو۔"

وہ انتہائی سنجیدہ ہو گیا...... مانو نے پل بھر میں اترتا اس کا چہرہ دیکھا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا ناں صہیب احمد کہ میں نے اپنے فیصلے رب پر چھوڑ دیئے ہیں۔"

"میرے رب کی رضا بھی یہی ہے مانو...... تبھی تو اس نے راہ دکھائی ہے۔ بھیا کے دل میں احساس ڈالا ہے۔" کیوں یہ لڑکی اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی ہزار بار وہ خود کو سمجھاتا...... مگر ہر بار یہ لڑکی اسے پھر سے بکھیر دیتی تھی۔

کتنا خوش تھا وہ...... اور اب...... سمیرا بھابی جو کہ بہت حد تک مایوس ہو چکی تھی ولید بھائی کے آنے پر انہیں لگا ان کا رب ان پر مہربان ہے۔ مانو کی ذمہ داری وہ اب جلد سے جلد ادا کرنا چاہتی تھیں۔

"مانو جب تک چاہے نوکری کر سکتی ہے ہماری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہوگی بلکہ جتنا ہو سکا ہم اس کا ساتھ دیں گے...... وہ بہت اچھی سوچ کی حامل ہے سمیرا اور اس زمانے میں اپنوں کے لیے اتنا کوئی کوئی سوچتا ہے۔"

"بس سمیرا تم تیاری کرلو" تابندہ بھابی نے تو کہہ دیا مگر ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے...... لیکن ان سب سے پہلے ایک بار مانو سے بات کرنا لازم تھا۔

"بھیا میں ایک بار مانو سے بات کرنا چاہتی ہوں میں اس پر اپنا فیصلہ مسلط نہیں کرنا چاہتی جو کچھ بھی ہو اس میں اس کی مرضی اور رضا کا شامل ہونا بھی ضروری ہے۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" وہ اس بات پر بھی راضی تھے۔

امتحان تو سمیرا کے لیے تھا...... مانو سے بات کرنا اسے سمجھانا قائل کرنا...... اتنا آسان نہ تھا' جانے اب وہ کیسے ری ایکٹ کرے گی آج ہی تو کچھ بہتر محسوس ہوئی تھی...... اپنی من مرضی سے ولید بھائی کے گھر گئی تھی۔ ورنہ کل سے وہ کئی بار کہہ چکی تھیں کہ مانو کچھ دیر کے لیے کمرے سے نکلو...... تم فریش ہو جاؤ گی' جانے تنہا بیٹھے کن کن سوچوں سے الجھتی رہتی ہو۔

وہ اس کے کمرے میں آئیں تو وہ سونے کے لیے



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

لیٹ چکی تھی۔

"مانو۔ سوگئی ہو۔" بھابی کی آواز پر وہ اٹھ بیٹھی شاید اسے اندازہ تھا کہ وہ کیا بات کرنے اس وقت اس کے کمرے میں موجود تھیں۔

"م بھی لیٹی تھی بس۔"

"دراصل مانو میں نے تم سے ضروری بات کرنی تھی بچے۔" وہ شاید تمہید باندھ رہی تھیں مانو ان کے چہرے کا اضطراب دیکھ رہی تھی اسے پتہ تھا کہ بھابی کیوں تذبذب کا شکار ہیں کیونکہ انہیں مانو سے اچھی امید نہیں تھی...... وہ پہلے سے ہی مانو کے فیصلے کو جانتی تھیں مگر وہ صرف اس لیے اس کے پاس آئی تھیں کہ وہ مجبور تھیں اپنے فرض کی ادائیگی کے ہاتھوں۔

"جی بھابی......" اس نے فرماں برداری سے کہا۔

"میں نے طے تو یہ ہی کیا تھا مانو کہ میں اب تم سے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کروں گی مگر شاید میں ایسا نہیں کرسکتی...... تم میری ذمہ داری ہو تمہاری خوامخواہ کی ضد کے باعث میں تم سے دستبردار نہیں ہوسکتی۔" انہوں نے مانو کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مانو زندگی ہمیشہ ہماری مرضی کے مطابق نہیں گزرتی بلکہ ہمیں زندگی کی مرضی پر خود کو وقت اور حالات کے سپرد کرنا پڑتا ہے مجھے تمہارے حساس دل کی قدر ہے اور یقین مانو تم نے اپنے بھیا کے بعد جس طرح قدم قدم پر میرا ساتھ دیا یہ میرے لیے بہت اہم ہے نہ صرف خود کو سمیٹا بلکہ مجھے اور بچوں کو بھی بکھرنے نہیں دیا تمہارے اس گھر سے مجھ سے دور ہونے سے سب سے زیادہ فرق میری ذات کو پڑے گا بچے...... لیکن میں عمر بھر تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتی یہ دستورِ زمانہ ہے میرے اللہ اور میرے رسول ﷺ کی اطاعت ہے ماں باپ کو اپنی بچیوں کی فکر سونے نہیں دیتی کہ ان کی بیٹی کو اچھا گھر اچھا بر اور اچھے نصیب حاصل ہوں مجھے بھی یہی درکار ہے تمہارے لیے اور خوش نصیبی سے اچھا گھر اور بر دونوں ہی میسر ہیں اب اگر میں یا تم منع کروں گی تو ناشکری ہوگی ہماری...... پہلے تم نے انکار کیا ہم خاموش رہے مگر اب وہ مان رہے ہیں جو تم چاہتی تھیں۔" لمحہ بھر کو وہ سانس لینے کو رکیں۔ "اور مانو...... صہیب احمد تو تمہاری خواہش تھا تمہارے دل کے دریچوں میں اب بھی وہی ہے بس تم نے خود پر پہرے بٹھا دیئے ہیں سچ تو یہی ہے تمہیں اب بھی محبت ہے اس سے۔"

"محبت تو روح میں اترنے والا الہامی جذبہ ہے بھلا کیسے میں روح میں بسی محبت کو کھرچ کر نکال سکتی ہوں میں نے کب انکار کیا ہے کہ مجھے صہیب احمد سے محبت نہیں رہی...... وہ آج بھی میرے لیے وہی ہے جو پانچ سال پہلے تھا مگر بھابی حالات بدل گئے ہیں میں بدل گئی ہوں میری سوچ بدل گئی ہے پہلے صہیب احمد میرے لیے پہلی ترجیح تھا لیکن اب آپ اور بچے......" سمیرا جیسے مایوس سی ہوگئی تھیں اس کی باتوں سے...... مزید کیا کہتیں ایک گہری خاموش نظر اس پر ڈال کر اٹھ گئیں۔

"پتہ نہیں مانو...... تم اتنی سخت دل کیسے ہوگئی ہو تمہیں ناں صہیب کی آنکھوں کی التجائیں نظر آتی ہیں نہ اپنی بھابی کے لبوں کی منتیں۔" بس جانے سے پہلے یہ الفاظ کہہ گئیں جس نے اس کے دل کو ایسا بے کل کیا وہ لیٹنا تو دور سکون سے بیٹھ بھی نہیں پارہی تھی۔

اس کی نظر سے نہ صہیب احمد کی بے قراریاں پوشیدہ نہ تھیں بھابی کی التجائیں وہ بس جان بوجھ کر نظر انداز کررہی تھی یہ حقیقت تھی پھر اسے بھابی کے لبوں سے ادا ہوا یہ سچ بے کل کیوں کر گیا گھنٹے بھر اپنے کمرے میں ٹہل کر بھی سکون نہ آیا تو وہ بے کل سی باہر نکل آئی...... آسمان پر چمکتے چاند کی چاندنی نے صحن کو منور کر رکھا تھا کبھی یہ چاندنی راتیں کتنی بھاتی تھیں اسے...... سردیوں کا موسم ہمیشہ اس کا پسندیدہ رہا تھا بڑی موجیں ہوتی ہیں سردیوں میں اور وہ کرتی بھی تھی...... صہیب احمد کے ہزاروں بہانے تراشنے کے باوجود وہ ان یخ بستہ چاندنی راتوں میں روز ہی فرمائش پوری کراتی تھی کبھی آئسکریم کبھی مونگ پھلیاں اُف گرما گرم کافی اور مونگ پھلیاں اوپر سے اتنی ٹھنڈ میں شعلے برساتی صہیب احمد کی نگاہیں جیسے سردیوں



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

سے ازلی بیر تھا‘ جتنا وہ چڑتا تھا مانو اتنا ہی ستاتی تھی۔

”محترمہ میں خود آئسکریم بن رہا ہوں خدارا جلدی چلو۔“ دسمبر کے مہینے میں سڑک کے کنارے چلتے آئس کریم کھانا اور صہیب احمد کا کڑھنا...... وہ بیچارہ ڈبل سوئٹر پہنے‘ کانوں پر مفلر لپیٹے‘ سینے پر بازو ایسے لپیٹے چل رہا ہوتا جیسے ڈر کے مارے بچے ماں سے لپٹ جاتے ہیں۔

بے اختیار اس کے لب مسکرا اٹھے‘ کتنی سنہری یادیں تھیں‘ جنہیں یاد کر کے اس کی گھٹن کم ہوگئی تھی۔

صہیب احمد شروع سے واک کرنے کا عادی تھا لیکن سردیوں میں ٹال مٹول کر جاتا تب مانو اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی چھت پر لے آتی...... بس چالیس قدم چلتے ہیں صہیب احمد“ وہ چالیس قدم کہہ کر اسے چار سو قدم چھت پر ٹہلاتی اور وہ ٹھنڈ کے مارے چھینکنے لگتا‘ یکدم ہی اس کی نگاہ چھت کی طرف اٹھی تھی۔ کبھی ان چھتوں پر زندگیاں بستی تھیں خاص کر اتوار کو...... اسے خود علم نہ ہوا وہ قدم اٹھاتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

ہر اتوار کو ان دونوں چھتوں پر خوب دھاچوکڑی مچتی تھی کالج اور یونی ورسٹی کی چھٹی ہوتی تو صہیب بقول اماں بی کے دھاگوں سے سویرے ہی الجھنے لگتا احمر اور حیدر اس کے پکے والے چمچے بچپن سے ہی تھے...... ان تینوں کی گہری دوستی تھی جو آج بھی یوں ہی قائم تھی اس نے اندازہ لگایا‘ احمر صرف آرام کرتا تھا کتاب ہاتھ میں تھامے کبھی لیٹ کر کبھی بیٹھ کر ریڈنگ کرتا...... حیدر کو شروع سے موبائلز کا شوق تھا...... پھر ضد کر کے اس نے لیپ ٹاپ لے لیا تھا‘ اتوار کا پورا دن وہ سوشل میڈیا کے فرینڈز کے ساتھ گزار تھا‘ بہرام ہادی طلال منال عاشی دانیہ اور وہ...... خوب مستی کرتے ان تینوں کو چھیڑنا تنگ کرنا ان کی ہابی تھی۔

وہ یادوں میں کھوئی کھوئی مشترکہ دیوار تک آ گئی یہاں سے اکثر صہیب احمد کو پتنگ اڑاتا دیکھ کر خوب ستاتی تھی پھر اس کی ڈانٹ سنتی کبھی جھنجلا کر وہ اس کے سنہرے بالوں کو مٹھیوں میں بری طرح جکڑ لیتا‘ وہ چیخنے لگتی تو اماں کے ڈر سے چھوڑ دیتا اور چھت سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر پتھر اٹھاتی‘ اسے کھینچ کر مارتی اور نیچے بھاگ جاتی تھی۔

”آہ۔“ وہ دن جب زندگی پھولوں کی مانند کھلتی ہوئی سمندر کی موجوں کی طرح اٹھکیلیاں کرتی‘ پرندوں کی چہچہاتی اور چاندنی راتوں کی طرح روشن ہوا کرتی تھی اور اب...... گھور اندھیری‘ ساکن ٹھہرے پانی کی مانند‘ خزاں کے پتوں کی مانند ٹہنی پر لرزتے ہوئے گویا ابھی ہوا کے جھونکے سے نیچے آ گریں۔ وہ دیوار پر ٹھوڑی ٹکائے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

”یادیں تمام عمر انسان کا پیچھا کرتی رہتی ہیں مانو...... زندگی کو یادوں کے سہارے نہیں گزارا جاتا...... پانچ سال سے میں بھی انہی یادوں میں زندہ ہوں جو تم میرے آس پاس چھوڑ گئی تھیں۔ تمہیں یاد ہے تم آخری بار مجھے ملنے نہیں آئی تھیں اسی منڈیر پر تم اسی طرح ٹھوڑی ٹکائے مجھ سے مخاطب تھیں میں آج تک اس آخری ملاقات میں سفر کر رہا ہوں...... یہیں کھڑا ہوں‘ اسی امید پر کہ تم ضرور لوٹو گی‘ اور میں تمہاری وہ ساری شکایتیں دور کر دوں گا میری لاپروائی کا قلق تمہیں سدا رہتا تھا ناں‘ مجھے اب دسمبر کی یخ بستہ راتوں میں بھی ٹھنڈ نہیں لگتی مانو...... دسمبر کے یہ اذیت ناک دن میں رات کے اس پہر چھت پر گزارتا ہوں‘ کیونکہ تم مجھے انہی دنوں چھوڑ کر گئی تھیں۔“

صہیب احمد کی آواز پر چونکی تھی‘ وہ بھی اس وقت یہاں چھت پر موجود تھا...... وہ جو دسمبر کے ان دنوں میں صحن میں کسی کام سے آتا ہو تو کمبل لپیٹ کر آتا تھا‘ اسے سردی بہت لگتی تھی اور آج وہ بنا گرم کپڑوں کے یخ ٹھنڈی رات میں کھڑا تھا۔

”کتنے سنہرے دن تھے ناں وہ صہیب احمد بیت گئے اور جاتے جاتے ہم سے وہ مسکراہٹیں وہ قہقہے وہ بے فکری بھی لے گئے۔“ وہ اب تک یادوں کے زیر اثر تھی۔

”لے کر کچھ نہیں گئے ہمیں سبق دے گئے ہیں ماہ نور اشرف زندگی گزارنے کا طریقہ...... بتا کر گئے ہیں کہ زندگی میں صرف مسکراہٹیں نہیں ہوتیں...... زندگی صرف



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

بہاروں کا موسم نہیں ہے۔ جس طرح سال بھر پڑھائی کے بعد ایگزام دینے کی فکر اور پھر رزلٹ کی خوشی ہوتی ہے...... اسی طرح عمر رواں میں دکھ امتحان بن کر آتے ہیں ہماری آزمائش کے لیے...... اور جو امتحانات کامیابی سے پاس کر لیتا ہے اس کے لیے پھر یہ زندگی...... مسکراہٹیں اور خوشیوں کی بانہیں پھیلا کر استقبال کرتی ہے۔ تو ہم نے وہ دور گزارا جس میں صرف پڑھائی تھی، پھر امتحان شروع ہوئے ہم نے پوری کوشش کی کہ ہم ہاریں نہیں، بہت سے طوفان آئے اونچی اونچی موجوں نے ڈبونا بھی چاہا مگر ہم ڈٹے رہے اور ان موجوں کو چیر کر آگے بڑھتے گئے اور آج ہم زندگی کے پھر نئے دور پر کھڑے منتظر ہیں رزلٹ کے 'کامیابی کے۔"

"میرے امتحان ابھی ختم نہیں ہوئے صہیب احمد...... ابھی تو جاری ہیں...... ادھورے امتحان کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔" گہری سنجیدگی تھی اس کے خوب صورت چہرے پر۔

"زندگی کے امتحان میں کبھی کبھی ایسا موڑ بھی آتا ہے مانو جب ہمیں لگتا ہے کہ ہم اکیلے پڑ گئے ہیں تب ہمیں اپنے اردگرد پھیلے محبت بھرے ہاتھوں کو تھام لینا چاہیے...... یقیناً اس میں بھی کامیابی چھپی ہوتی ہے جب کوئی آپ کے حصے کے تمام دکھ...... تمام امتحان اور پریشانیاں سمیٹنے کو تیار ہو تو ہمیں ایک بار اس پر اعتبار ضرور کرنا چاہیے۔ میں بندہ بشر ہوں، بہت سی خامیاں میری ذات میں پنہاں ہیں جو میرے انسان ہونے کی گواہ ہیں، میں دعویٰ نہیں کرتا...... مگر تم سے وعدہ کر سکتا ہوں کہ زندگی کے ہر موڑ پر تمہارے لبوں کی مسکراہٹ قائم رکھنے کی کوشش کروں گا تمہارے سارے دکھ اپنے اندر سمو لوں گا تمہاری تمام تر ذمہ داریوں میں قدم بہ قدم تمہارے ساتھ چلوں گا...... بس ایک بار یہ ہاتھ تھام لو...... میری اذیتوں کو مٹا کر میری بے کلی کو قرار دے دو...... پلیز مانو......"

یہی تو...... وہ سننا چاہتی تھی صہیب احمد کے لبوں سے...... یہی بے قراریاں دیکھنا خواہش تھی اس کی، جس قدر وہ مرتی تھی، صہیب احمد کو بھی اپنا اتنا ہی دیوانہ دیکھنا چاہتی تھی۔

اور آج خوابناک منظر اس کے سامنے تھا وہ اپنی تمام بے قراریوں سمیت ہاتھ بڑھائے اس کی ہاں کا منتظر تھا۔ کہ کب وہ مسکرا کر اس کا ہاتھ تھامے گی۔

چاندنی رات کے اس فسوں خیز لمحوں میں اس کی آنکھوں میں موتیوں کی مانند آنسو چمکنے لگے تھے۔

"بس یہی آنسو تو سمیٹنا چاہتا ہوں ماہ نور اشرف...... خدارا مجھے یہ حق سونپ دو کہ میں تمہارے یہ قیمتی موتی چن سکوں۔" خوابناک لہجہ...... خوب صورت منظر رات کے اس پہر جیسے وہ سپنوں کی وادیوں میں سفر کرنے لگی تھی۔ مگر پھر چونکی۔

"تم میرا ساتھ دو گے ناں...... بدل تو نہیں جاؤ گے...... میرے سامنے میرے فرائض ہیں میرے بھیا کی نشانیاں جنہیں......"

"وعدہ رہا ماہ نور اشرف کبھی خود کو تنہا نہیں پاؤ گی۔"

اس نے ہولے سے انگلی کی پور پر آنکھوں سے بہتا موتی سمیٹا۔

"یہ میری دعاؤں کا ثمر ہے صہیب احمد...... کہ تمہارے دل میں محبت کے چراغ روشن ہوئے۔"

"تو انکار کسے ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"مبارکاں...... مبارکاں......"

یکدم پوری چھت گونج اٹھی تھی...... سارے کے سارے نوجوان جانے کب سے سیڑھیوں پر کھڑے ان کی باتیں سن رہے تھے یکدم ہی اوپر آ کے چیخے تھے۔

"واہ یار چاچو...... مجھے تو آج آپ کے اس ٹیلنٹ کا علم ہوا ہے...... کیا رومینٹک انسان ہیں آپ تو...... کیا خوابناک لہجہ تھا لفظوں کی کیا جادوگری تھی...... واہ یار...... کیا لفظ تھے یار سہرام وہ...... ہاں"

"بس یہی آنسو تو سمیٹنا چاہتا ہوں خدارا مجھے یہ حق سونپ دو کہ میں تمہارے یہ قیمتی موتی چن سکوں...... اف یار قیامت کے ڈائیلاگ تھے۔" طلال جب بکواس کرنے پر آتا تو فل اسٹاپ کو مئے سب کچھ بھول کر بس اسٹارٹ



Download From - PakDigestNovel

www.PakDigestNovel.Blogspot.Com

ہوجاتا تھا کہ اگلا بندہ پانی پانی ہوجائے جیسے اس لمحے صہیب اور مانو ہوئے تھے۔

"انتہائی خبیث انسان ہو تم اور یقیناً یہ گھٹیا آئیڈیا بھی تمہارا ہوگا' کسی کی پرائیویسی مین دخل اندازی کرنا۔"

"یار صہیب...... ہم تو تمہاری خوشیاں بانٹنے آئے تھے بلکہ ڈبل کرنے آئے تھے' یا آخری شب یادگار بنا کرنئی صبح کے استقبال کی تیاری کرنے آئے تھے اور تم برا منا گئے۔" حیدر نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا۔

"تھینک یو سو مچ مانو...... تم نے ہماری خوشیاں دوبالا کردیں اپنے اقرار سے...... ورنہ بلیوم صہیب کی اتری صورت دیکھ کر کئی بار دل چاہا کہ میں شادی سے بائیکاٹ کردوں...... مگر پھر سوچا کہ قتل ہونے سے بہتر ہے صہیب کی رونی صورت برداشت کرلوں...... بابا نے ورنہ مجھے کھڑے کھڑے فائر ماردینا تھا۔" حیدر نے مخصوص انداز میں مانو کو تھینکس کہا تھا۔

"تمہارے کرتوت ہی کچھ ایسے رہے ہیں ماضی قریب میں کہ ان کا فائر مارنا حق بجانب تھا۔" خاموش کھڑے احمر نے اس کے بخیے ادھیڑے تھے...... جواباً حیدر نے اسے گھورا۔

"چھوڑوں نا یار...... خوشی کے موقعوں پر ایسے نہیں گھورتے۔" حیدر کے کندھے تھپکتا وہ صہیب کے گلے لگا تھا۔

"بلیوم صہیب احمد' مسرت وانبساط کا احساس ہورہا ہے' تمہاری خوشیوں کے ساتھ ہماری خوشیاں جڑی تھیں...... قسم سے آج دل مکمل خوش ہے...... اللہ پاک تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔" اس نے دل سے دعائیں دی تھیں۔ وہ ان سب کا بے حد مشکور تھا۔

"بائی دے وے تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا......"

"مناہل روز کی طرح تمہیں کافی دینے آئی تو اس نے دیکھ لیا اور پھر اس نے ہم سب کو بتایا ہم نے مل کر پلان بنالیا۔"

"کانگریچولیشن بوتھ آف یو چاچو۔" پھولوں کا بڑا سا بوکیٹ مناہل نے اسے تھمایا تھا۔ اس نے محبت سے اسے خود سے لگالیا۔

"تھینک یو سو مچ بھتیجی۔"

"اچھا اب نیچے چلیں...... جہاں سب بڑے بھی منتظر ہیں کہ کب ان سے یہ خوشی کی خبر شیئر کی جائے۔"

"کیا......" وہ دونوں ہی ہکا بکا رہ گئے۔

"جی جناب سب بے صبری سے منتظر ہیں۔"

"ہونے والی بلکہ تقریباً ہوچکی چاچی...... دیوار کے اس طرف آجائیں...... اب یہ دیواریں گرانے کا وقت آچکا ہے۔ چلیں نیچے۔"

طلال نے مانو کو مخاطب کیا' اس منڈیر کو پھلانگنے کی تو برسوں پرانی عادت تھی سو لمحہ بھر میں وہ ان کی طرف تھی۔ عاشی مناہل اور ردانیہ فوراً اس سے لپٹ گئیں۔

"بہت شکریہ جناب۔ مگر تم نے ہمارے چاچو کو بہت تڑپایا ہے۔"

"ڈونٹ وری عمر پڑی ہے اس تڑپ کا بدلہ لینے کے لیے...... کیوں چاچو۔" طلال نے شوخی سے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا صہیب نے اس کی کمر پر گھونسا رسید کیا تھا۔

وہ سب نیچے اترے تو واقعی سب صحن میں ان کے منتظر تھے بڑے بھیا سمیت...... صہیب کے لیے یہ پل اتنے خوب صورت اور خوشگوار تھے کہ مسرتوں کے احساس سے دل بھر آیا جسے اس نے بہت ہمت سے ضبط کیا تھا۔

بھیا نے اسے گلے لگا کر ماتھا چوما تھا۔ اور مانو کو بھی خود سے لگالیا۔ خوشیاں واقعی بچوں کی ہنسی میں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ آج کل کے بچوں کو بھی اگر ہم پوری توجہ دیں ان کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا احترام کریں تو وہ کبھی ہماری نافرمانی نہیں کریں گے...... دور کتنا بھی جدید ہوجائے۔

آپ کی محبت آپ کی توجہ بچوں کو آپ سے کبھی دور نہیں کرسکتا۔

فضا میں یکدم پٹاخوں کی آوازیں گونجی تھیں۔ آسمان رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگانے لگا۔

**ختم شد**



Download From - PakDigestNovel